

U863

File - MANSIL CHARIYAT.

Master - Mohd. Mumtaz Ali.

Prof'shu - Matla Hashmi (meant).

Rec - 1894.

Rec - 120.

Engle - Islam - Masjid; Islam - Figo

مسائل شریعت

حصہ دوم

حسین واجی مسائل مفتی بہا مسیّدہ گوئرنمنٹ شر
یعنی نکاح طلاق شفعہ وصیت وقف وغیرہ ایسی ہی شرح و بسط
ساتھ لکھے گئے ہیں جیسے مسائل وراثت حصّہ اول مسیحی و فرائض
میں نہایت تشریح و تخیل سے لکھے گئے۔

جسکو

CHECKED
Date.....

جناب مولوی محمد شفیع علی صاحب نے

واسطے رفاہ عام علی الخصوص کلاء عدالت دیوانی و امیر دارالین
امتحان کالت و جاگیر داران و سائر اہل اسلام کے تصنیف کیا
میں شیخ شہیر محمد مولوی محمد سرچ کی کتاب طبع ہوا
پیش ہائی میں یہی سرچ کی کتاب

M.A.LIBRARY, A.M.U



U863

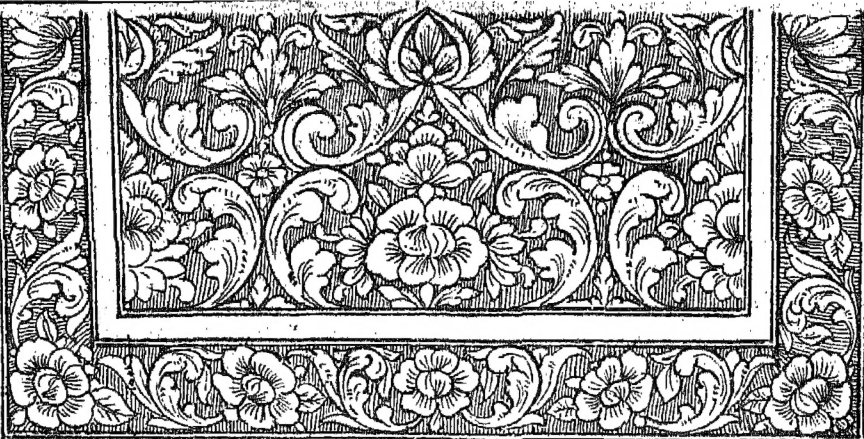
فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸	مسئلہ ۱۸ - کن عورات کا فروغ سے نکاح حلال ہے	۱۸	تشریح ۱۸ - بارہ صدق
۱۹	ولایت کا بیان	۱۹	تشریح ۱۹ - دینی اور عوامی فرق
۲۰	تشریح ۲۰ - دلی اور عوامی فرق	۲۰	تشریح ۲۰ - عوامی اور عوامی فرق
۲۱	مسئلہ ۲۱ - مان کو مقابلہ عصبہ ولایت نکاح نہیں	۲۱	تشریح ۲۱ - عوامی اور عوامی فرق
۲۲	تشریح ۲۲ - دربارہ نکاح عوام کی غلط فہمی	۲۲	تشریح ۲۲ - عوامی اور عوامی فرق
۲۳	مسئلہ ۲۳ - چون کو گوشے دلی کا نکاح سے ختمی و سنی ہے	۲۳	تشریح ۲۳ - عوامی اور عوامی فرق
۲۴	کفو اور غیر کفو کا بیان	۲۴	تشریح ۲۴ - عوامی اور عوامی فرق
۲۵	کفارت نسب کا بیان	۲۵	تشریح ۲۵ - عوامی اور عوامی فرق
۲۶	تشریح ۲۶ - حسب اور نسب میں فرق	۲۶	تشریح ۲۶ - عوامی اور عوامی فرق
۲۷	کفارت اسلام کا بیان	۲۷	تشریح ۲۷ - عوامی اور عوامی فرق
۲۸	کفارت مال کا بیان	۲۸	تشریح ۲۸ - عوامی اور عوامی فرق
۲۹	مسئلہ ۲۹ - پیشہ کی کفارت کے بیان میں	۲۹	تشریح ۲۹ - عوامی اور عوامی فرق
۳۰	گواہوں کا بیان	۳۰	تشریح ۳۰ - عوامی اور عوامی فرق
۳۱	مسئلہ ۳۱ - گواہ کا گواہ ہو سکتا ہے	۳۱	تشریح ۳۱ - عوامی اور عوامی فرق
۳۲	مسئلہ ۳۲ - نکاح کا گواہ کس کو کہتے ہیں اور عوام کی غلط فہمی کا اظہار	۳۲	تشریح ۳۲ - عوامی اور عوامی فرق
۳۳	مہر کا بیان	۳۳	تشریح ۳۳ - عوامی اور عوامی فرق
۳۴	مسئلہ ۳۴ - مہر سے کم مہر کتنا ہے	۳۴	تشریح ۳۴ - عوامی اور عوامی فرق
۳۵	تشریح ۳۵ - مہر کیوں کے مہر میں کیا نکتہ ہے	۳۵	تشریح ۳۵ - عوامی اور عوامی فرق
۳۶	تشریح ۳۶ - مہر کا بیان	۳۶	تشریح ۳۶ - عوامی اور عوامی فرق
۳۷	مسئلہ ۳۷ - مہر کا بیان	۳۷	تشریح ۳۷ - عوامی اور عوامی فرق
۳۸	تشریح ۳۸ - مہر کا بیان	۳۸	تشریح ۳۸ - عوامی اور عوامی فرق
۳۹	تشریح ۳۹ - مہر کا بیان	۳۹	تشریح ۳۹ - عوامی اور عوامی فرق
۴۰	تشریح ۴۰ - مہر کا بیان	۴۰	تشریح ۴۰ - عوامی اور عوامی فرق
۴۱	تشریح ۴۱ - مہر کا بیان	۴۱	تشریح ۴۱ - عوامی اور عوامی فرق
۴۲	تشریح ۴۲ - مہر کا بیان	۴۲	تشریح ۴۲ - عوامی اور عوامی فرق
۴۳	تشریح ۴۳ - مہر کا بیان	۴۳	تشریح ۴۳ - عوامی اور عوامی فرق
۴۴	تشریح ۴۴ - مہر کا بیان	۴۴	تشریح ۴۴ - عوامی اور عوامی فرق
۴۵	تشریح ۴۵ - مہر کا بیان	۴۵	تشریح ۴۵ - عوامی اور عوامی فرق
۴۶	تشریح ۴۶ - مہر کا بیان	۴۶	تشریح ۴۶ - عوامی اور عوامی فرق
۴۷	تشریح ۴۷ - مہر کا بیان	۴۷	تشریح ۴۷ - عوامی اور عوامی فرق
۴۸	تشریح ۴۸ - مہر کا بیان	۴۸	تشریح ۴۸ - عوامی اور عوامی فرق
۴۹	تشریح ۴۹ - مہر کا بیان	۴۹	تشریح ۴۹ - عوامی اور عوامی فرق
۵۰	تشریح ۵۰ - مہر کا بیان	۵۰	تشریح ۵۰ - عوامی اور عوامی فرق
۵۱	تشریح ۵۱ - مہر کا بیان	۵۱	تشریح ۵۱ - عوامی اور عوامی فرق
۵۲	تشریح ۵۲ - مہر کا بیان	۵۲	تشریح ۵۲ - عوامی اور عوامی فرق
۵۳	تشریح ۵۳ - مہر کا بیان	۵۳	تشریح ۵۳ - عوامی اور عوامی فرق
۵۴	تشریح ۵۴ - مہر کا بیان	۵۴	تشریح ۵۴ - عوامی اور عوامی فرق
۵۵	تشریح ۵۵ - مہر کا بیان	۵۵	تشریح ۵۵ - عوامی اور عوامی فرق
۵۶	تشریح ۵۶ - مہر کا بیان	۵۶	تشریح ۵۶ - عوامی اور عوامی فرق
۵۷	تشریح ۵۷ - مہر کا بیان	۵۷	تشریح ۵۷ - عوامی اور عوامی فرق
۵۸	تشریح ۵۸ - مہر کا بیان	۵۸	تشریح ۵۸ - عوامی اور عوامی فرق
۵۹	تشریح ۵۹ - مہر کا بیان	۵۹	تشریح ۵۹ - عوامی اور عوامی فرق
۶۰	تشریح ۶۰ - مہر کا بیان	۶۰	تشریح ۶۰ - عوامی اور عوامی فرق
۶۱	تشریح ۶۱ - مہر کا بیان	۶۱	تشریح ۶۱ - عوامی اور عوامی فرق
۶۲	تشریح ۶۲ - مہر کا بیان	۶۲	تشریح ۶۲ - عوامی اور عوامی فرق
۶۳	تشریح ۶۳ - مہر کا بیان	۶۳	تشریح ۶۳ - عوامی اور عوامی فرق
۶۴	تشریح ۶۴ - مہر کا بیان	۶۴	تشریح ۶۴ - عوامی اور عوامی فرق
۶۵	تشریح ۶۵ - مہر کا بیان	۶۵	تشریح ۶۵ - عوامی اور عوامی فرق
۶۶	تشریح ۶۶ - مہر کا بیان	۶۶	تشریح ۶۶ - عوامی اور عوامی فرق
۶۷	تشریح ۶۷ - مہر کا بیان	۶۷	تشریح ۶۷ - عوامی اور عوامی فرق
۶۸	تشریح ۶۸ - مہر کا بیان	۶۸	تشریح ۶۸ - عوامی اور عوامی فرق
۶۹	تشریح ۶۹ - مہر کا بیان	۶۹	تشریح ۶۹ - عوامی اور عوامی فرق
۷۰	تشریح ۷۰ - مہر کا بیان	۷۰	تشریح ۷۰ - عوامی اور عوامی فرق
۷۱	تشریح ۷۱ - مہر کا بیان	۷۱	تشریح ۷۱ - عوامی اور عوامی فرق
۷۲	تشریح ۷۲ - مہر کا بیان	۷۲	تشریح ۷۲ - عوامی اور عوامی فرق
۷۳	تشریح ۷۳ - مہر کا بیان	۷۳	تشریح ۷۳ - عوامی اور عوامی فرق
۷۴	تشریح ۷۴ - مہر کا بیان	۷۴	تشریح ۷۴ - عوامی اور عوامی فرق
۷۵	تشریح ۷۵ - مہر کا بیان	۷۵	تشریح ۷۵ - عوامی اور عوامی فرق
۷۶	تشریح ۷۶ - مہر کا بیان	۷۶	تشریح ۷۶ - عوامی اور عوامی فرق
۷۷	تشریح ۷۷ - مہر کا بیان	۷۷	تشریح ۷۷ - عوامی اور عوامی فرق
۷۸	تشریح ۷۸ - مہر کا بیان	۷۸	تشریح ۷۸ - عوامی اور عوامی فرق
۷۹	تشریح ۷۹ - مہر کا بیان	۷۹	تشریح ۷۹ - عوامی اور عوامی فرق
۸۰	تشریح ۸۰ - مہر کا بیان	۸۰	تشریح ۸۰ - عوامی اور عوامی فرق
۸۱	تشریح ۸۱ - مہر کا بیان	۸۱	تشریح ۸۱ - عوامی اور عوامی فرق
۸۲	تشریح ۸۲ - مہر کا بیان	۸۲	تشریح ۸۲ - عوامی اور عوامی فرق
۸۳	تشریح ۸۳ - مہر کا بیان	۸۳	تشریح ۸۳ - عوامی اور عوامی فرق
۸۴	تشریح ۸۴ - مہر کا بیان	۸۴	تشریح ۸۴ - عوامی اور عوامی فرق
۸۵	تشریح ۸۵ - مہر کا بیان	۸۵	تشریح ۸۵ - عوامی اور عوامی فرق
۸۶	تشریح ۸۶ - مہر کا بیان	۸۶	تشریح ۸۶ - عوامی اور عوامی فرق
۸۷	تشریح ۸۷ - مہر کا بیان	۸۷	تشریح ۸۷ - عوامی اور عوامی فرق
۸۸	تشریح ۸۸ - مہر کا بیان	۸۸	تشریح ۸۸ - عوامی اور عوامی فرق
۸۹	تشریح ۸۹ - مہر کا بیان	۸۹	تشریح ۸۹ - عوامی اور عوامی فرق
۹۰	تشریح ۹۰ - مہر کا بیان	۹۰	تشریح ۹۰ - عوامی اور عوامی فرق
۹۱	تشریح ۹۱ - مہر کا بیان	۹۱	تشریح ۹۱ - عوامی اور عوامی فرق
۹۲	تشریح ۹۲ - مہر کا بیان	۹۲	تشریح ۹۲ - عوامی اور عوامی فرق
۹۳	تشریح ۹۳ - مہر کا بیان	۹۳	تشریح ۹۳ - عوامی اور عوامی فرق
۹۴	تشریح ۹۴ - مہر کا بیان	۹۴	تشریح ۹۴ - عوامی اور عوامی فرق
۹۵	تشریح ۹۵ - مہر کا بیان	۹۵	تشریح ۹۵ - عوامی اور عوامی فرق
۹۶	تشریح ۹۶ - مہر کا بیان	۹۶	تشریح ۹۶ - عوامی اور عوامی فرق
۹۷	تشریح ۹۷ - مہر کا بیان	۹۷	تشریح ۹۷ - عوامی اور عوامی فرق
۹۸	تشریح ۹۸ - مہر کا بیان	۹۸	تشریح ۹۸ - عوامی اور عوامی فرق
۹۹	تشریح ۹۹ - مہر کا بیان	۹۹	تشریح ۹۹ - عوامی اور عوامی فرق
۱۰۰	تشریح ۱۰۰ - مہر کا بیان	۱۰۰	تشریح ۱۰۰ - عوامی اور عوامی فرق

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰	مسئلہ ۱۱۔ اگر بلا ذکر مہر یا مشروط بعد مہر نکاح ہو	۴۱	مسئلہ ۱۱۔ ایسا چل کر عورت جب چاہے طلاق دے سکے
۳۱	تشریح مسئلہ ۱۱۔ در بیان مہر مثل۔	۴۲	مسئلہ ۱۲۔ عورت کو بی بی بہن رکھنے سے طلاق نہیں ہوتی
۳۲	مسئلہ ۱۲۔ اگر اختلاف مہر کی تعیین میں ہو تو حاکم کس طرح فیصلہ کرے۔	۴۳	مسئلہ ۱۳۔ لفظ اور طلاق کا حکم
۳۳	مسئلہ ۱۳۔ عورت کو اختیار ہے کہ مہر بخش دے	۴۴	تعلیق طلاق کا بیان
۳۴	مسئلہ ۱۴۔ اگر زوجین میں کسی خاص شے میں اختلاف ہو کہ بطور ہدیہ دی ہیں یا مہر ہیں۔	۴۵	طلاق امر بیض کا بیان
۳۵	مسئلہ ۱۵۔ عورت کا شوہر کی جائداد پر کبھی قبضہ نہیں ہوتا ہے اور کبھی مالکانہ۔	۴۶	مسئلہ ۱۶۔ قاعدہ کلیہ وراثت عورت اور عدم وراثت
۳۶	نفقہ کا بیان	۴۷	تنبیہ در بارہ رسول صورت
۳۷	مسئلہ ۱۶۔ وصورت عدم ادائیگی مہر کچھ منسوخ نہیں ہوتا	۴۸	رجعت کا بیان
۳۸	مسئلہ ۱۷۔ کب سے نفقہ بڑھتا ہے اور کب کم ہوتا ہے	۴۹	مسئلہ ۱۷۔ کن امور سے رجعت ہو سکتی ہے
۳۹	مسئلہ ۱۸۔ اگر نشہ نفقہ کا مطالبہ زور نہیں کر سکتی ہے	۵۰	مسئلہ ۱۸۔ رجعت قابل ترکہ نہیں۔
۴۰	مسئلہ ۱۹۔ مصاحبت کا نفقہ منسوخ ہو سکتا ہے	۵۱	ایلا کا بیان
۴۱	طلاق کا بیان	۵۲	مسئلہ ۱۹۔ ایلا منسوخ ہوتا ہے
۴۲	مسئلہ ۲۰۔ الفا خارج اور کنایہ کی تفسیر۔	۵۳	مسئلہ ۲۰۔ ایلا کا حکم
۴۳	مسئلہ ۲۱۔ صبیحی طلاق کا حکم	۵۴	مسئلہ ۲۱۔ ایلا سے کس طرح رجوع ہوتا ہے
۴۴	مسئلہ ۲۲۔ کس وقت میں طلاق لغو ہے۔	۵۵	خلع کا بیان
۴۵	مسئلہ ۲۳۔ طلاق میں عورت کی حضور کی عزت نہیں	۵۶	مسئلہ ۲۲۔ طلاق بعد از مال اور خلع میں فرق
۴۶	مسئلہ ۲۴۔ بذریعہ خط بھی طلاق ہو سکتی ہے۔	۵۷	مسئلہ ۲۳۔ ولی کا خلع کرنا۔
۴۷	مسئلہ ۲۵۔ تین طلاق کا حکم۔	۵۸	ظہار کا بیان
۴۸	مسئلہ ۲۶۔ چوتھی طلاق کا حکم	۵۹	مسئلہ ۲۴۔ ظہار کا حکم
۴۹	مسئلہ ۲۷۔ لفظ کنایہ کی طلاق	۶۰	مسئلہ ۲۵۔ ظہار کو وقت ہی صحیح ہے
۵۰	مسئلہ ۲۸۔ گونگا بھی طلاق دے سکتا ہے۔	۶۱	لعان کا بیان
۵۱	مسئلہ ۲۹۔ شوہر طلاق دے دوسرے کو شوہر کر سکتا ہے۔	۶۲	مسئلہ ۲۶۔ کوہر، لعان ہوتا ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۸	۱۹۹۔ انکار عمل اعلان نہیں	۷۲	۱۲۱۔ طلب ہوا ثبت اور اشیاء کی تعریف اور
۵۹	عقیدین کا بیان	۷۳	کبریٰ دونوں ایک لفظ ہی اور ہوسکتی ہیں۔
۶۰	۱۲۰۔ جو شہادت کا حکم کیا حکم کرے۔	۷۴	۱۲۲۔ دانش شفعہ میں کیا کیا اثر ثابت کرنا چاہیے
۶۱	تشریح مسئلہ معاد سال شمسی جو	۷۵	تشریح مسئلہ در بیان نکتہ طلب خصوصیت
۶۱	۱۲۱۔ اگر اختلاف در بیان زمین ہو۔	۷۶	۱۲۳۔ اگر زمین چاروں طرف شفعہ مشتری کا تمام مقام ہوگا
۶۲	عدت کا بیان	۷۷	۱۲۴۔ ذکر خلیط فی حق المبیع
۶۲	۱۲۲۔ عدت کتنے قسم کی ہو	۷۸	۱۲۵۔ ذکر ہمارا ملاحظہ
۶۳	۱۲۳۔ عدت کی میعاد کب سے شروع ہوگی	۷۹	۱۲۶۔ مسئلہ سبب شفعہ کو طلب مواثبت اور اشیاء
۶۴	۱۲۴۔ عدت میں صحت کیجائے	۸۰	فوراً چاہیے۔
۶۵	۱۲۵۔ اگر اختلاف گذرنے عدت میں ہو	۸۱	۱۲۷۔ کوئی حوالہ شفعہ میں مستحب ہے۔
۶۶	سوگ کا بیان	۸۲	۱۲۸۔ شفعہ کا تسلیم قبل تمام بیع معتبر نہیں ہو
۶۷	ثبوت نسب کا بیان	۸۳	۱۲۹۔ دلیل مشتری کا شفعہ باطل نہیں
۶۸	حضانہ کا بیان	۸۴	۱۳۰۔ مسئلہ قبل حکم بے الشفعہ کو فروخت سے شفعہ باطل
۶۹	شفعہ کا بیان	۸۵	ہونا ہی
۷۰	۱۲۶۔ شفعہ کس شے میں ہوتا ہے	۸۶	۱۳۱۔ حکم شفعہ نابالغ
۷۱	۱۲۷۔ بنای دعویٰ شفعہ کس پیدا ہوتی ہو	۸۷	تشریح مسئلہ در بیان اختلاف طلب
۷۲	۱۲۸۔ جواب دہی شفعہ مشتری کا بڑی ہونا خودی	۸۸	گوشت
۷۳	۱۲۹۔ ذکر شفعہ بر بنای واجب العرض	۸۹	۱۳۲۔ شفعہ کو لازم ہو کہ زمین دیوی نہ قیمت
۷۴	متعلق تشریح مسئلہ دوران دانش میں شفعہ کو مرنے	۹۰	۱۳۳۔ اگر مشتری کر بیان حیثیت تنازعہ فیہ کرے
۷۵	۱۳۰۔ شفعہ ساقط ہو اور دوران پیل میں نہیں۔	۹۱	۱۳۴۔ جنگل کو اراضی میں چاروں قسم کا شفعہ ہو سکتا
۷۶	۱۳۱۔ شفعہ کا ہر بیع پر بنیاد جو ہوتا ہو	۹۲	۱۳۵۔ زمین کے بارے بیع ہونے سے دونوں
۷۷	۱۳۲۔ تجزیہ دعویٰ شفعہ میں ناجائز ہو	۹۳	میں شفعہ ہوگا۔
۷۸	۱۳۳۔ شفعہ خلیط کی تعریف۔	۹۴	۱۳۶۔ بعض صورت مصاحبت میں ہی شفعہ ہوتا ہو
۷۹	تشریح معنی خلیط	۹۵	۱۳۷۔ حیل سقوط شفعہ کا بیان
۸۰	۱۳۴۔ دعویٰ شفعہ میں حصوں کا اعتبار نہیں ہو	۹۶	غصب کا بیان
۸۱	متعلق تشریح مسئلہ برابر کے شفعہ ایک شفعہ	۹۷	تشریح مسئلہ در بیان فرق غصب اور سرقة
۸۲	۱۳۵۔ مشتری جو رسیدی لے سکتی ہو	۹۸	ہبہ کا بیان

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۰	ہبہ شاع کا جائز نہیں ہے۔	۱۰۸	مسئلہ ۳۶۸۔ متولی وقف خود واقع بھی ہو سکتا ہے۔
۹۱	مسئلہ ۳۶۸۔ نابالغ کے لئے ہبہ کرنا۔	۱۰۹	مسئلہ ۳۶۹۔ متولی خواہ واقعہ ہی ہو بشرط نجات معزل ہو سکتا ہے۔
۹۲	مسئلہ ۳۶۹۔ ہبہ بین کب رجوع صحیح ہے۔	۱۱۰	مسئلہ ۳۷۰۔ شے موقوفہ رہن یا بیع قابل نہیں ہے۔
۹۳	مسئلہ ۳۷۰۔ ہبہ کے اقسام۔	۱۱۱	مسئلہ ۳۷۱۔ متولی کا وقف صحیح ہے۔
۹۴	مسئلہ ۳۷۱۔ ہبہ بلا عوض کا حکم۔	۱۱۲	مسئلہ ۳۷۲۔ شے موقوفہ کی تقسیم مستحقین وقف کو جائز نہیں۔
۹۵	مسئلہ ۳۷۲۔ ہبہ کا رجوع کس طرح ہوتا ہے؟	۱۱۳	مسئلہ ۳۷۳۔ متولی شے موقوفہ کو رہن نہیں کر سکتا۔
۹۶	مسئلہ ۳۷۳۔ شروط فاسدہ سے ہبہ فاسد نہیں ہوتا۔	۱۱۴	مسئلہ ۳۷۴۔ اگرچہ آدمی کے لئے قرض لیوے۔
۹۷	مسئلہ ۳۷۴۔ صدقہ اور ہبہ میں فرق۔	۱۱۵	مسئلہ ۳۷۵۔ مسجد کو زکوٰۃ کرنا کسا حق ہے؟
۹۸	عاریت کا بیان	۱۱۶	مسئلہ ۳۷۶۔ اوپر نیچے مسجد کے مکان بنانا ویرت نہیں ہے۔
۹۹	مسئلہ ۳۷۵۔ زکوٰۃ کا شہر مردہ کی جائداد پر قبضہ مستحیرانہ عرف سے معلوم ہوتا ہے۔	۱۱۷	مسئلہ ۳۷۷۔ وقف آدمی سے بطور سائبغہ بھی کون لے سکتا ہے اور کون نہیں لے سکتا؟
۱۰۰	وصیت کا بیان	۱۱۸	مسئلہ ۳۷۸۔ وقف ابدی ہوتا ہے۔
۱۰۱	تشریح دوم متعلقہ ۳۷۵۔ بحث مرض الموت۔	۱۱۹	مسئلہ ۳۷۹۔ وقف کی آمدنی اول مرتبہ میں سے ہو
۱۰۲	مسئلہ ۳۷۶۔ محالہ وصیت کس وقت تمام ہوتا ہے؟	۱۲۰	مسئلہ ۳۸۰۔ اباب وقف کی آمدنی دوسری وقف میں لگانے کا حکم۔
۱۰۳	مسئلہ ۳۷۷۔ محالہ وصیت کا کیا اثر ہے؟	۱۲۱	مسئلہ ۳۸۱۔ کون سی وقف سے اہل ہبہ وغیرہ نہیں لے سکتا؟
۱۰۴	تشریح ۳۷۹۔ در بیان عدم جواز وصیت وارث اگر وارث اور غیر وارث کو وصیت کیجا دی تو غیر وارث کو رسد ہی ملے گی۔	۱۲۲	مسئلہ ۳۸۲۔ کون سا وقف قابل ہر غریب فقیر اور محتاج سے لے سکتا ہے۔
۱۰۵	مسئلہ ۳۸۰۔ رضا مندی و رضا کس طرح ہوتی ہے؟	۱۲۳	مسئلہ ۳۸۳۔ کون سا وقف قابل ہر غریب فقیر اور محتاج سے لے سکتا ہے۔
۱۰۶	مسئلہ ۳۸۱۔ وصیت میں رجوع صحیح ہے۔	۱۲۴	تشریح متعلقہ ۳۸۲۔ احکام سچا اور غریب سے لے سکتا ہے اور کون سچا و غریب سے لے سکتا ہے اور کون نہیں لے سکتا۔
۱۰۷	مسئلہ ۳۸۲۔ وصیت صدم و صلوة کا حکم۔	۱۲۵	مسئلہ ۳۸۴۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔
۱۰۸	مسئلہ ۳۸۳۔ وصیت حل کے لئے جائز ہے اور نہیں۔	۱۲۶	مسئلہ ۳۸۵۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔
۱۰۹	وصیت میں نصیحت جائداد ضروری نہیں مثل حصہ وارث کے بھی وصیت صحیح ہے۔	۱۲۷	مسئلہ ۳۸۶۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔
۱۱۰	وقف کا بیان	۱۲۸	مسئلہ ۳۸۷۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔
۱۱۱	مسئلہ ۳۸۴۔ اولیاء وقف اور اہل خیرات و اہل ہبہ	۱۲۹	مسئلہ ۳۸۸۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔
۱۱۲	رومیان وقف	۱۳۰	مسئلہ ۳۸۹۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔
۱۱۳	مسئلہ ۳۸۵۔ سوالہ وقف کس وقت تمام ہوتا ہے؟	۱۳۱	مسئلہ ۳۹۰۔ وقف قابل وراثت نہیں ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبتین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ وصحابہ جمعین آمین بعد
 ہر پکار نہ نالائقی ابی خوان لیسان باقی سرا باسقطت منتفعت عرضہ و آن کہ چھوڑی سو یکہ پڑی نک سب اسباگو
 جاننہیں کہ آدمی اشرف المخلوقات ہو اور خدا کی تمام چیزیں سکڑی بنائیں اور اسکو اپنی لڑ بنایا جیسا کہ طیل اور دا
 خود بدغیرہ کو گھوڑی کو لڑی ہوتا ہو اور گھوڑا سواری کو لڑی اسکی طیل کہ آدمی کیلئے تمام چیزیں بنائیں روشن کہ آدمی تمام
 چیزوں کا محتاج ہو اور بیشیاد آدمی کی کسی طرح محتاج نہیں اگر آدمی نہوتا تو زمین کا کیا نقصان ہوتا البتہ بدوئی میں
 آدمی کا نقصان اسی طرح تمام چیزوں کو سوجھ بوجھ معلوم ہوا کہ آدمی جمیع چیزوں کا محتاج دوسری چیزوں کا ہی پہلا سکونگیر اور عی
 خلا عقل معلوم ہوتا ہو۔ غیر فرض یہ کہ خداوند کریم و ماحلا انسان کا ہو گا اور یہ موجودات اسی کو بنائی گئی۔ فرشتوں کو
 اور شے کی طرف احتیاج نہیں وہ خدا کی یاد کو رزق سمجھتے ہیں اور انسان کو ایسا محزون بنایا کہ اس میں اور چیزوں کی بھی
 حاجت ہو اور خالق کا بھی دھیان اور چیزوں کی حاجت کا نام دنیا اور اسکو دھیان کا نام دین سمجھنا چاہیو۔ چونکہ انسان
 میں دنیا اور دین دونوں جمع ہیں تو اس کے لڑی چیزیں خداوند کریم نے غنائت فرمائیں ایک تو ایسی اندھیری کو ٹھہری
 کہ ہر اشعہ جال کر قہستی خرد بینوں سے دیکھیں تو ہی وہاں کی چیز ذرہ بھر معلوم نہو جسکو دل کہتے ہیں وہ اپنی لڑی تجویز کیا کہ
 ہمارا رہائی دین کی مثلین اسپین جمع ہیں۔ دوسری ایسی روشن فضا کہ لاکھ فلکات اسکی اشیاء کو چھپا نہیں سکتی جسکو
 آریاں کہتے ہیں وہ دنیا کہ لڑی حیرت فرمائی کہ کجاء دباؤ نیادی اس سے متعلق اور تمام معاملہ اس بنائی آواز پر موقوف ہیں

اور جسے معاشرہ میں سیاسی و علاقہ قدر کثرت میں مگر نفوس پر کہ جھوٹ اور بھالگی نو اس جو نفیس کو مثل گوز شتر بنا دیا
 اس زبان کا اعتبار نہیں کیا جنتک تحریر میں آوے اور بڑی بڑی ہتھیاں تحریر میں بھی کی جاتی ہو اور تیسری بھی اس
 تحریر چندان معتبر نہیں رہی ہے۔ اگر آدمی راست معاملگی کو اب بھی کام میں لاوے اور وراثت پر وراثت پھر وراثت نہ آسکے
 کہ اس زبان کا بلا دستاویز اعتبار ہونے لگے اور کیوں ہو اب بھی تو بعض ہندوکان خدا کی زبان کا اعتبار دستاویز بنوا
 موقوف ہے۔ میری عرض اس تحریر سے ہے کہ اگرچہ زبان میں زبان جو اصلی آلہ معاملات کا ہو ایسی ہیکار ہوگی کہ اس کو کوئی
 کچھ نہیں سمجھتا ہو اور دستاویز چو لٹانی الیک حاملہ کی ہے اسکو میں معاملہ سمجھتے ہیں۔ یہم لوگوں کی بے اعتباری کا
 نتیجہ ہے۔ جھوٹ کسی مذہب میں درست نہیں مگر اب ایسا لڑکچہ ہو گیا کہ اسکی ہر کڑی کا قصور و راجی میں نہیں گذرنا۔
 اجتناب کرنا اور کتنا رکھنا لٹا اسی کو دانشمندی اور ہنر سمجھتے ہیں۔ جو لوگ بظاہر پاکیزہ صورت اور بھلے پس معلوم ہوتے
 ہیں تو کسی خراب اندرون کا جال ہیں جو تین دفعہ در عدالت تک پہنچ گیا جھوٹ بولتے ہیں گو یا سند حاصل کر لی۔ نان
 نواد روز کو بھی جھوٹ بولتے ہیں تو انکا بنیاد لیکن چونکہ شاق نہیں ہوتے ہیں رعب عدالت وہ سبق بھلا دیتا ہے اور
 جو اصلی واقعہ ہے بلا اختیار اٹھ کر دیتے ہیں۔ آج بھائیوں نے میری اس کہانی کو سنو۔ جھوٹ کو چھوڑو۔ زبان کے قول
 پر پابند نہ ہو۔ اس آواز کو گوز شتر بناؤ۔ پھر دیکھو اس کا کیا بھل لہیکا۔ جانا چاہئے کہ اگرچہ عداوت میں بہت
 سی کوتاہیاں ہوتی ہیں لیکن تاہم بطور نقل کچھ تو لوگ کرتے ہیں مگر معاملات ایسے کم ہیں کہ ان کا کو علم بھی نہیں
 رہا عمل کر سکا کیا ذکر ہے۔ اسلئے میں وہ معاملات " لکھتا ہوں جو عدالتوں میں موافق مشرعییت غرہ طور
 ہوتے ہیں اور لوگ ناواقفیت سے بہت جھوٹ بولتے ہیں۔ اور مسائل روزمرہ کے بتاؤ گے کہ کھتا ہوں۔

تمہید

مسئلہ - جو دشمن پس میں معاملہ کریں اور کو متعاقدین کہتے ہیں۔

مسئلہ - اول متعاقد کے قول کا نام ایجاب ہے۔ مثلاً اول بائع کہے میں فیہ چیز اتنے کو چھی۔ یا اول
 مشتری کہے میں فیہ چیز اتنے کو خریدی اور دوسرے متعاقد کے قول کا نام قبول ہے۔ مثلاً مشتری بائع کو جواب
 میں کہے کہ میں نے خریدی یا بائع مشتری کے جواب میں کہے کہ میں نے چھی۔

تشریح

عام لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ بائع کے قول کا نام ایجاب اور مشتری کے قول کا نام قبول یہ غلط ہی بلکہ اول جو
 ہو وہ ایجاب بلکہ آجکل بوجہ کثرت بھوٹ مشتری کا قول ہی ایجاب ہوتا ہے کیونکہ بائع قیمت زیادہ تر ہار کر فرقی
 کھتا ہے اور مشتری گھٹا کر اس سودا کرتا ہے آخر کو بائع مشتری کے قول پر اپنی رضا ظاہر کرتا ہے پس حقیقت معاملہ
 کی یہ ہے کہ ایک متعاقد نے ایجاب کیا اور دوسرے نے قبول معاملہ تام ہو گیا لیکن شرط یہ ہے کہ ایجاب قبول ایک مجلس میں
 ہوں اگر مجلس سے دور ہو جاویں گے تو ایجاب باطل ہو جاوے گا کیونکہ اس شخص کے کلام میں جو ایک ہی مجلس میں لگتا اور مجلس
 سے مراد ایک جگہ نہیں جیسا کہ لفظ سے ظاہر ہے بلکہ وہ حالت کہ جہت متعاقد ایجاب سننے والا اور وقت ہو اسی حالت
 میں قبول کرے یہاں تک کہ اگر کسی ایجاب کی معاملہ کا کیا اور سننے والا بیٹھا تھا وہ منکر کسی اور عمل میں مشغول نہ ہو بلکہ کتاب
 دیکھتے میں مشغول ہو گیا تب ہی ایجاب باطل ہو گیا اگرچہ مجلس ایک ہی ہی غرض یہ ہے کہ بقا ایجاب کے لیے فرد ہے کہ
 متعاقد ثانی سننے ہی اور کسی اپنی رغبت ظاہر کرے اور جگہ بدلنے یا دوسرے عمل میں مشغول ہونا دلیل اس کی لاؤں سننے ہی متعاقد سے
 راضی تھا پس ایجاب کنندہ اپنی قبول پر مجبور نہ کیا جاوے گا۔ تفصیل اس واسطے لکھی ہے کہ عوام یہ سمجھ رہے ہیں کہ تکمیل
 معاہدہ کی نالاش ہو سکتی ہے یہ غلط ہے تکمیل کے معنی میں معاہدہ کے نقصان کو عدالت جبراً پورا کرنا اور عدالت کا یہ منصب نہیں
 کہ محدود چیز کو موجود کرنا اس واسطے جو معاہدہ ناقص ہے وہ معاہدہ نہیں کیونکہ جس کی ایک چیز موجود نہ ہو اس کو معاہدہ
 نہیں کہتا مثلاً کسی شخص نے یون کہا کہ میں اپنا گھوڑا پچاس روپیہ کو فروخت کرتا ہوں ایک شخص یہ منکر ہے کہ گھوڑا اور پانچ
 سو پچاس روپیہ لا کر آؤں گا کہ میں خریدتا ہوں اور پھر وہ شخص میرے انکار کرے تو کیا عدالت میں جبراً تکمیل
 کر سکتا ہے اگر نہیں کر سکتا ہاں اگر اسی مجلس میں یہ کہہ دیا ہو کہ میں خریدتا ہوں تو بیشک جبراً اس کو سکتا ہے سو سمجھو
 کہ معاہدہ تام ہو چکا تھا عدالت نے نفاذ معاہدہ کرنا چاہتا تھا خلاصہ یہ ہے کہ جو تکمیل معاہدہ نام سے نالاش کریں جیتنگ
 اور میں یہ ثابت نہ کریں کہ اسی مجلس میں میں نے قبول کر لیا تھا وہ نالاش جائز نہیں اور اس کا نام نفاذ معاہدہ ہے نہ کہ تحصیل معاہدہ
 پس حقیقت معاہدہ کی ایجاب قبول ہوئی خواہ جس میں معاہدہ وہی منقولہ ہو یا غیر منقولہ لیکن اس کا ہر گار کی بر اعتبار
 اور دروغ گوئی کی شایہ منقولہ میں کہ خود وہ معاہدہ کے گواہ ہو جائے میں اس پر اعتبار باقی رہتا تھا آج بیان گھوڑا کھل کر
 دوسری جگہ کہہ رہے یہ خود دلیل ہے کہ اس کا منتقل ہونا دلیل معاہدہ کی ہے اور چونکہ شایہ غیر منقولہ دلیل خود معاہدہ کے
 نہیں ہو سکتی میں لہذا اس معاہدہ کا کچھ اعتبار نہیں رہا افسوس ہزار افسوس ہم لوگوں کی بر اعتباری کا ثمرہ یہ جیتنگ

جس تک دستاویز بقابل اعتبار نہیں ورنہ معاہدہ میں منقولہ اور غیر منقولہ برائے میں درودہ قول مشہور تھا کہ بان بیٹا بیٹی جلدی ہو جاتے ہیں منسوخ اور ایک گز زمین کا جلا ہونا بھی دشواری پہلے زمانے میں آدمی بچے اپنی بات پر کچھ تو دستاویزات کی غیر منقولہ کے لئے بھی ضرورت نہیں تھی جب چھوٹ اور بد معاملگی پہلے لگی کہیں کہیں مساویات ہو گئیں سرکار انگریزی کے وقت میں جو چھوٹ ایک عہدہ چیر ہو گئی بہت کچھ انتظام ہوا کہیں رجسٹری اور پھر شناخت اور باوجود انہیں لکھفات ان دستاویزات کا اثنا اعتبار نہیں ہے کہ جیسے کسی جملے مانس کے قول کا اعتبار ہوتا تھا طر فیہ ہر کہ لوگ دستاویز کو عین معاہدہ سمجھنے لگے حالانکہ یہ دلیل اور ثانی معاہدہ ہے۔

پھر ایجاب اور قبول میں جیسا کہ مجلس کا ایک ہونا شرط ہے اگر معاہدہ بوسیہ تحریر ہو اور تحریر کا پہونچا ہونا ایجاب کے منظور ہر اس تحریر کے دیکھتے ہی دوسرے متعاقد کو اختیار ہے چاہے قبول کری یا نہ کری اگر تحریر کے دیکھنے کے بعد فی الفور قبول نکلیا ایجاب باطل ہو جاوے گا۔

مسئلہ - من اوس عوض کو کہتی ہیں جو متعاقدین آپس میں قرار دین اور قیمت اسکو کہتی ہیں جو بازار میں کسی شے کے دام آتے ہوں۔

تشریح

فرق شن اور قیمت میں یہ ہے کہ شن کہی قیمت سے زیادہ ہو جاتا ہے اور کہی کم مثلاً بازار میں ایک گہوڑا کی قیمت پچاس ہے ہوا اور مشتری نے چالیس کو لیلیا تو شن قیمت ہی کم ہوا یا اسکو ساتھ لولیا تو شن قیمت زیادہ ہو گیا اور کہی شن اور شن برابر ہی ہوتی ہیں۔ مثلاً انی چاندی سو نیو محض شن کیے کی ہی بنایا اگر ایک جانب چاندی سو نا ہوا اور دوسری جانب کوئی اور شے ہو تو بالیقین چاندی سو نیو شن کہیں گے اور دوسری چیز کو مبیعہ اگر دوزن جانب علاوہ چاندی سونے کے اور مال ہو تو ہر ایک کو شن اور مبیع کہہ سکتے ہیں مثلاً ایک گہوڑا ایک نہیں کے بدلے خرید اچکے پاس گہوڑا گیا وہ اس کا بیع ہے اور جس کے نہیں آئی وہ اسکی مبیعہ فائدہ شن اور قیمت کی تیز کا یہ ہے کہ جب کوئی معاملہ بجمیع شرائط صحیح ہو چاہے تو وہ ان شن لازم ہے اور جو کسی وجہ سے معاملہ میں فساد ہوا تو وہ معاملہ قابل فسخ ہر اگر فسخ ہو تو وہ ان قیمت واجب ہوتی ہے نہ شن۔

نکاح ہماری نزدیک مثل بیع نہیں ورنہ ہر مندر لشن اور غرض مخصوص عورت مبیعہ ہوتا اور مثل غنزلہ قیمت کیا جاتا

مسئلہ دین ہے کہ جو کسی خرید و فروخت یا معاہدہ میں واجب ہو اور فرض ہو کہ اول بلا معاہدہ ایک شخص بطریق احسان دیوے اور جیب ہر اوسکو وصول ہو نیز لہ عوض شمار کیا جاوے

تشریح

اسی واسطے عورت کے ہر کو دین مہر کہتے ہیں فرض مہر کوئی نہیں کہتا۔ دوسرے فرق دینا دین اور فرض کے ہیں کہ دین قابل میراث ہے اور فرض قابل میراث نہیں فرض کو جب چاہا طلب کر سکتا ہے بخلاف دین کی گنجائش ہر اوسکو مجاز طلب نہیں ہے بلکہ کسی گھوڑا بوندہ چھ چھینے فروخت کیا اوسکو چھ چھینے سے پہلے مجاز وصول کا نہیں ہے۔ فرض کے عربی زبان میں کاٹنے کے معنی میں اسکی مقرر شدہ شق ہے چونکہ یہ بھی محبت قطع کرتا ہے سو سب کا نام ہی فرض رکھا گیا

مسئلہ حقیقت معاہدہ کی اگر یہ ایجاب قبول ہے لیکن کہی بوجہ خارجی ہی معاہدہ نہیں ہوتا جبکہ کوئی شرط ایسی ہو کہ معاہدہ سے محض اجنبی ہو اور متعاقدین اوستہ فائدہ اوٹھا سکتے ہوں۔ یا جس میں معاہدہ کیا ہو وہ مہر مہم ہو یا قابل انتقال ہو

تشریح

مثلاً اگر دین معاہدہ کیا کہ میں نے بنا فلان مکان بمقابلہ پانسو روپیہ کے اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری علاوہ قیمت چھکڑا دوسرے روپیہ اور فرض دیوے اور مشتری اسکو قبول کری تو یہ معاہدہ ناقص ہے تا وقتیکہ اس شرط کو موقوف نہ کیا جاوے یا مثلاً یہ معاہدہ کرے کہ چھکڑا گھوڑا فلان امیر کے یہاں ملے گا وہ میں نے اتنے کو فروخت کیا اور مشتری قبول کرے معاہدہ بھی ناجائز ہے یا مثلاً یہ معاہدہ کرے کہ میں اپنی وراثت چھکڑے سے چھکڑا حاصل ہے بمقابلہ اتنے روپیہ کے فروخت کرتا ہوں اور مشتری خریدے یہ بھی کالعدم ہے۔

بیع کے بیان میں

مسئلہ بیع کی یہ شرط ہے کہ کسی چیز کا مالک کرنا بمقابلہ عوض کے۔ اگر بلا عوض مالک کیا جاوے اوسکو ہبہ کہتے ہیں اگر کسی شے کے فروغ کو مقصد سے عوض مالک کرتے ہیں اوسکو اجارہ کہتے ہیں اگر بلا عوض مالک کرتے ہیں اوسکو اجارہ کہتے ہیں۔

تشریح

اول غلبہ اسلوب یا حجت میں وزن دینا چاہئے۔ تخلیک اسکو کہتے ہیں کہ جس طرح منتقل کر نیوے کو حق حاصل تھا اگر اسی طرح اس شخص کو بھی کسی طرف انتقال کیا گیا ہو حق حاصل ہو گا اوسکو تخلیک کہتے ہیں مثلاً زید نو اپنا گھوڑا عمر کو دیدیا تو عیسیٰ

کہ زید کو حق حاصل تھا کہ اس گھوڑی کو جسکو چاہتا دیدیتا ایسا ہی عمر کو اب حاصل ہے تو یہ تملیک ہے اور اباحت اسکو کہتی ہیں
 کہ کسی شخص نے ایک دوسرے شخص کو خاص کی نفع اٹھائے کی اجازت دی مثلاً زید نے عمر کی دعوت کی اور کہا ماسٹر کہا
 تو عمر کو اختیار نہیں کہ اس کو کہانیکو دوسرے کو بھی دیدے یہ صورت اباحت کی ہے پھر تملیک دو قسم پر ہے یا تو بمقابلہ عوض کے
 ہو یا بلا عوض پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں یا تو تملیک ذات کی ہو یا اس کے نفع کے پس ذات کی بمقابلہ عوض اسکو
 بیع کہتے ہیں اور بلا عوض ہبہ اور تملیک منافع بمقابلہ عوض کو اجارہ کہتے ہیں اور بلا عوض کو اعارہ کہتے ہیں۔ چاروں کا فرق
 خوب ظاہر اور روشن ہو گیا مثلاً گھوڑی کی ذات کو بمقابلہ کسی عوض کے دیدیا اسکو بیع کہتی ہیں یا اس کے نفع کو مثلاً
 سواری سہارا بنونیک کو بمقابلہ عوض دیدیا اسکو اجارہ کہتی ہیں علی ہذا القیاس بلا عوض انہیں نون صورتوں پر اعارہ کہتے ہیں
مسئلہ۔ بیع جب تک صحیح نہیں ہو کہ بیع معلوم نہ ہو خواہ بوسیہ بیان مقدار اور اوصاف کے یا بذریعہ اشارہ کر۔
مسئلہ۔ جب بیع ایجاب قبول سے مع تعیین سبب ہو چکی پس لازم ہو گئی اب اگر کوئی متعاقب سے بیعے تو جبراً
 عدالت اسکو نافذ کر سکتی ہے۔

شرح

عام لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ بیع بدون دستاویز صحیح نہیں ہے یہ غلط ہے بلکہ دستاویز ثانی معاہدہ میں بدرجہ اتم
 کیا معنی اگر کوئی عدالت میں انکار اس معاہدہ کرے تو یہ دستاویز ثبوت معاہدہ ہوگی اور یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی عام
 کے سامنے یہ اقرار کرے کہ میں نے فلان مکان دو ہزار کا فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا اور اسنی قبول ہی کیا لیکن
 دستاویز نہیں لکھا کی تھی وہ معاملہ پورا ہو گیا جبراً اس معاملہ کو حاکم نافذ کر سکتا ہے اور یہ دھوکا اسوقت ہوا کہ سرکار
 انگریزی نے قرض کے لیے میعادین مقرر کی ہیں ان کی نزدیک قرض میں تو دستاویز میں معاملہ اور دستاویز ساقط ہوئے
 سے خود وہ معاملہ ساقط ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہی کہ قرض میں اور دیگر معاملات میں فرق ہے چنانچہ اسکا ذکر تہذیب میں
 ہو چکا پس قرض کے اندر جو دستاویز کے ضرورت ہے خود بنفسی کے لکھی ہے اور معاملات میں ایجاب قبول کے سوا جو دستاویزات
 کی ضرورت ہی ان معاملات کے ثبوت کے لیے ہے نہ کہ عین معاملات کی لکھی۔ اور یہ میں پہلی لکھ چکا ہوں کہ دستاویزات
 کی ضرورت خواہ وہ معاملہ کے لیے یا ثبوت معاملہ کے لیے ہو سبب اعتباری ہم لوگوں کے ہے ورنہ ہماری شریعت
 میں اسکی کچھ ضرورت نہیں اور اب بھی اگر معاملہ صاف ہو جاوے تو سرکار انگریزی میں ہی نہ رہے۔

مسئلہ ۹۔ ایجاب اور قبول میں یہ بھی ضروری ہوا کہ دونوں ماضی کے لفظ ہوں یعنی بالہ کہے ہیں یہ چیز بچہ ہی مشتری کہے میں نے خریدنی اگر لفظ ماضی کے ہوں بلکہ استقبال کے ہوں تو وہ معاملہ نہیں بلکہ وعدہ کہا جاوے گا مثلاً بائع کہی میں بچہ و ننگا اور مشتری کہے کہ خرید لوں گا۔

مسئلہ ۱۰۔ جیسا کہ بیع ایجاب اور قبول سے ہوتی ہے ایسا ہی کہی تغاطی سے بھی ہوتی ہے کہ بائع نے مشتری کو چیزہ دیدی اور مشتری نے اسکو قیمت دیدی اور ایجاب قبول نہیں کیا اسکو تغاطی کہتے ہیں۔

تشریح

اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہاں بھی ایجاب قبول بیع سے متعلق ہے۔ اشفاق ہے کہ پہلی صورتوں میں لفظ ایجاب قبول کے اور یہاں گویا زبان حال سے ایجاب قبول کیا گیا۔

مسئلہ ۱۱۔ بیع اور نقد و نون طرح سے جائز ہے مگر مبیعہ میں ادا ہونے پر ہوسکتا نہیں ادا ہوا اور نقد ہو سکتا ہے اور چاہے بیع میں ادا ہو سکے یا نہ ہو

مسئلہ ۱۲۔ بیع ادا ہوا کہی ہو تو ادا کی میعاد ایسی کہونی چاہیے کہ متعاقدین اسکو جانتے ہوں بھول نہ ہو مثلاً کسی شخص نے ایک گھوڑا خریدا اس شرط پر کہ جب بارش ہوگی اسکی قیمت ادا کروں گا یہ بیع جائز نہیں ہے۔

نکاح کے بیان میں

مسئلہ ۱۳۔ نکاح ایک معاملہ ہے واقع ہوتا ہے اور موضوع مخصوص عورت کی قصد اساتے دو گواہوں کے ساتھ صلاحیت متعاقدین کے۔

تشریح

نکاح میں بھی مثل بیع ایجاب اور قبول ہے لیکن اشفاق ہے کہ وہاں ایجاب قبول کے معانی نام ہو جاتا ہے اور یہاں بدو گواہ یہ معاملہ کا عدم ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ نکاح میں جب یہ عقد ہوتا ہے جبکہ ہر جہ سے وہ ایسی شے ہے کہ اوپر قبضہ ہو دینے والی کا اسکو نہیں ہو سکتا جیسا مبیعہ پر مشتری کا قبضہ ہو سکتا ہے لہذا شارع نے بمنزلہ اس قبضہ کے دو گواہ قرار دیئے کہ وہ قائم مقام قبضہ کے ہوں اور قصد کے لفظ سے یہ فائدہ ہوا کہ جو شخص باندی کو خرید کرتا ہے اگرچہ اسکو مثل عورت مفکوحہ صحبت کرنی جائز ہے لیکن وہاں معاملہ قصد اسکی ذات ہے نہ کہ اسکی عضو مخصوص اور صلاحیت متعاقدین کے یہ بھی نہیں کہ خاوندہ بیوی وہ ایسی ہوں کہ اس معاملہ قابل ہو اگر کوئی شخص بخود یا اپنے کسی بہن سے اسکو ایجاب قبول گواہوں کے ساتھ کرے وہ نکاح نہیں اور نہ احکام نکاح ادا ہر مرتبہ ہوں گے

عام لوگوں کو چاہئے کہ مہر اور وراثت وغیرہ یہ سب نکاح پر موقوف ہیں نکاح بہت تحقیق کرنا چاہئے اگر ایسا نکاح موافق شرائط شرعہ شریف نہ ہو تو اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ اسکی وارث نہیں ہو سکتی یہ نکاح کی ارکان اور شرائط نکاح پڑھنے والوں کو خوب ضبط کرنے چاہئیں کیونکہ ذرا سی غلطی میں اگر نکاح میں خرابی ہوئی تو جو کچھ نکاح سے متعلق ہیں ایک چیز ثابت نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۴۔ نکاح شرعین محمدیہ میں فرض نہیں جیسا کہ نماز روزہ بلکہ اعتدال کی حالت میں مسکت اور ضرورت کی حالت میں واجب ہے۔ اگر خوف عدم ادائیگی حقوق ہو ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵۔ نکاح کے وجود کے لئے اتنی چیزیں درکار ہیں اول ایجاب قبول دوسرے حائل ہونی درمیان زوجین یعنی ایک دوسری ہر حرام تو نہیں تیسرے ولایت نکاح ایا ولی جائز نے کیا یا ناجائز نے۔ چوتھے۔ گواہ۔ پانچویں مہر

ایجاب قبول کا بیان

مسئلہ ۱۶۔ ایجاب قبول میں ضرور ہے کہ لفظ ماضی کا ہو یا ایک ماضی اور ایک مضارع کا ہو مثلاً ایک کہے کہ نکاح کرتا ہوں دوسرا کہہ میں نے قبول کیا

تشریح

ہندوستان میں چونکہ پردہ اور شرم زیادہ ہو کوئی عورت خود اپنا نکاح نہیں کرتی ہے بلکہ اپنی طرف سے مجلس میں کسی کو بھیج کر وکالتاً ایجاب کرتی ہے اگر وہ خود آکر بھی ایجاب کرتی ہے تب بھی نکاح صحیح تھا مگر شرط ہے کہ ایجاب قبول ایک مجلس میں ہو دے۔

مسئلہ ۱۷۔ اگر نکاح چھوٹے لڑکا لڑکی کا ولی ہر ایک کا کر اوی تو ایجاب قبول نکاح شرع نہیں بلکہ ولی خود انکی طرف سے ایجاب یا قبول کرے

تشریح

عام لوگ یوں کرتے ہیں کہ چھوٹی بچہ کا نکاح کرے میں اور اس لڑکے سے مجلس عقد میں قبول کر لیتی ہے یہ نکاح صحیح نہیں ہے کیونکہ نابالغ کے قبول کا اعتبار نہیں ہے بلکہ ولی کو چاہئے کہ نابالغ کی طرف سے خود ایجاب قبول کرے قبول کرے اور یہ کہ میں فلان کی طرف سے بمقابلہ اتنے مہر کے قبول کرتا ہوں اگر اس طرح قبول ہو تو وہ نکاح ثابت نہیں ہوتا

مسئلہ ایجاب قبول میں ضرور ہے کہ خاوند بیوی معلوم ہوں خاوند کا معلوم ہونا اور ظاہر ہو جائے کہ خاوند کا
کچھ نام لینے کی حاجت نہیں ہے البتہ عورت کو معلوم کرنا ضروری ہے۔

تشریح

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ میں اپنی دختر کا بچہ نکاح کیا اور اسکی خیر ہوں خیکا نکاح نہیں ہوا تو وہ نکاح
کسی کا نہیں ہوتا ماں البتہ اگر اسکا ایک ہر دختر ہو صرف غیر منکوحہ اور باقی منکوحہ ہوتے اس کا حکم صحیح ہے کہ منکوحہ
خارجی طور سے متعین ہو گئی علی ہذا القیاس کسی شخص نے یوں کہا کہ میں نے اپنی دختر فلان کا تیرے لڑکے سے نکاح
کیا اس کے والد نے یوں کہا کہ میں نے اپنی پسرخانیہ سے قبول کیا اگر اس شخص کے صرف ایک بیٹا ہو تو جائز ہے۔ مگر
کئی ہوں تو جائز نہیں الا اوس صورت میں کہ باقی بیٹوں کی چار عورتیں ہوں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی دختر کا نکاح نام بد لکھ دے کر نام سر کرے تو نکاح صحیح نہیں ہے اور اگر اوس
عورت کی کسی نام ہوں اگر سب نام سی برابر یکساں جاتی ہو جوئے سے نام سے چاہے نکاح کر اے اگر بچپن میں کچھ
اور نام ہوتا اور بڑی ہو کر اور نام ہو گیا تو جوئے سے نام سے وقت نکاح کے مشہور ہے اوس سے نکاح کرنا جائز ہے

تشریح

زید نے اپنی دختر منہ کا نکاح عمر سے کیا اور ان الفاظ سے نکاح کیا کہ میں اپنی دختر فاطمہ کا بچہ نکاح کرتا ہوں
تو یہ نکاح صحیح نہیں ہے۔

حلت اور حرمت و جہن کا بیان

مسئلہ ۲۰۔ حرمت نکاح نوح سے ہوتی ہے یا تو یہ سب نسب یا بوجہ دودہ کے یا بوجہ سسرالگی ہو یا بوجہ جہن
کرنے کے یا بوجہ ملک غیر کے یا بوجہ جہن بی بی اور باندی کے یا بوجہ طلاق کے یا بوجہ شرک کے یا بوجہ ملک کے۔

تنبیہ

نکاح پڑھنے والوں اور تحقیق کنندگان کو چاہئے کہ اسکی خوب تحقیق کر لیں ایسا ان زد جہن میں کوئی بات حرمت کی تو یہ
بائی جاتی ہے لہذا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک عورت دوسرے کے بچے کو دودہ پلا دیتی ہے اور اسکا رسیاں نہیں ہوتا
کہ ایک قطرہ دودہ سے رشتہ رضاعت ثابت ہوتا جاتا ہے پھر نکاح نہیں صحیح ہوتا ہے۔

مسئلہ نسب کی حرمت وہ ہے کہ بوجہ گوشت پرست شریک ہو نہ ہو ایک دوسرے پر حرام ہو اس کے لئے صرف ایک قاعدہ ہی درست معلوم ہو جاتا ہے کہ کون حرام ہے اور کون نہیں۔

مسئلہ جس مرد اور عورت میں رشتہ شاخ اور چڑھا ہو وہ آپس میں ہمیشہ کو حرام ہیں یا رشتہ شاخ اور چڑھا ہو وہ لیکن دونوں یا ایک کسی چڑھ میں بلا وسیلہ ملتے نہ ہوں۔

تشریح

مثلاً زید ایک شخص ہو اس کی شاخوں میں بنی غزین میں سب سب پر حرام ہیں مثلاً بیٹی پوتی۔ نوہی بیٹی پوتی وغیرہ اسی طرح اس کی چڑھ میں مثلاً مان۔ دادی۔ پردادی۔ نانی۔ برناتی وغیرہ مثال شاخ اور چڑھا کی پوتی ابلیسی مثال لکھو جاتی ہے کہ زید کی عورت کا رشتہ شاخ ہے اور نہ چڑھ لیکن دونوں ایک چڑھ میں ملتی ہیں جیسے بہائی بہن کہ نہ بہائی بہن کی شاخ ہے اور نہ بہن بہائی کی لیکن دونوں کی ایک چڑھ ہے وہ دونوں کی مان یا پاپا اور اس کے بہہ دونوں بلا وسیلہ ملتی ہیں یعنی درمیان میں کچھ واسطہ نہیں ہے اب اس کی مثال چاہئے کہ دونوں ایک چڑھ میں ملین لیکن ایک بلا وسیلہ اور ایک وسیلہ سے خواہ ایک ہی وسیلہ سے یا دو سے جیسے بہو بہی اور بہتیجا ظاہر ہے کہ بہو بہی نہ بہتیجے کی چڑھ ہے اور نہ بہتیجا بہو کی شاخ ہے بلکہ دونوں ایک چڑھ میں ملتی ہیں وہ بہتیجے کا دادا ہے اور بہو بہی کا باپ ہے تو دیکھو بہتیجا اس کی ایک وسیلہ سے ملا اور بہو بہی بلا وسیلہ ملی ان میں بھی حرمت ہے پس معلوم ہوا کہ اگر ایک چڑھ میں مرد اور عورت ایک وسیلہ سے زیادہ میں ملین اور نہ ملین حلال ہے خواہ کچھ رشتہ ہو وہ۔ پس ثابت ہو گیا کہ اگر ایک ہی شخص کا سکر پوتنا ہو اور دوسری پوتی تو ان میں نکاح جائز ہے گو کہ یہ پوتی اس سکر پوتے کی دادی کی برابر ہو اس لئے کہ اس کی دادی کی چچا زاد بہن ہے اور وجہ حلت کی یہ ہے کہ سکر دادی کی سکر پوتنا بھی کئی واسطہ سے ملا اور پوتی ایک واسطہ سے ملی تو دونوں ایک چڑھ سے بلا واسطہ نہیں ملتی ہیں پس حلت ثابت ہے شمار واسطوں کا اعتبار نہیں ہے یہاں قاعدہ ہے کہ ہر لیکن نہ سمجھنا چاہئے جو شخص کسی مرد اور عورت کا حال دریافت کرنا چاہئے اس قاعدہ سے حال معلوم ہو سکتا ہے قرآن شریف جو موجود ہیں سب قاعدہ میں شریک اور علاوہ اس کی جو مراعات کو نہیں ان کے کو مثال ہے پس اس ذرا سے قاعدے کو یاد کر لیا چاہئے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حرمت دونوں طرف ہوتی ہے جسطرح چچا اور بہتیجی میں نکاح حرام ہے اسی طرح بہتیجے اور بہو بہی میں بھی حرام ہے۔ پس اس میں نہ بنی غزین

اگسین جو کلام عیدین مذکور میں یعنی مان - مٹی - جس - پہوچی - خالہ بیٹی - بہانچی -

شرح و مضمون

اس بات کو دلیل سے ثابت کرتے ہیں کہ یہ کیوں حرام ہوئی اور باقی کیوں حلال ہیں۔ جاننا چاہئے کہ عورت جو خدا
سیدہ اکی ہے اسے غرض یہی ہے کہ مرد اس نفع اور ہٹاؤ کی جیسے اور چیزوں سے۔ پس ہر ایک عورت کے اندر مادہ اصلی
موجود ہے کہ ہر شخص اس نفع اور ہٹاؤ کی جیسا کہ گھوڑا سواری کے لئے ہے اور ہر شخص کو مجاز ہے کہ سواری ہو۔ لیکن
عورت جو اپنا جزو ہو یا مرد اور اس کا جزو ہو وہ گویا عین اوس مرد کا ہے اوس نفع نہیں اور ہٹاؤ جیسے آدمی
اپنی نیت پر آب سوار نہیں ہو سکتا ہر سوا سطح شرعاً اور عقلاً وہ عورتیں حرام ہیں اسی طرح اگر دون مرد اور عورت
کی ایک جڑ ہو۔ پس اگر اوس جڑ کی ٹہنی ہو تو دون میں یا ایک ملا ہوگا اور کو جڑ ہی سمجھا جائے گی اوس کی وہی
مسئلہ کرنا چاہئے کہ جڑ کو جڑ ہی سمجھا گیا یعنی وہ بھی حرام ہو۔ اور دون مرد اور عورت ایک جڑ میں ملتی تو میں لیکن دون
اوس جڑ سے جدا ہیں تو علاوہ اس کے کہ شرع شریف سے حکمت ثابت ہے عقل ہی یہی حکم کرتے ہیں کیونکہ جڑ سے ایسا ہی
ایک واسطہ کاغذ اور یا ہی لاکھ واسطہ کاغذ غرض جدائی میں برابر ہے۔ پس چاہئے تھا کہ کسی مرد اور عورت کا نکاح
جائز ہو کیونکہ آدم میں سب ملتے ہیں اور سب کی جڑ ہی پس ثابت ہوا کہ جو لوگ گوت بچاتے ہیں ان کی دلیل عقلاً اور شرعاً
غلط ہے البتہ جن کا گوت بچانا کہ ہماری شریعت میں لکھا ہے وہ عقل میں آتا ہے اور باقی گوت بچانے سے تو یہ لازم آتا ہے
کہ کسی مرد اور عورت میں نکاح جائز نہ ہو سے پس خلاصہ یہ ہوا کہ نکاح کرنا اپنی شارح اور اپنی جڑ اور جو جڑ سے ملا ہوا ہے
حرام ہے اور باقی سب حلال۔ اب لیکو پیشہ یہ ہونے کہ نکاح اور زنا میں عقل کے نزدیک کچھ فرق نہیں وہ بھی جائز ہو
استغفر اللہ قطع نظر اسکے کہ شریعت اسکے کو جائز نہیں رکھا عقل سلیم بھی جائز نہیں رکھتا ہے۔ جناب باری نے
اپنے کلام پاک میں ایسا اچھا عمدہ صنون لکھا ہے کہ جس اس کی حقیقت خوب روشن ہو گئی اور کیوں نہ ہو تبیان
رہل شئی تو اوس کی کتاب کا لقب اور وہ آیت یہ ہے **لَسْنَا بِكُمْ حُرَّتْ کَلِمَ**۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
عورت محض قصاصے حاجت کی لبر نہیں بلکہ بقائے نسل اور نسلکاری کے لئے ہے۔ اور عقل ہی یہی حکم کرتی ہے کہ زنا
ہونے کے لئے ہے نہ اس لئے کہ بے ترتیب و اغوا دلایا جاوے اور اوس سے شرہ کچھ نہ ملے زنا میں اگر یہ قصاصے حاجت تو
ہے لیکن بقائے نسل اور زراعت تو نہ ہوئی کہ داغ ڈال کر دیکھا جاوے داغ ڈالنے کا ہر واسطہ عقل کے نزدیک حرام نہیں ہے

جب دو شخص کا لفظ ایک محل میں ہو وہ کس کا قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور اس سے ثابت ہوا کہ ایک مرد کی کسی عورتین
 ہو سکتی ہیں کیونکہ محل مختلف ہیں اور ایک عورت کے کسی شوہر نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ ۲۳ بر عورت کے اصول نکاح کر نیکی و بیچو او سک شوہر پر ہمیشہ کو حرام ہیں عام کہ اوس عورت کے
 صحبت کی ہو یا نکلی ہو اور نیز عورت کی فروہ بشرطیکہ اُس عورت کے صحبت کی ہو ہمیشہ کو اوس کے شوہر پر حرام ہیں
تشریح

اگر دیدہ بندہ مرد نکاح کرے تو فقط نکاح کر نیکی و بیچو ہندہ کی مان۔ وادی بڑ وادی۔ تانی۔ بڑ تانی وغیرہ
 زید پر ہمیشہ کو حرام ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ نکاح صحیح ہو اہو نام کا نکاح نہ ہو بلکہ شرائط نکاح پوری پوری ادا ہو گئی ہوں
 اگر کسی دو برس کے بچے کا نکاح کیا اور قبول بچے سے کر یا بعد جوانی کے وہ منکومہ او سک گہر نہیں آئی تو ابتدا سے اوس کا
 نکاح صحیح نہیں تھا لہذا اوس عورت کی مان نکاح اس کا حرام نہیں البتہ عورت کی فروہ یعنی بیٹی۔ بونی۔ نوای
 وغیرہ او سک شوہر پر جب حرام ہو گئی جب اوس عورت کے صحبت کرنی ہو۔ طلاق وغیرہ میں خلوت صحیحہ کو قائم مقام نکاح
 سمجھا ہے لیکن یہاں قائم مقام وطن نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴ ہر ایک مرد پر اوس کے اصول اور فروہ کی زوجات فقط نکاح کرنے سے ہمیشہ کو حرام ہیں خواہ اگر
 اصول و فروہ نے صحبت کی ہو یا نکلی ہو۔
تشریح

مثلاً فرض کرو زید ایک مرد ہے اس کی ہول یعنی باپ دادا پردادا وغیرہ یا نانا پڑنا نا وغیرہ جس عورت کے نکاح کرن
 بجز نکاح وہ عورت زید پر حرام ہے اسی طرح بیٹا پوتا پڑ پوتا یا نواسا وغیرہ جس عورت کے نکاح کریں وہ عورت بھی بلا تفصیل
 زید پر حرام ہے۔

مسئلہ ۲۵ جیسے کہ حرمت نکاح سے ثابت ہوئی اسبطح حرمت او نہیں اشخاص مندرجہ مسئلہ ۲۴ و ۲۵ سے
 زنا کرنے اور شہوت بنگو چھو اور موضع مخصوص کے اندر کے پردہ کو شہوت دیکھنے سے یہی ثابت ہوتی ہے
 لہذا سو اذنا کے سب میں شرط یہ ہے کہ انزال نہوا ہو۔

تشریح

یہ مسئلہ نہایت مشکل ہوا جبکہ کے زمانہ میں غزوہ یا لشکر نہایت زنا و خفشت زیادہ ہوا اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ جس عورت سے اس شخص نے نکاح کیا اور کسی ماں کے ساتھ یا دادی پردادی کے ساتھ اس نے زنا کیا یا اس کو نظر شہوت و لہو یا اس کا بوسہ شہوت کیا یا اس کے موضع مخصوص کو شہوت و لہو کیا تو اس کی منکوحہ اوپر حرام ہے نہ اس کو ہر مقررہ اس کی ذمہ واجب ہوگی نہ اولاد اس کو جو پیدا ہوگی اس کی اولاد شمار کیجاوگی اور نہ اس کی جائیداد کی مالک ہوگی بڑی مشکل وہاں زیادہ ہو جہاں پردہ نہیں اگر کسی فریبی ساس کو نظر شہوت سے دیکھ لیا ہو یا عورت کو حرام ہو گئی ہو مسلمانوں کو چاہئے کہ پردہ کی کوشش کریں اور جابجا نظر نہ دوڑاویں۔ اگر کسی شخص نے کسی عورت کے اندام نہانی کو نہاتے وقت قفس سے بطریق شہوت دیکھا قطع نظر اسکے کہ بڑا گناہ کیا آئندہ کو اسکے خاندان سے ایسی ہر کاٹ لی کہ سب

اوپر حرام ہیں لہذا ان سے جان نہ نہیں چھلک کے رہائیں ان معاملات کا زیادہ وقور ہو کر اس کی بہت تحقیقات کرنی چاہئے۔ اور صحبت ہر مرد یہ ہے کہ مقام مخصوص تاہن واقع ہونے پر کہ پافانہ کے مقام میں کی جاوے اور نیز مرد اور عورت قابل صحبت ہوں تو ہر قسم کی عورت قابل صحبت نہیں ہر اگر چھوٹی لڑکی سے صحبت کی اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ہر مرد و عورت قابل صحبت وہ ہے کہ جس کو اس فعل سے لذت آئیگی اور اس سے عورتیں شرم کرنے لگیں اگر چار بڑے بچے صحبت کرے اس سے بھی حرمت ثابت نہیں ہر اور شہوت ہر مرد جو ان مرد میں تو ہے ہر کہ اس کا اگر ان سائل عورت کو دیکھ کر باجوہ کو نشر ہو جاوے یا پہلے سے زیادہ نشر ہو نیلے اور غصین اور اور ہر مرد میں ہے کہ اس کا دل متحرک ہو یا پہلے سے زیادہ حرکت ہو جاوے۔ اور عورت میں شہوت سے پہلے مرد ہے کہ اس کو ہر آئیگی اور اس کا دل متحرک ہونے لگے یا شہوت و سوخت متحرک ہوگی کہ اگر مرد نے عورت کے مقام مخصوص یا عورت نے مرد کے آلت تناسل پر نظر کے ہولنی اگر مرد کو کسی عورت کا تصور ذہن میں کرنے یا اس کے مقام مخصوص کا عکس آئینہ پائی میں دیکھنے سے شہوت پیدا ہوئی ہو اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر خاص مقام مخصوص ہی کو کسی جسم لطیف کی وجہ دیکھا جو مانع نگاہ نہیں مثلاً باریک پردہ یا آئینہ صلیک کاتب ہی حرمت ثابت ہے۔ اور مقام مخصوص میں ہی اندہ کا پردہ مرد و عورت کے سہاگہ سے پیش کی صورت میں نظر آئیگا احتمال ہو سکتا ہے اگر کسی لڑکی عورت کی مقام مخصوص کو دیکھا اس سے بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور نیز سب شہوت میں شرط ہے ہر کہ انزال ہو ہو اگر چھوٹے یا نظر شہوت یا بوسہ سے انزال ہو گیا تب بھی حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے یہ بات ظاہر میں توجہ حلوم

ہوتی ہو کہ بوسہ حرمت ثابت ہو جاوی اور انزال اگر ہو جاوی تو حرمت ثابت ہوں لیکن عورت کے لیے بعد اس کے وجہ محرم
 بچہ میں آئی وہ ہمہ پر اصل حرمت عورت کی صحبت کرنے کی خواہ حلال طریقہ سے جیسے نکاح میں یا بوجہ حرام
 ہو وہ زانیہ کی اور غیر شہوت عورت کو چھو یا یا بوسہ لینا یا اس کے مقام مخصوص کو دیکھنا یا اسباب طبع میں ہونے سے
 نے انکو بمنزلہ طبعی شمار کیا پس ان کا بمنزلہ طبعی شمار کرنا بھی تک ہے کہ یہ سب طبعی شمار کی چیز ہیں اگر انزال ہو گیا تو معلوم
 ہو گیا کہ یہ اسباب طبعی نہیں ہیں کیونکہ جب انزال ہو گیا وہ فعل ختم ہو چکا اب کینہہ خاص فعل کی وجہ سے طبعی نہیں ہو سکتی ہے
مسئلہ وہ دو عورتیں کہ کسی ایک جڑ میں بلا وسیلہ ملی ہوں یا ایک بلا وسیلہ ملتی ہو اور ان دونوں عورتوں سے
 ایک وقت میں ایک شخص نکاح کر سکتا ہے۔ یا وہ ایسی عورتیں ہو کہ کسی مرد فرض کرے علاقہ حرمت نکاح ہو کر سوئی یا
 سوئی بان۔

شرح

فرض کرو کہ سہندہ اور عائشہ سگی بہنیں ہیں اب یہ دو عورتیں ایسی ہیں کہ انکی ایک جڑ میں وہ باب یا مان ہو اور اس
 جڑ سے یہ دونوں بلا وسیلہ ملتی ہیں پس ان دونوں سے ایک شخص ایک وقت میں نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ یا
 فرض کرو کہ سہندہ اور عائشہ میں خالہ اور بہانجی کا رشتہ ہے تو دیکھو دونوں ایک جڑ میں ملتی ہیں وہ خالہ کی تو مان
 یا باب اور بہانجی کا نا یا نانی کہا جاوے گا دیکھو خالہ اس جڑ میں بلا وسیلہ ملی گو بہانجی اس جڑ کے نوایں ہو بلا وسیلہ
 اپنی مان اس جڑ سے ملی تو خالہ اور بہانجی میں جمع کرنا حرام ہے اسبطرچہ ہو پھر اور بہانجی میں جمع حرام ہے۔ عرض
 ہے کہ ایسی عمل لکھی گئی کہ اس قاعدہ معلوم ہو سکتا ہے کہ کن عورتوں میں جمع کرنا حرام ہے اور کن میں نہیں اگر قاعدہ
 کہیں نہ پایا جاوے اور عورتوں میں جمع کرنا حلال ہے۔ پس اگر ایسی دو عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا
 دو لون کا نکاح نہیں ہوتا ہے اور آگاہ بھی نکاح ہوا تو اول کا نکاح صحیح ہے اور دوسرے کا نکاح حرام ہے
 اگر کسی شخص نے ایسی عورتوں میں ایک سے نکاح کیا اور پھر اس عورت کو طلاق دیدی تو اس عورت کی حیثیت
 نکاح صحیح نہیں ہوگا کہ پہلی کی عدت نگر جاوی اور عدت کا بیان طلاق کے باب میں آوے گا۔

مسئلہ دو مرد پینے سے بھی ایسی ہی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسی کہ نسب میں حرمت ثابت ہے

شرح اول

جس عورت نے کسی بچہ کو دودھ پلایا وہ بھی لہو کی مان ہوگی اور اسکی اولاد خواہ سگی ہو یا دودھ پینے کی وہ اس کے

یہاں پہن ہوگی اور وہ مرد جس کا یہ دودھ ہے وہ اس بچہ کا باپ ہو گیا اب جیسی رشتہ نسبتی مان باپ کے وجہ سے
 مسئلہ ۲۳ - اور مسئلہ ۲۴ - اور مسئلہ ۲۵ - اور مسئلہ ۲۶ میں لکھی ہیں ایسی ہی یہاں جاری ہوگی۔

تشریح دوم

تہوڑا دودھ اور بہت حرام کرنے میں برابر ہی مگر شرط یہ ہے کہ مدت رضاعت میں دودھ پیا ہو اور مدت رضاعت
 تین مہینہ فری ہیں اور دودھ کا مینا عام ہے خواہ بطریق جو سنی کے پیا ہو یا میلہ کو موہنے لگا کر پیا ہو یا اس کے
 کو نہہ میں اور پسے ڈالا ہو اگر کسیے کان میں دودھ ڈالا ہو یا پاخانہ کے مقام پر پچکاری کے ذریعہ اندر پہنچا
 ہو یا سیت میں زخم ہو اس کی راستہ سے اندر دودھ پہنچ گیا ہو اس کی رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر بیانی یا
 دوا یا ڈنگر کے دودھ میں ملا کر دیا ہو۔ اگر بہ دودھ زیادہ ہو تو عورت ثابت ہوتی ہے ورنہ نہیں ہیں عورت کو
 چاہئے کہ بابت دودھ کسی بچہ کو دے اور اس سے نڈیا کرین مردہ عورت اور زندہ کا دودھ حرمت میں برابر ہے تو بچہ سے
 کم عمر کی عورت کا دودھ حرمت ثابت نہیں کرتا یہ کچھ فرق نہیں کہ دوسری ایک ہی وقت میں دودھ پیوین یہ ہو سکتا
 کہ ایک فی کسی وقت پیا اور دوسرے کسی اور وقت پیا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ مینا رضاعت میں دودھ پیا ہو
 اگر کہانے میں دودھ ملا کر لپکا یا جاوے رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ عام ہے خواہ دودھ زیادہ ہو یا کم اگر دودھ
 کی حقیقت بد لگی ہو مثلاً غیر نیا یا بولیا ہو یا بولیا ہو اس سے ہی رضاعت ثابت نہیں ہوتی ہے

تشریح سوم

رضاعتی عذاب اوسکو کہتے ہیں کہ جس عورت نے بچہ کو دودھ پلایا جسکی جگہ وہ دودھ پیدا ہوا ہو یعنی اوسکی وجہ سے
 عورت کو حلال ہا اور پر عورت نے بچہ چنا اور دودھ کھڑا اگر وہ شخص اس عورت کو طلاق دیدے اور عورت دوسرے خاوند
 سے نکاح کرے تاوقتیکہ دوسرے خاوند کے کچھ پیدا نہ ہو وی یہ دودھ اول ہی شوہر کا شمار کیا جاوے گا عام خواہ شوہر
 ثانی سے حاملہ ہو جاوے یا نہ ہو جاوے۔

۲۸ - بعض صورتیں رضاعت میں ایسی ہیں کہ موافق صورتہا نسبت نہیں مثلاً کسی بڑی کی پس نکاح حرام
 اور رضاعتی بیٹے کی دختر سے حرام نہیں یا نہی پس کی ماں کا حرام ہے اور رضاعتی بہن کی ماں نکاح حرام نہیں۔
 تشریح

نکاح رضاعتی عذاب اور نکاح رضاعتی عذاب

اسکی بہرہ و جہر کو نبی بیٹے کی بہن سے ایسا رشتہ پیدا ہوتا ہے جیسے نکاح کرنا حرام، بخلاف رضاعی بیٹے کی بہن کہ اس کو کچھ علاقہ نہیں ایسی طرح نبی بہن کی مانگ ایسا رشتہ پیدا ہوتا ہے اور رضاعی بہن کی مان سے کچھ علاقہ نہیں نبی بیٹی کی بہن یا تو خود اس شخص کی ہی بیٹی ہوگی یا اسکی زوجہ کی بیٹی ہوگی اور دونوں صورتوں میں نکاح حرام ہے ایسا ہی نبی بہن کی مان یا بچینہ اس شخص کی ہی مان ہوگی یا اس کے باپ کی زوجہ ہوگی دونوں صورتوں میں نکاح حرام ہے اور یہ صورتیں رضاع میں ہو سکتی ہیں۔

۲۹۔ کسی شخص کو قول بموجودگی زوجہ حرہ باندی سے نکاح کرنا جائز نہیں اور دونوں سے ایک وقت میں اگر نکاح نکاح کرنا بھی جائز نہیں۔

تشریح

باندی سے یہ مراد نہیں جو آج کل کے زمانہ میں موجود ہیں بلکہ یہ ملازمین اُن کی نکاح کرنا مقابلہ جڑہ جائز ہے اس زمانہ میں کوئی باندی نہیں۔ باندیاں اور غلام وہ تھیں کہ مش جانور اُن کا خریدنا چاہتا تھا اور ملا نکاح اُن کے مالک کو اُن سے صحبت کرنی جائز تھی اب جو قحطین لوگ اپنی گھرین لوٹیاں بال لیتی ہیں یہ شرعی باندیاں نہیں ہیں ان سے معاملات بمثل جڑہ حسب کرنے چاہئیں۔

۳۰۔ کسی شخص کو دوسرے شخص کی زوجہ کی نکاح کرنا حرام نہیں ہے تا وقتیکہ پہلا شوہر اسکو چھوڑ دے اور اسکی عدت نکلیز جاوے۔

تشریح

عام لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک مرد راضی ہوئی دوسرے کے یہاں اپنی دختر کو بیٹا دیتے ہیں قطع نظر اس کے کہ یہ کام کفر کا ہے جو اولاد دوسرے خاوند سے پیدا ہوگی وہ اولاد اُسکی نہیں ہوگی کیونکہ ولالات شمار کیجاو گی۔ پہلی ایک دوسرے کی وارث نہیں ہوگی اور جب تک شوہر اول اسکو طلاق نہ دے اور اسکی عدت پوری نہ ہو جاوے تب تک دوسرے شخص کو نکاح کرنا جائز نہیں ہے خصوصاً اس زمانی میں ایسا رواج ہو رہا ہے کہ چھوٹی بچوں کا نکاح کرتے ہیں اور پھر دوسرے کے یہاں نکاح کر دیتے ہیں یہاں طلاق سے پہلے وہ عورت بعدی نہیں ہوتی کیونکہ بچے کی طلاق کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور قبول نکاح کا اختیار اسکو کوئی کوہر اور طلاق کا کوئی کوہر اختیار نہیں پس اگر کسی بچہ کی طرف سے کوئی نکاح

نکاح قبول کر لیا تو وہ نکاح ناجائز ہوگا البتہ مستحکم ہے کہ طلاق سے بھی ذرائع نہیں ہو سکتا ہے۔ عورت حاملہ کی عدت مٹنے
 محل ہی بہانہ لگ کر اگر کسی کا شوہر مر جاوے اور اس کے شوہر کو دفن بھی نہیں کیا کہ اس عورت کے بچہ پیدا ہو جاوے تو اسی
 وقت اس کا نکاح کرنا جائز ہے اگر عورت منکوحہ بر وقت طلاق یا وفات حاملہ ہو عام وہ حمل ناکا ہو یا بچہ ہو کسی عدت
 وضع محل البتہ اگر بچہ نکاحی حاملہ نہ ہو اس کی کچھ عدت نہیں اگر بہرہ اوصل میں نکاح کر اوی بعد طلاق اس کی لمبی عدت
 آویگی اور جس عورت کا خاوند مر جاوے اور حاملہ نہ ہو اس کی عدت دس دن جلد مہنتی بہن مگر شرط یہ ہے کہ اس عدت میں
 اس کو حمل ظاہر نہ ہو جاوے اور اگر حمل ظاہر ہو گیا تو اس کی عدت وہی وضع محل ہوگی۔ اب معلوم ہو کہ یہ عدت کس حاملہ تھی اور
 جس عورت کو اس کا خاوند چھوڑ دے اس کی عدت تین دفعہ مہنتی کا خون آتا ہے جس کو حیض کہتے ہیں۔ اگر حیض پانچ چھ
 یا بوڑھے ہو نیکی نہ آتا ہو تو تین مہینے عدت کہتے ہیں۔ یہ عدت جب بھی کہ اس کو خاوند نے اس سے صحبت کرنی ہو۔ اگر بلا
 صحبت کر نیکی چھوڑی ہو تو کچھ عدت نہیں آتی۔ صرف طلاق دینے سے دوسرے کو اس سے نکاح کرنا چاہئے۔
مسئلہ جو عورت کسی غلام کی مالک ہو اس سے نکاح کرنا حرام ہے۔ عام ہی خواہ وہ غلام صرف غلام ہو یا کچھ ملاؤ
 حریت کا او زمین ہو جیسا کہ مکاتب یا مدیر یا غلام مشترک ہو۔

تشریح

لازم کو غلام نہیں کہتے بلکہ وہ اس زمانہ میں پایا نہیں جاتا اس لئے اس مسئلہ کو تفصیل لکھنا اس میں فائدہ نہیں بخشنا
مسئلہ جس عورت کو تین طلاق دی گئی ہوں۔ جن تک کہ یہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرے اور دوسرا شخص
 اس سے صحبت نہ کرے اول شوہر پر حرام ہے۔ عام ہی تین طلاق ایک دفعہ دی گئی ہو یا متفرق یا طلاق صرف بھی ہو یا کناہ۔

تشریح

یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس کا وقوع بہت ہی خصوصاً جو لوگ مسائل شرع نہیں جانتے اور فہم اس کا وقوع بہت ہی۔ جب عورت سے
 ناراض ہو جائے تین عورت کو کوئی لفظ طلاق کہہ دیتے ہیں اور پھر تیسری دیر میں راضی ہو جاتے ہیں تو وہ طلاق نازل ہو جاتی
 ہے۔ پھر دوسرے ناراض ہو کر کچھ کہتے ہیں پھر راضی ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک تو وہ طلاق ہو نہیں اور پھر یہ راضی نہ ہوتے
 طلاق سے رجعت سمجھی گئی۔ پھر اگر تیسری دفعہ ناراض ہو کر کوئی لفظ طلاق کہہ لیا۔ پس اب راضی نہ ہو تین جلتا اور وہ
 عورت حرام ہو گئی کیونکہ تین طلاق ہو چکی ہیں اگر رجعت متفرق نہیں۔ عام لوگ سمجھ رہے ہیں کہ تین طلاق اس کو کہتے ہیں کہ ایک دفعہ

تین طلاق دے یا ایک پہلوی اوس رجوع نہیں کیا کہ دوسری دیدی اور پہر اس طرح تیسری دیدی۔ عیسیٰ یہ
 صورتیں تین طلاق کی ہیں اس طرح پون ہی تین طلاق ہوتی ہیں کہ جنکے بیچ میں رجعت ہی ہو جاوے۔ اب غور کرونگی جگہ
 کہ جب عورت حرام ہو گئی پیروہ اولاد جو ایسی حالت میں پیدا ہو کہ کس طرح اسکی شمار کی جاوے گی اور کیونیک اولاد ہوگی
 پتر آدمیوں کو چاہئے کہ اسکی تحقیق کر لیا کریں کہ کون کون لفظ سے طلاق ہو رہی۔ اور کون لفظ طلاق صحیح
 کا ہو اور کونسا کنسایہ کا۔ اسکی تفصیل طلاق بیان میں آوے گی۔ ہر ایک شخص کو چاہئے کہ حالت غضب میں اپنی عورت کو ایسا
 کلمہ کہ جو جس طلاق پڑتی ہو۔ اور اگر ایک دفعہ کہد یا تو بعد کے راضی ہو نیسے رجعت ہو سکتی ہے۔ پہر تیسری دفعہ کہنے
 سے وہ عورت حرام ہے۔ تین اسکی مثال لکھتا ہوں کہ عوام مرد وقت غضب میں اپنی عورت کو اس لفظ سے پکارتے ہیں۔
اوطلاق پہر اوس عورت سے محبت کرتے ہیں تو وہ طلاق نازل ہو گئی پہر جب غضب میں آوے ہی کلمہ کہہ بیٹھے
 پہر محبت کرنی۔ یہ طلاق ہی نازل ہو گئی۔ اب پہر جب تیسری دفعہ یہ لفظ کہا وہ عورت مطلقہ ٹاٹ ہو گئی۔ اب بدون دوسرے
 خاندان کے حلال نہیں ہو سکتی ہے۔ ہزاروں شخص ایسے ہونگے کہ سیکڑوں دفعہ یہ لفظ کہہ لیا اور پہر اوسکو اپنی زوجہ سمجھتے ہیں
 حالانکہ وہ زوج نہیں والسی وقت کی اولاد اوسکی اولاد نہیں ہے علیٰ ہذا نقیاس بہت الفاظ میں جو طلاق کے بیان
 میں لکھو اور نیکو۔ یہ اس واسطے لکھا گیا کہ لوگ طلاق اسیکو سمجھ رہے ہیں کہ بیچایت میں اور نیز عورت کے سامنے یہ کہا جاوے
 کہ میں تجھکو طلاق دیدی۔ بلکہ طلاق بسا اوقات غصہ میں بلا راہ وہی ہو جاتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ سلا کو خوب
 تفصیل سے یاد کریں اگرچہ عالمگیری میں لکھا کہ دوبارہ نہ بلاوے اور طلاق کو منہی گالی اور پہلی حالت کی خبر نہ دے سکتی مگر تاہم
مسئلہ جو عورت اُن کافروں سے ہو کہ صاحب کتاب نہیں جیسے ہندوستان کے کافر یا اُنش پرست یا تاروں کے
 یوحنے واسے اوشے نکاح جائز نہیں جنک کہ مسلمان نہ ہوں۔ اور عورت اہل کتاب کلام جائز ہے اگرچہ مسلمان نہ ہوں

تشریح

اہل کتاب اوسکو کہتے ہیں کہ کسی پہلے نبی کے مذہب پر ہوں اگرچہ وہ مذہب یا مذہب ہو۔ اب وہ ہی لوگ کافر ہیں لیکن شرط
 یہ ہے کہ اہل کتاب مشرک نہ ہوں یعنی سوا خدا کے کسی اور کو نہ پوجتے ہوں۔ اور جو سوا خدا کے کسی اور کو معبود سمجھتے ہوں خواہ
 چاند یا سورج یا کسی قبر یا کسی شخص کو وہ سب مشرک ہیں اُنکے کلمے جائز نہیں۔ اور یہ مطلب نہیں کہ اُن کے پاس کتاب ہو
 خواہ عیسائی یا جھوٹی۔ اسی سے تو لازم آیا کہ ہندو اہل کتاب ہیں اور یہ قائل ہیں بلکہ اُن کو کتاب کتابی کہتے ہیں مگر اُن کی خبر تیسری ہو

✓ ولایت کا بیان

۳۴۔ چھوٹی عورت جو کہ جوان نہیں ہے اوس کے لئے ولی کی ضرورت ہے جو ان عورت کا نکاح بدون ولی بھی ہو سکتا ہے اور ولی معصوم ہوتا ہے یعنی اول عورت کا بزدل نہ کر پھر اصل ناکو نہ کر پھر اصل قریب نہ کر پھر اصل ایسی چیز نہ کر

سید

اول جانا چاہئے کہ وحشی اور وحشیہ کیا فرق ہے۔ وحشی اس کو کہتے ہیں کہ کسی بالغ کی جائداد وغیرہ کی مملکت کے لئے کوئی سرپرست مقرر کیا جاوے۔ عام ہر خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو۔ اور وحشی اس کو کہتے ہیں کہ بلا تفرع عند الشرع شہر اور کے لئے کوئی رشتہ دار مقرر ہوا اور اس کے خاندان کو لینے ہم بدحوہ اور انہیں کو عصبہ کہتے ہیں۔ عصبہ کی پوری پوری تشریح رسالہ فرائض اردو میں لکھ چکا ہوں جس کا تفصیل دیکھنی ہو وہاں دیکھ لے مگر یہاں بطور اجمال لکھتا ہوں کہ عصبہ کے چار طبقے ہیں۔ طبقہ اول تو جو زندہ کر رہی بیٹا۔ پوتا۔ پڑپوتا وغیرہ۔ یہ سب مقدم ہے اس کا سنے کوئی ولی نہیں، مگر اگر بیٹا کوئی نکاح میں بچہ ایک صورت کے تحقق نہیں وہ بیٹا اگر عورت جو ان باولی ہو اس کا ولی اس کا بیٹا یا پوتا وغیرہ ہوگا۔ باپ کو ولی نہیں ہوگا۔ اگر عورت باولی ہو تو اس کو ولی کی حاجت نہیں ہے۔ اگر بیٹی ہوتی تو بیٹا پوتا کی طرح ہو سکتا ہے۔ طبقہ دوم اصول نہ تو ہے۔ وہ اصول حین واسطہ عورت کا نہ ہو وے یعنی باپ یا دادا پڑدادا وغیرہ ان میں اگر کوئی ہو تو اگر کسی کو دلالت نہیں۔ طبقہ سوم۔ پہراصل قریب نہ کر کے پسری اور لافنی باپ کی اولاد جسے بہائی۔ بہتجا وغیرہ۔ پہر طبقہ چہارم۔ عصبہ کی پسری اولاد یعنی چچا اور چچا کے بیٹے وغیرہ۔

مسئلہ اگر دلی قریب بوجہ صغر سنی یا غلامی یا مجنون ہونے کے قابل تعریف نہ ہو یا مدت سفر غائب ہو تو حق ولایت کا زائل ہو گا۔

مسئلہ۔ جیسا کہ ترتیب حقیقات میں اسی طرح ایک طبقہ کے قریب ولی کے سامنے بعید کو دلائل نہیں مگر بروقت عدم لیاقت ولی قریب کے بعید ولی ہو گا۔

تشیخ

فرمان کرو کہ ایک عہدت کے ایک تو چچا موجود اور دوسرے چچا کا بیٹا یا ایک چچا کا بیٹا اور دوسرے چچا کا بیٹا۔ گو یہ سب فی ایک طبقہ کے ہیں مگر چچا کے سامنے چچا کے بیٹے کو ولایت نہیں ملتا اور چچا کے بیٹے کے سامنے چچا کے بھوتے کو ولایت

نہیں ہے۔ اگر چچا غائب یا صغیر سن یا باولا ہو تو چچا کے بیٹے کو ولایت پہونچگی۔ کیونکہ یہ اعتراض نہو دے کہ چچا جب
صغیر سن ہو تو چچا کا بیٹا کہاں سے ہوگا؟ یہ کیا ضرور ہے کہ چچا کا بیٹا اُسی کی اولاد ہو بلکہ جائز ہے کہ پہلے ایک چچا
مرچکا ہو اور سکا بیٹا ہو۔

مسئلہ۔ جب کوئی ولی عصبہ نہو دے او وقت ولایت مان کو پہونچتی ہے کہ صغیر و نکاح کر دے پس
اگر مان خلاف مرضی کسی ولی عصبہ کے کہیں نکاح کر دے تو وہ نکاح جائز نہیں ہے۔

تشریح

اچھل یہ رواج ہو رہا ہے کہ مان لڑکی کی جہاں چھانکام کر دیتی ہے یہ بالکل خلاف شرع ہے بہت جگہ یہ بات ہے کہ لڑکی
کا چچا اپنے بیٹے کی سنگینی اپنی بہنچھی سے کرنی چاہتا ہے اور اسکی مان نہیں مانتی۔ حالانکہ بروقت نہونی باب چچا کو ولایت
چھانکام کو سکوا ضرورت ہے کہ اسکی مان سے اجازت طلب کرے اپنے بیٹے سے نکاح کیونکہ نہیں کر دیتا بلکہ بعض مہلی جو ایسے
ہیں کہ ان سے نکاح کرنا درست ہے انکو اپنی نفس سے ہی نکاح کرنا جائز ہے جیسے کسی عورت کا ولی اور سکا چچا کا بیٹا ہو۔ تو
اوسکو اختیار ہے کہ اپنی نفس سے ہی نکاح کر لے۔ پس جب مان اولیا کے ہوتے نکاح کر دیا اگر اسکی اولیا کو خبر نکاح پہونچے
اور وہ خاموش ہے کہ اعتراض نکلیا یا نکاح میں شریک ہو پڑے نکاح ہو گیا۔ اسطرح جب لڑکی جوان ہوئی اور اس نے اس
نکاح کو تسلیم رکھا تب بھی نکاح درست ہو گیا۔ اگر لڑکی کسی مان ایک شخص سے لڑکی کا نکاح کرے اور ولی خواہ کتنی ہی کا کیون
نہو دوسرے شخص سے نکاح کر دے تو نکاح دنی کا مقصود ہوگا۔ مان کا کیا ہوا نکاح معتبر نہیں ہے۔

عوام میں رواج ہو رہا ہے کہ بروقت نکاح مان سے اجازت لیتی ہیں۔ یہ بالکل واپسیتا بلکہ اسکی دلی سے اجازت
لینی چاہئے۔ ایسی عورت کوئی نہوگی کہ جسکا کوئی عصبہ موجود نہو۔

مسئلہ۔ جب صغیر کا نکاح بجز باپ اور دادا کے کسی اور ولی نے کیا ہو تو اسکو اختیار ہے کہ جو ان سے
اسی نکاح منسوخ کر لے اسکا نام شرع شریف میں خیار بلوغ ہے۔

تشریح

شرع شریف میں باپ اور دادا کی کارروائی کو یوں سمجھا گیا کہ عین مصلحت بہ فعل کیا گیا۔ واقعہ میں باپ و دادا بہت
تعمق میں کر کے یہ کام کرتے ہیں لہذا ان سے نکاح کی ہو کر لڑکا لڑکی منسوخ نہیں کر سکتے ہیں۔ البتہ علاوہ باپ اور

اوداکے کاروائی محض مصلحت پر معمول نہیں ہوتی ہے۔ لہذا اود کو اختیار دیا گیا کہ اگر چاہیں نکاح منسوخ کرالین پڑھیں یا
 کہ بائع ہو تو ہی ناراضا مندی ظاہر کریں جیسا کہ شفعہ میں فوراً بیچ کی جزئی سے ہر طلبہ و طالبہ شرط ہے۔ یہاں تک کہ کوئی بیعت
 بائع ہو گیا اور مدت کے بعد ناراضی ظاہر کرے تو وہ مجتہد نہیں و سکا حق زائل ہو گیا اور بائع ہوئی میں بچے کا قول مقبر ہے
 اگر اس میں اختلاف ہو کہ بائع ہوا ہے یا نہیں تو اود کا قول مجتہد ہوگا۔ عورت حیض کے آئے یا حاملہ ہو تو سے بائع شمار کیجاتی ہے
 اور مرد و اعتلام اور حاملہ کرنے سے بائع شمار کیا جاتا ہے۔ اور اگر ہم علامات ظاہر نہ ہوں تو پندرہ برس کی عورت مرد و اعتلام
 منسوخی کے بائع شمار ہوگا۔ مگر قمری برس کا اعتبار ہر عورتی کا نہیں۔ یہ میعاد اعلیٰ درجہ کی ہے اس سے کم مدت میں بھی جبکہ
 علامات بلوغ ظہور میں آدین بائع ہو سکتا ہے

کفو اور غیر کفو کا بیان

مسئلہ۔ دلی دو قسم کا ہے ایک تو دلی نکاح اور دوسرا ولی فسخ۔ دلی نکاح تو صرف بلوغ تک ضروری ہے بعد
 بلوغ لڑکا لڑکی کو کچھ حاجت ولی کی نہیں ہے۔ اور دلی فسخ بھی وہی ہیں جن کو ولی نکاح کہتے ہیں لیکن وہ بلوغ کے بعد
 ہی دلی ہوتی ہیں کیا منی اگر کوئی عورت جو ان ہی غیر کفو سے نکاح کرے تو اود لیا کو اختیار ہے کہ اوس نکاح کو منسوخ کر دے
 کیونکہ اود لیا کا اس میں ہشک ہوتا ہے لیکن نکاح قبل منسوخ صحیح و درست ہوگا۔ وہ حقوق جو متعلق نکاح ہیں طرفین سے ثابت
 ہونگی اور منسوخ نکاح بدون حاکم نہیں ہو سکتی ہے۔

مسئلہ۔ یہ ولایت صرف عورت کے اولیا ہی کو ہے کہ اگر غیر کفو سے نکاح کر لے تو نکاح منسوخ کر دین اور شوہر
 کے اولیا کو نہیں ہے کہ اگر اپنے کفو سے گٹھے ہوئی خاندان سے نکاح کر لے تو وہ بھی نکاح منسوخ کر دین

مسئلہ۔ کفارت در بیان شوہر اور زوجہ کے ان چیزوں میں متعبر ہے۔ نسب اور اسلام اور مال اور دینداری اور نشیہ
 کفارت نسب کا بیان

مسئلہ۔ جو شخص ملک عرب کے رہنے والے ہیں وہ غیر ملک عرب کفو نہیں ہیں۔ چونکہ ہندستان میں اس کی تیسر
 پوری پوری نہیں ہے کہ یہاں شرفا کو نسبت قبیلہ عرب کے ہیں لہذا فقط عرب کے خاندان کے لوگ مطلقاً ایک دوسرے کی کفو ہیں

تشریح

مسلمانوں میں سب اشرف ذات وہ ہر جگہ اصل ملک عرب ہو۔ جیسا شیخ سید یہاں ہیں۔ پہر شیخ بھی بہت قسم کے ہیں

صدیقی - فاروقی - عثمانی - قریشی - علوی - انصاری - یہ سب ایک کفو میں کچھ فرق نہیں اور جو قوم ایسی ہے کہ جزیرہ عرب کی نہیں اور وہ مسلمان ہو گئی جیسے ترک - مغل - بھٹان - یا جاٹ - تنگا - گوجر وغیرہ یہ سب ان کی کفو نہیں۔ پس چونکہ شیخ اور سید دونوں ملک عرب کے ہیں ایک کفو شمار کئے جائیں گے۔

مسئلہ - پس جو شخص اشرف النسب ہیں اگرچہ ان کا حب لہجہ انہو غیر اشرف النسب حب والے کے کفو نہیں ہیں

تشریح

نسب اور حسب میں یہ فرق ہے کہ نسب بنسبت باپ دادا کی چچی ذات ہوئی ہو تبہ اور وہ کسی نہیں اور حسب جو جہر ذاتی ہو اور کسی سے حاصل ہو اور جب کوئی مولوی ہو یا حافظ ہو - علی بن القیاس - پس اگر شیخ ایسی کسی گھٹی ہوئی ذات مولوی زادہ سے نکاح کرے تو اس کو اولیا کو اختیار سوخی نکاح کا ہے کیونکہ وہ شخص اس کا کفو نہیں اگرچہ اس کا حسب اچھا ہو

مسئلہ - نسب میں اولاد باپ کی شمار کی جاتی ہے۔ اگر کسی عربی عورت ہندوستانی سے نکاح کیا تو اولاد اشرف النسب سمجھی جاوے گی۔ گو مقابلہ اوس کے کہ جس کا باپ دو نون عربی ہوں گھٹی ہوئی ہے۔

تشریح

شرح شریفین اولاد باپ کی ہے اور عورت مثل زمین کہیتی کے ہے ایسی کسی شخص کی دختر کی اولاد یعنی نواسا نواسی اسکے خاندان میں بمقابلہ پسری اولاد شمار نہیں کی جاتی ہے۔ ہندوستان میں شرفاء عرب جو کچھ آئے تھے بعض کے ساتھ عورت بھی آئی تھیں اور بعض نے یہاں کی عورتوں سے نکاح کیا مگر وہ سب مخلوط ہو گئے اور سب ایک درجی میں شمار کیے جاتے ہیں خصوصاً اس زمانہ میں نسب بالکل بھول ہو رہا ہے کہیں کہیں تو سلسلہ ان آب و زہرہ منہام کی شریفین میں اور اپنی خاندان میں دوسری قوم کے داخل ہو چکے عار نہیں سمجھتے ہیں۔ نسب کی تیز بہت مشکل ہے۔

اسلام کا بیان

مسئلہ - جس کی پشت یا دو پشت سے اسلام ہو وہ پُرانے مسلمانوں کا کفو نہیں ہے اور تین پشت کا مسلمان پُرانے مسلمانوں کا کفو ہے۔

تشریح

نو مسلم قدیم اسلام والوں کا کفو نہیں ہے مگر نو مسلم دو پشت تک ہمارے ایک جیسے تین پشت کا مسلمان ہو گیا قدیم الاسلام شمار

کیا جاوے گا۔ اس کے پھر نہیں ہے کہ جو تین پشت کا مسلمان ہو گیا وہ سب کا کفو ہو جاتا ہے بلکہ اپنی اسی قوم کے پڑائی مسلمانوں کا کفو ہو گا۔ جیسا کہ ہندوستان میں گوجر جاٹ۔ راجپوت ذات میں جو افسانہ کی پڑائی مسلمان ہیں وہ تو مسلم کے کفو نہیں ہیں اور یہ مطلب نہیں کہ جاٹ وغیرہ اگر پڑائی مسلمان ہو وہ شیخ زادہ کا بھی کفو ہو جاوے گا وہ ان اسی قوم کا۔ اگر ملک عرب کا کوئی شخص ہو وہ مسلمان ہو جاوے تو تین پشت کا مسلمان پڑائے مسلمانوں کا کفو ہے۔

کفارت مال کا بیان

مسئلہ ۲۷۔ کفارت درمیان شوہر اور زوج کے مال میں یہی ہے۔ یعنی اگر عورت ملکہ کسی کنگال نکاح کر لے تو اس کے اولیا نسخہ کر سکتے ہیں

تشریح

کفارت مال یہ مراد نہیں ہے کہ جتنا مال زوج کے پاس ہو اسی شوہر کے پاس ہو بلکہ اتنا مال ہو کہ مہینہ بہر خرچ زوج کا دوسرے کراؤر جو کچھ ہر محل ہو جو رواج ہو کہ اول زوج کو دیا جاویں وہ دیکھی اگرچہ وہ اس کی قوم کا ہو۔ اس کوئی یہ سمجھ جاوے کہ عورت کا جب غریب نکاح ہو تو اولیاء کو اختیار ہے نکاح چل ہو گا اگر باپ بہائی وغیرہ کسی عورت کا غریب کنگال ہی جو ان کی ذات کا بیٹا ہے نکاح کر دین تو وہ نکاح جائز ہے کیونکہ ولی قریب راضی ہو گیا۔ پھر سب کو ولایت نہیں ہے اس ولایت کا دار ہتک اور عار پر ہے جب ولی قریب کو اس عار اور ہتک ہندو دوسروں کی عار اور ہتک کا کچھ خیال نہیں اسی طرح جو ولی مجاز نکاح ہو اس کی رضا مندی ہی باقیوں کا حق ساقط ہو جاتا ہے اور یہ صورت وہ ان پیش کی جہاں عورت بلارضا مندی اولیاء کے نکاح کر لے۔

مسئلہ ۲۸۔ درمیان شوہر اور زوج کفارت و پنداری میں یہی معتبر ہے یعنی اگر کسی فاسق فاجر سے عورت پاکدامن نکاح کر لے تو اولیاء کو اختیار نہ ہوئی نکاح کا ہے۔

تشریح

فاسق فاجر اس کو کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ مثل چوری۔ قمار بازی اور زنا علی الاطلاق کرنا ہو اور اس فعل میں کچھ خلعت ہی عار نہ ہو اور لہو و لعب اور منشیات میں وقت نہ منہمک ہو جیسا کہ بنگ بازی اور شراب نوشی اور ہنگامے چرس وغیرہ جو ممنوع صریح میں ثقہ امین داخل نہیں ہے اگرچہ ممنوع ہو مگر یہ جیسے کسی کو اس کی عقائد صاف ہوں۔ اگر ان افعال کو حلال سمجھ کر کرنا ہو

یا اس کے منہ سے شریع شریف کو حلال سمجھ کر کتا ہو وہ کافر ہے اور اس سے نکاح ابتدائی جائز نہیں ہے یہ کفارت
ابتدائی میں معتبر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سب کفارات ابتدائی معتبر ہیں۔ اگر بعد نکاح کفو نہیں رہا تو اولیا فہم نہیں کر سکتے۔
مسئلہ ۴۴۔ پیشہ کی کفارت بھی معتبر ہے رد ذیل پیشہ والا اگر عمدہ پیشہ دالی خاندان کی عورت سے نکاح کرے
تو اس کے اولیا نکاح فسخ کر سکتے ہیں۔

تشریح

اعلیٰ اور ادنیٰ پیشہ موقوفہ و واجہ پر ہے بعض وقت کوئی کام معیوب ہوتا ہے اور دوسرے وقت میں معیوب نہیں ٹھہر کر کیا جاتا ہے
اللہ جب پیشہ بہت سی بری میں مثل تھامی اور خاکی اور سقہ وغیرہ سب وقت میں معیوب ہیں۔ ہاں اللہ عطا کرے
بر تازی جفت فردشی وغیرہ ایسی پیشوں میں اعتبار و واجہ کا ہے اگر عرف میں کچھ معیوب ہوں تو سب برابر ہیں مرد
کچھ پیشہ کی وقت میں اختیار فتح ہے اور فی الواقعہ دار و مدار اس اختیار فتح کا اور تنگ دلیا کے ہے اگر تنگ کچھ نہیں ہے
تو کچھ اختیار نہیں ہے۔ یہ یہ کفارات پیشہ کی وہاں معتبر ہے جتنا نسب معلوم ہو اگر کوئی معلوم النسبہ مثل شیخ سید وغیرہ
کوئی پیشہ کرنے لگی تو وہاں معتبر نہیں ہے اور کسی پیشہ کی طرف محض ایک فتح کا کرنے سے مسو نہیں ہوتا ہے بلکہ تنگ
تین شیت نے یہ راوی پیشہ کو نکلیا ہو کبھی اس پیشہ کی طرف منسوب ہوں گا۔ جو سوداگر خلفا پیشہ کرتے ہیں کبھی کچھ اور کچھ
کچھ وہ کسی پیشہ کی طرف منسوب نہیں ہوں گے۔ عرب میں کسی پیشہ کے لئے ذات مقرر نہیں تھی۔ ہندوستان میں بعض بعض
پیشہ واسے اموی کام کی وجہ جہدی ذات شمار کی جاتے ہیں جیسے درزی۔ سنہ اور جو کوئی اور کام کر لیتا ہے اس کو
عطائی کہتے ہیں۔

گواہوں کے بیان میں

مسئلہ ۴۵۔ عقد نکاح کے لئے کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت کی ضرورت ہے کہ ان کو سامنے ایجاب
قبول ہو۔ اگر مرد و عورت بلا حضور یا گواہوں کے آپس میں راضی رضامند ہو جائیں گے وہ نکاح نہیں ہے اور نہ اس پر حقوق
نکاح مستتر ہوں گے۔

تشریح

کوئی معاہدہ ایسا نہیں کہ جس میں گواہ نفس جو معاملہ کے مشروط ہوں بجز نکاح کا میں نفس جو معاملہ ہے یہ گواہ

سشرہ و طہین اور معاملات میں گواہ ثبوت معاملہ کے لئے درکار میں کیا سفر اگر متعاقدین آپس میں اقرار یا حجاب قبول کر میں معاملہ پورا ہو گیا کچھ گواہوں کی حاجت نہیں ہے بخلاف نکاح کے کہ آپس میں اگر مرد و عورت یا حجاب قبول کر لیں اور کوئی گواہ اسکا نہ ہو وہ نکاح نہیں ہے اسکی وجہ مسئلہ ۱۲ میں لکھ گئی ہے۔

مسئلہ - نکاح کا گواہ ہر مرد و مسلمان ہو سکتا ہے خواہ فاسق فاجر ہو یا اور معاملات میں و سکر گواہ مقابل مسئلہ چونکہ منکوحہ عورت مسلمان ہو اگر منکوحہ کافر یا اہل کتاب ہو تو ہر مسلمان و ہر کافر و مسکوقم کا ہوا یا اس سے اشرف ہو گواہ ہو سکتا ہے۔

تشریح

نکاح نامہ اور معاملات مثلاً بیسہ سہا میں ہے کہ اگر عین گواہ عادل کی شرط ہو اور وہ اسکی وہی ہے کہ جو مسئلہ ۱۲ میں لکھی گئی کہ اور معاملات میں گواہ کی ضرورت واسطے ثابت کرنے کے دوس معاملہ کے ہے ورنہ نکاح میں نفی و وجود کئی اس معاملہ کے گواہ کی ضرورت نہیں شخص جبکہ عدالت میں اعتبار فرمایا ہو یا وہ شخص کہ جو رشتہ دار قریب ہو نکاح کا گواہ ہو سکتا ہے البتہ مسلمان عورت کی نکاح کا گواہ کافر نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر عورت کافر ہو اور وہ مسلمان نکاح کو کرے جیسے یہود و نصاریٰ اسکی نکاح میں کافر گواہ ہو سکتا ہے اور فقط عورتوں کی گواہی ہی نکاح میں معتبر نہیں ہے جبکہ کئی مرد و عورت ساتھ جمع ہو۔

۲۴۱

مسئلہ - نکاح کا گواہ وہ ہی کہ جو یا حجاب قبول اس مجلس میں بنے گا کہ جسے اگر کوئی بہرہ اور دوسرا شخص و سکر تراز سے بناوے وہ گواہ نہیں ہے۔

تشریح

عام لوگ نکاح کا گواہ اونکو کہتے ہیں جو دو شخص وکیل کے ساتھ آتی ہیں حالانکہ وہ گواہ و کالت جوتے ہیں کہ خود خواہ نکاح کو کرے یا عورت خود اپنا آپ نکاح کر دے تو ان کو اسونکی کیا حاجت ہے۔ نکاح کو گواہ صرف وہ شخص ہیں جو اس مجلس میں یا حجاب قبول کو سبیل بناس زمانہ میں میاں و حیرت بہ کراں مسائل کا کچھ علم نہیں بلکہ تو شہ ایسی بلکی زبان سے قبول کرتا ہی کہ وہ آواز دوسرے کے کان میں سنائی نہیں دیتی ہے اور یہ اگر پاس کے دو ایک آدمی سنتے ہیں تو وہ بچے ہوتے ہیں چاہے کونسا کے پاس سے آدمی سنیں مگر اس سارے مجمع میں ایک گواہ نہ ہو گا اور نکاح منعقد نہ ہو گا اور اگر کسی شخص کے نکاح کا دو گواہ

نکاح کا گواہ کا کچھ علم نہیں بلکہ تو شہ ایسی بلکی زبان سے قبول کرتا ہی

ایک بہرہ بولو سکود و سرگواہ زور سے بھکار کر کہے کہ نوشتہ نے قبول کر دیا ہے درودہ خود نوشتہ کے قبول کی واز نہئے وہ
 بہرگز گواہ نکاح نہیں آکر جب بدن سے بدن ملا ہوئے بیٹھا ہو بہرہ معاملہ شرعی ہے اس میں عقل کو اور انا فضول اور
 عقل سے ہی یہ بات مخالف نہیں کیونکہ بدن مثلاً گواہ کو ہر عقلاً جائز نہیں دوسرے کے قول کو اپنی عقل نہیں مان لیتے
 شہوت بہرہ میں کتنا ہے اسمیں اگر قریب کی گواہی یا مستور الحال کی گواہی معتبر نہ ہو وہ امر دیگر ہے کلام صرف التفاد نکاح
 میں ہر وہ بہرہ کے شخص سے ثابت ہو جاتا ہے۔

✓ مہر کا بیان

مسئلہ ۵۲۔ نکاح میں بہرہ ضروری ہے بلکہ مہر نکاح نہیں ہو سکتا اور مہر واسطے التفاد نکاح کے ضروری نہیں
 بلکہ واسطے بقا نکاح کے ضروری ہے۔

تشریح

ہر شخص کو اختیار ہے اپنی چیز کا مالک و سرکہ کو کچھ بدلہ لیکر یا بلا بدلہ کر دے مگر عورت کو جائز نہیں کہ اپنے عضو مخصوص کا
 شہرہ کو مالک بنا دے مگر عورت کے مالک یا کیا اور تمام شرائط ایجاب قبول اور گواہ کے بجائے نکاح منعقد ہو جائے
 مگر مہر مثل لازم آویگا۔

مسئلہ ۵۳۔ کم سے کم مقدار مہر کی شرع شریف میں دس درہم ہیں اس کم مہر نہیں ہو سکتا ہے اور اگر کم کا کوئی
 مہر مقرر کرے تو دس درہم ہی مہر لازم ہو گا۔

تشریح

دس درہم ساڑھے کیتس نہ جائز کی ہے ہونے ہیں کچھ قیمت موافق سکے یا پچھلے تھوڑے تھوڑے کی جائے اگر عورت کم پر رضا
 ہو تو کوئی بھی اتنا ہی آویگا ہاں البتہ اگر بالکل مہر نہ ہوتا تو مہر مثل لازم آتا۔

مسئلہ ۵۴۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ مہر دس درہم ہی ہوں بلکہ جو چیز کہ مال ہو اور اس کی قیمت اتنی ہو یا زیادہ وہ مہر ہو سکتی
 ہیں خواہ چاندی ہو یا سونا یا کوئی چیز جو کہ مٹا نہیں سکتا زمین وغیرہ

تشریح

جیسا کہ کل روح ہو رہا ہے کہ مہر کوئی نہ ہوتے ہو اور اس کے ساتھ دوسرا لگا دیتے ہیں بہرہ مہر ہو سکتا ہے

اور جہوں کی ایجاد کیا ہے اور ان کی بہر غرض انہی کے عورت زکوٰۃ سے سب سے زیادہ گنہگار ہے پر بدون نیت تجارت زکوٰۃ نہیں
آتی جو بخلاف جائیداد کے کہ وہ زمین غنیمت سوداگری ہی زکوٰۃ آتی ہے اور فرض میں زکوٰۃ مالدار کو دینا چاہیے جس کے
عورت کا ہر ہزار روپے ہر مقرر ہوتا ہے اسکے وہ روپے ان کے شوہر کے ذمہ فرض بنتے ہیں جب وصول ہوتے ہیں تو ان کے تمام مال کو زکوٰۃ
لازم آتی بخلاف ملکوں کے کہ وہ نابالغ ہیں وہ زمین زکوٰۃ نہیں آتی ہے۔ کیونکہ نیت تجارت نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۵ شریعت محمدیہ میں شراب اور سود اور مردہ مال نہیں ہیں بہرہ نہیں ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۵۶ اگر آدمی کی خدمت میں مال نہیں ہے وہ بھی بہرہ نہیں ہو سکتا ہے۔

تشریح

جب کہ زید نے کسی عورت سے نکاح کیا اور ایک سال بعد ایک سال شربانہ یا اور کو بھان کی محنت بنا بہر مقرر
کیا بہرہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس قدر چاہئے فرماتا ہے کہ تبتغوا مما ہوا لکم اور بھان کی محنت کو کوئی مال نہیں کہتا ہے
اس میں زمین شری خرابی بہر پیش آ رہی ہے کہ ہر کو ایک فرضی چیز سمجھ رہے ہیں کوئی نہیں سمجھتا ہے کہ یہ زمین واجب الادا
بہر غریب بھارہ بھاس بھاس ہزار کے جو بہر قبول کر لیتا ہے اسکے کیا معنی ہیں اگر اس کہہ جاوے کہ فلاں کا وہ بھاس
کا اتنا ہے تو کہہ دینا کہ وہ بھاس کو زمین بہرہ بشرط لگائی جاوے کہ لاکھ دینا۔ پس اصل بہرہ وہ ہے جو لاکھ
مستطہرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مقرر ہوا ہے اور بانی جو کہہ کرے تمہیں کہو کہ بل
اور ہوا چاہیے پہلے رو سا جو گندہ لگے ان کی لاکھوں روپیہ کہے بہرہ ہوتے ہیں اور وہ لاکھوں روپیہ استین بہرہ میں انہی زوار
کے نام لکھ دینا تو وہ ان کی اولاد جو مفلس قلیل ہیں وہ ہر رسم بجالاتے ہیں حالانکہ وہ لوگوں کا اور ان کا آسان ہے کہ
ہو سکتا ہے انہیں کہ ان طاقت ہے ہیں اس کو لوگوں کا نکاح فقط قول سے ہوا بہرہ کے اور ان کا کیا احتمال ہے مگر خلاصہ یہ ہے
کہ افضل بہرہ وہ ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور دختران کا ہوا اور اگر کچھ اور بہرہ ہوتا ہے کہ شوہر
اور سکوا کر کے ظاہر بات کہ ہر کوئی شخص نبی طاقت کے موافق جو چاہے وہ ہٹا سکتا ہے وہ زمین و وسیع کر میں کہوں کر سے
مسئلہ نہ لکھا جائے کہ اول جب مسئلہ کیا جاوے بہرہ کی اور تصدیق کر دے کہ زمین بہرہ منہر جو کل مقرر کرانے میں شخص کا
نام ہوتا ہے کہ سکوا کر کے کافی مال نہیں ہے اور بلا تحقیق قبول کر لینا بہرہ خود دلیل ہے کہ ناجائز ہے اور ان میں ہے
مسئلہ ۵۷ بہرہ وہ قسم کا ہے ایک بہرہ سچا اور دوسرا بہرہ جھوٹا۔ بہرہ سچا وہ ہے کہ کسی میں کوئی مال نہ ہو اور اس کے

ہونگے کہ جس وقت شوہر عورت سے صحبت کرے یا قنوت صحیحہ چاہے غلط صحیحہ اسکو کبھی نہیں کہ شوہر زود برباست
ایسی جگہ جم ہو کہ اگر چاہے صحبت کر سکے اور مانع جسمی اور مذہبی اور عارضی کوئی ہو کیا سنی زود بین کوئی بیمار ہو اور
ہرگز اس وقت مذہب کی رو سے صحبت کرنی منع ہو اور پردہ کا مقام ہر سبک خالی ہو۔ اگر دونوں اس طرح جمع ہو گئے ہوں گے
مرد کو علم اس بات کا نہیں ہو کہ یہ میری زوجہ ہے وہ غلط صحیحہ نہیں اگر مرد کو علم اس بات کا ہو اگرچہ عورت کو علم اسکا ہو کہ یہ میرا
شوہر ہے غلط صحیحہ ہو جاوے گی۔ پس اگر روزہ رمضان شریف یا احرام حج میں اگر دونوں اس طرح سے ملین وہ غلط صحیحہ
شمار نہیں کیجاوے گی اور مرض سے مراد ہے کہ جس کے معجزہ طبعی دشوار ہو یا زیادتی مرض کی ہو جیسا کہ اگر مرد کا آرتھرائٹس
بار کل ہو اور قابل صحبت ہو یا بچہ ہو تو ظہر معتبر نہیں ہے غلط صحیحہ ہو جاوے گی اور استحکام اور استوار سے مراد ہے کہ جب غلط
صحیحہ ہو چکی ہو پورا واجب ہو گیا۔ اب اگر عورت کی طرف سے کوئی ایسا فعل ہے جو جیسا کہ وہ اپنی شوہر پر آئندہ کو حرام ہو جائے
تب بھی حرام قطع نہیں ہوتا ہے جیسا کہ عورت اپنی شوہر کے بیٹے کو اپنی قدرت دیدی تب بھی مہر پورا آدیا کا بخلاف اسکی
کہ جب فعل قبل صحبت یا غلط صحیحہ کیا جاوے تو اس وقت میں اس عورت کو کچھ دینا لازم نہیں آوے گا۔ اگر فعل قبل صحبت
اور غلط صحیحہ اپنی اختیار ہو چوڑے سے تو عینا مہر مقرر کیا ہے اسکا آوہا دینا لازم آوے گا۔ اگر شوہر زود بین کوئی
مرد ہو اسے تب بھی پورا مہر لازم آتا ہے۔

مسئلہ شوہر کو اختیار ہے کہ اگر کچھ چاہے مہر میں زیادہ کر دے اور عورت کو اختیار ہے کہ اپنی مہر سے بٹھا چاہے
کہ کرے لیکن اس کا استحکام بھی نہیں ہے غلط صحیحہ یا غلط یا غلط سے ہو گا۔

تشریح

اختیار عورت کا یہ ہے کہ اگر عورت کو زیادتی کی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ مہر نام ہو چکا اور نیز یہ بھی عام ہے
کہ جو کچھ اس پر زیادہ دیتا ہے وہ چلی چلتی ہو یا نہ چلتی ہو اسکی وجہ کا مہر و مہر اور چلی چلتی ہو وہ دو سو بیگزین میں بھی
مہر میں دیکھ کر سب مہر میں داخل ہو جاوے گا۔ بہت لوگوں کو غلطی ہے کہ اپنی زوجات کے نام اپنی جائیداد بمقابلہ انکی
ہر کے فروخت کرتے ہیں اور دین مہر تھوڑا ہوتا ہے اور جائیداد زیادہ ہوتی ہے تو وہ ان شیعہ اکثر اہل کو اتنے روپیہ دے کہ
بچہ ان پر لیتا ہے۔ اگر ان شخص کو جائیداد دینی تھی تو اس طرح سے دیتا کہ جائیداد داخل مہر کر دیتا۔ اور جو جائیداد وہ مہر سے تھوڑا ہو
تو نہیں ہے۔ اب شرط میں اسکا ذکر آوے گا مگر عورت کا قبول بھی شرط ہے اور زیادتی جیسا کہ شوہر کر سکتا ہے اس طرح

و اگر چہ کہ سنا ہے مثلاً زید نے اپنے ضعیف لڑکے کا خال کا ہندہ سے دو ہزار ہرنگا کر کیا اب نیدا الدشیر کو اختیار ہے کہ
میں جو کچھ چاہے اور زیادہ کر دے اور اگر طلاق ارادہ کو قبل صحبت کرنے یا خلوت صحیحہ کے دیجاوے قنصف مہر میں
مجاہد نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۶۲ اگر کسی عورت کا بلاؤ کر مہر نکاح ہو یا نکاح مسترد و طرد ہوئے مہر کے ہوا نکاح اسطرح ہو کہ تو جیسے
وضر کا نکاح کر دے میں و سکو عرض میں ہی ہمیشہ کا جیسے نکاح کر دے اور مہر طرین میں کہہ نہیں سکتا کہ ان سب
میں نکاح سب صحیح ہیں اور مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ صحبت یا خلوت صحیحہ ہوگی ہو ورنہ حرف مستلزم آویگا۔

تشریح

ہر بیعت ہر چکا ہے نفیس جو نکاح کے لئے ضروری نہیں بلکہ بقا کے نکاح کی ضروری ہے جہاں کچھ مہر
مقرر نہ ہو یا منوع شرع شریف مہر مقرر کیا جاوے تو وہ ان مہر مثل لازم آویگا اور مہر مثل اس کی عورت
اس کا ایک خاندان میں کیا مہر مثل میں اعتبار اس چیز کا ہے مگر اور جمال و رشتہ اور وقت اور عقل اور دیندار
اور گویا اور علم اور خلق اور اولاد یعنی جو ایسی عورتیں کسی کو عمر کی اور ایسی جان اور خاصاں اسی شہر کی ہونے والی اور
ایسی زیادہ ہیں اور ایسی ہی عقل اور دینداری میں ہوں درجیہ بہ گواہی ہیں وہی اگر ان میں اور علم نہیں یا خلاق
ایسی ہر کہتی ہوں اور کچھ اولاد نہ کہتی ہوں ان کا مہر ہے وہ اس کا مقرر کیا جاوے اگر کچھ حنفی میں اختلاف ہو تو اس کے
مہر کی نظیر نہیں ہو سکتی ہے مثلاً گوار یکے مہر کو رائے کے مہر سے مقابلہ نہیں کر سکتے اور ایک شہر کے مہر کو دوسرے شہر پر
قباس کر سکتے ہیں اور نہ برائے زمانے کے مہر کو ایک زمانہ پر قباس کر سکتے ہیں علی بن ابی نقیس جیسے جلیلہ عورت کا مہر مثل میں خلوت
کے نہیں ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ مہر برائے قیمت شمار کرنا چاہئے اور صاف کی برائے سے جب قیمت بدل جاوے تو مہر کو ان
نہیں بیگا اور اس یا نہیں مہر میں کچھ لحاظان صفات نہیں بلکہ ایک جیسے اور برادری کا کچھ مہر ہے اور دوسرے جیسے
اور برادری کا کچھ اور مہر ہے جس غیر کا کچھ خیال نہیں کرتے بن پس مہر مثل کے برائے کی موافق و سکو کہے
میں جو مطلق مہر کے ہونے سے سمجھ میں آتا ہو یا ایک قاعدہ شرع شریف پر موقوف ہے وہ بہرہ کہ جب شہر کے قیمت مطلق
بیان کیجاوے تو وہ محمول غائب نظر ہوتی ہے جیسے کوئی شخص ایک روپیہ کی کوئی شے خریدے تو اس سارا اگر بڑی اور پیسہ ہو گا
کو اسے تشریح نہیں کی جو علی بن ابی نقیس مہر ہی دی ہو گا جو علی بن عمر مہر کی قوم میں سب مقرر کرنے میں یہ صورت نہیں ہوگی

نہیں ہوتا ہے مثلاً زید نے اپنے ضعیف لڑکے کا خال کا ہندہ سے دو ہزار ہرنگا کر کیا اب نیدا الدشیر کو اختیار ہے کہ میں جو کچھ چاہے اور زیادہ کر دے اور اگر طلاق ارادہ کو قبل صحبت کرنے یا خلوت صحیحہ کے دیجاوے قنصف مہر میں مجاہد نہیں ہوگی۔

محاط ہو۔ قاعدہ کلیہ ہے اگر تفریق نکاح صحیح میں قبل ثلثی یا خلوت صحیح ہوتی ہے تو نصف حصین قن عقد وینا لازم آتا ہے
 اگر نکاح فاسد میں تفریق قبل از وصیت یا خلوت صحیح ہو تو وہ ان کچھ لازم نہیں آتا ہے بجز اسکے کہ عورت کو تین کپڑے دیوے
 یا باج درہم کی قیمت کے اور نصف مہر مثل ہی زیادہ قیمت کے ہوں۔

مسئلہ اگر اختلاف در باب تعین مہر کے ہو تو دیکھنا چاہیے کہ مہر کے دعویٰ کی تائید کرتا ہے یا نہیں اگر کسی
 کی دعویٰ کی تائید کرتا ہو تو تفریق ثانی کے دست ثبوت ہے اگر ثبوت نہ نقطہ حلف سے دعویٰ تفریق مؤید مہر مثل ثابت ہو جاوے
 اور اگر مہر مثل کسی کا مؤید نہیں تو ہر ایک کے ذمہ بار ثبوت ہو جائے دعویٰ کو ثابت کر دیکھا اوسی کا حکم حاکم کر دیکھا اور اگر
 دونوں ثبوت ہی نہ بن جائیں تو عورت کے گواہ مزاج بھیجے جاویں گے۔

تشریح

فرض کرو زید شوہر اور سندہ زوجہ کے درمیان اختلاف در بارہ تعین مہر ہے دیکھنا ہے کہ مہر بڑا ہو یا کم میں اور سندہ کہتی
 ہے دو ہزار روپے مہر میں اب دیکھنا چاہیے کہ انکے خاندان کا مہر مثل کیا ہے اگر وہ مؤید زوج کے دعویٰ کا ہو مگر اسکے
 کو برائے یکم ہو تو یہاں زوجہ کو اپنے دعویٰ کو ثبوت کی حاجت ہو اگر زوجہ سے ثبوت نہ ہو تو شوہر کا دعویٰ بلا شہادت حلف
 لیکن ثابت ہو جاوے گا اور اگر مہر مثل عورت کے دعویٰ کا مؤید ہے یعنی اسکے دعویٰ کو برابر ہے یا زیادہ ہے تو شوہر کو مثل
 صورت اول ثبوت لازم ہے اور اگر مہر مثل دونوں کے دعویٰ کے بیچ میں ہے تو ہر ایک اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کرے
 جسے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا اسکا حکم حکم کر لیا اور اگر دونوں کا ثبوت برابر ہو تو مہر مثل کا حکم کرے اور اگر مہر مثل بیچ میں
 ہو اور ثبوت کچھ کسی کے پاس نہ ہو تو دونوں سے حلف لے۔ اگر دونوں نے حلف کر لیا تب ہی مہر مثل کا حکم کرے اور ایک نے
 حلف کیا اور دوسرا حلف سے انکار کرتا ہے تو حلف کر نیوالے کے دعویٰ کا حکم کرے پس دونوں کو حلف خاص
 اسی صورت میں آتا ہے جب مثل کسی کا مؤید نہ ہو اور جس عورت میں ایک کے ذمہ حلف ہو اگر وہ حلف ہی انکار کرے تو مخالف دعویٰ ثابت ہو جاوے گا
مسئلہ جس عورت کو وصیت کرنے یا خلوت صحیح سے پہلے طلاق دی جاوے اور اسکا آدھا مہر رجحان ہو اور آدھا

تشریح

مہر عقد نکاح کی وقت کا محسوب ہوگا اگر شوہر نے کچھ مہر میں اور زیادتی کر دی ہو اسکا آدھا نہیں لیا جاوے گا۔
 مسئلہ میں پہلے لکھا گیا ہے کہ زیادتی کا استقرار وصیت یا خلوت صحیح ہو تا ہے جب یہ دونوں امر نہیں پائے گئے تو وہ

زیادہ تر کا عدم ہے پس صل مہر جو گاسکا اور گامیکا اگر اختلاف رہی حالتین ہو دے اور ثبوت کسی
دعوئی کا نہ تو مہر ساقط ہوگا اور منہ شوہر پر واجب لگا کہ وجہ کو اسلمی کہ مہر پہلے صحبت کے لئے اور خلوت صحیح سے مستحق
قبول نہیں کہ تا پس اختلاف سے یہاں مہر باطل ساقط ہو گیا اور مستحق لازم آتا اور مستحقین کپڑوں کہتے ہیں اور وہ کپڑے
شوہر کی حیثیت کے مطابق ہوں اگر امیر پوچھتی کپڑے دے اگر غریب تو اس کے مطابق کپڑے دے لیکن اس کی قیمت
کسی عوی کے برابر نہیں بلکہ کم ہو۔

مسئلہ ۶۴۔ اگر عورت شوہر کے ساتھ فرج جاوے تو اس کا چارم یا آدھ مہر ساقط ہوگا اسکا شوہر خود وارث نہ ہوگا
تشریح

جب کسی کو وجہ فرج جاوے دو حال سے خالی نہیں یا تو مرتے وقت اس وجہ کے ولادہ سے یا نہیں ولادہ میاں میں دونوں کو
شامل ہوا اور یہی ضرورت نہیں کہ وہ ولادہ اس شوہر کی ہو بلکہ جائز ہے کہ اس کے پہلے یا خاوند سے ہو پس یہ صورت
موجودگی ولادہ شوہر کو چارم حصہ ملتا ہے اور اگر ولادہ نہ ہو تو آدھ حصہ ملتا ہے پس جیسا کہ مسئلہ ۶۳ اور کچھ چیز ہے
اسی طرح مہر بھی منہر کو سمجھا جاوے گا۔

مسئلہ ۶۵۔ عورت کو یہ بھی اختیار ہے کہ اپنا کل مہر یا کم شوہر کو بخش دے اور فقط قول سے ہی وہ مہر ساقط ہو جائے گا
کوچہ اسکی حاجت نہیں کہ تجدید قبضہ کیجاوے۔

تشریح

یہ کچھ ضروری نہیں کہ شوہر آل مہر زوجہ کو دے دے اور یہ زوجہ اسکو بخش دے بلکہ جو دین شوہر کے دست سے وہ اس کے
حاطہ ہو گیا یہ صورت وہیں ہوگی جب کہ مہر ایسی چیز ہو جو قابل قرض لینے کی ہو اگر مہر زمین وغیرہ ہو تو زمین کو
قبضہ صحیح نہیں ہوگا اور نہ اسکا مہر بوجہ صل ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۶۔ اگر درمیان شوہر اور زوجہ کے اختلاف زبور میں واقع ہو زوجہ کی کچھ بطریق ہدیہ دیا اور شوہر کے منجھار
کے زیادہ قول زوج کا مغیر ہوگا۔

تشریح

اگر اس قسم کا اختلاف لباس میں ہو تو زوجہ کا قول مغیر ہوگا اس میں مہر ہے کہ بطور ہدیہ دیا ہوگا اسلیطہ جو خیرین میں

مسئلہ عورت کو بعد مرنے شوہر کے اختیار کے اپنا ہر بخشہ لے لیکر چاہے اپنی معاوضہ پالی تو معاف کرنا لغو ہے شوہر کے سر سے اول ہی ساقط ہو گیا۔

تشریح

فرض کر دے کہ شوہر اور اس کی زوجہ بقابلہ دین ہر رمضان مذکورہ قبضہ نکاح کر لیا اور فی الواقعہ اس کا شوہر کو ہی لے لیا ہو کہ دین ہر ماہ ایسا چاہو یا کم ہو تو یہ عورت کا قبضہ غیر لے سچ شمار کیا جاوے گا پس ایسی حالت میں معاف کرنا لغو ہے۔ اگر شوہر رمضان مذکورہ قبضہ ہو مگر وہ اس کو دین ہر سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں عورت کا قبضہ بطریق مرتبہ ہی حالت میں لے لیا ہو کہ اگر شوہر بخشدی تو صحیح ہے۔ اس کی تفصیل باب عاریت میں لکھی ہوئی ہے۔

مسئلہ - علاوہ ہر شوہر کے دین ہر روز مرہ کا خرچ دینا زوجہ کو فردری ہے اور یہ خرچ دونوں کے حال کا وسط ہو نا چاہئے اور مکان رہنے کی واسطے ہی علیحدہ چاہئے

تشریح

یعنی اگر شوہر امیر ہے اور زوجہ غریب ہے تو خرچ غریبی زیادہ اور امیری کم ہونا چاہئے اور مکان علیحدہ ہی شوہر کے دین ہر فردری اگر زوجہ یو جاوے ہوئے مکان اور خرچ روز مرہ کے تسلیم نفس انکار کرے تو اس کو اس کا استحقاق ہو نا چاہئے

مسئلہ بسبب ندی خرچ روز مرہ کے حاکم ہر اطلاق نہیں دلا سکتا ہے البتہ عورت کو حکم دے کہ شوہر کو خرچ لیکر اپنا خرچ چلاوے اور اس خرچ کا دین ہر شوہر ہو گا۔ یعنی حاکم کے فعل مختار کر نیسے اس کو دوسرے شخص سے خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ خرچ شوہر کے دین ہر سے واجب ہو گا کہ عورت نے اپنا نفس تسلیم کر دیا اور وہ عورت قابل صحبت ہی ہے۔ عام ہے مرد خواہ قابل صحبت ہو یا نہ ہو۔

تشریح

عورت کا قابل صحبت ہونا اس کے معنی میں کہ صغیرہ نہ ہو اور اگر بوجہ شرعی یا دوسرے قابل صحبت نہ ہو اس کا اعتبار نہیں ہے۔ دوسرے صورت میں نان نفقہ واجب اور مرد خواہ بچہ ہو یا مجنون ہو یا عورت نے نفس تسلیم کر دیا اور نان نفقہ واجب ہو گیا۔

مسئلہ جب عورت بلا نفقہ شوہر اپنا گزارہ کسی طرح پر کر لیا تو ان ایام ماضیہ کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں ہے جب اس کو حاکم سے حکم فرض لینی کا شوہر پر حاصل نہ ہو۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ شوہر کو دین ہر کا خرچ دینا واجب ہے اور عورت کو دین ہر کا خرچ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ اگر شوہر غریب ہو اور نفقہ غریبون کا سوا واجب ہو اور بعد امیر ہو کی نفقہ مثل امیر و گائیدہ کو دے اسی طرح اسکا برعکس ہے۔

مسئلہ اگر عورت شوہر کے بہان بجا رہے ہو یا اپنے گھر سے بیمار ہو کر شوہر کے بہان چلی آوے یا اپنی ہی گھر رہے شوہر کو پاس آنے سے نہ روکے یا عورت قابل طہی ہو لیکن قابل دیگر استمتاع ہو یعنی بوسہ اس کے لائق ہو اور وہ اپنا نفس تسلیم کرے یا عورت بائیکاہ رہتی ہو اور شوہر کو وطی منع نہیں کرتی ہو اور وقت طلب شوہر اس کے گھر جاتے سے انکار نہ کرتے ہو۔ ان سب صورتوں میں شوہر پر نفقہ واجب ہے۔

مسئلہ اور نیز نفقہ زوجہ کا اوس حالت میں ہی شوہر کے ذمہ واجب ہے جگہ زوجہ اپنی نفس کو بوجہ دلایا اپنے اپنے حق کے روک لیا ہو۔

مسئلہ اگر عورت تسلیم نفس تمام دن رات یا بعض دن رات میں نہ کرے یا شوہر بلاغ شرعی و بدنی اور استیفاء حق کے استمتاع عورت کو کا جاوے جتنے دنوں وہ فعل موجود ہوگا اوس زمانیکا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے۔

تشریح

عام ہی خواہ کوئی شخص انہی کے جیسے غصب کی صورت میں یا خود عورت ہی اسکا باعث ہو جیسا کہ عورت بلا رضا شہی ہر گز سے ہالکا کی بلانہ زوجہ منفرج کرے یا کوئی مانہ شرعی جو عورت کی بابت اختیار پیدا ہو جیسے عورت اپنی شوہر کے مو یا مرد کو آؤ پر قدرت دیدی ہو۔ اگر مانہ شرعی خود مرد کی جانب سے پیدا ہو جیسا کہ مرد نے اپنی زوجہ ظہار کر لیا تو اس صورت میں نفقہ ساقط نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ طلاق کی عدت میں زوجہ کا نفقہ بذمہ شوہر واجب ہوتا ہے کیونکہ شوہر کے حق کی واسطے روکی گئی ہے اور تفریق نسخہ نکاح کی عدت میں یا موت کی عدت میں نفقہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ اگر کسی مقدار پر فائدہ بیوی میں مصالحت قائم ہو گئی ہو اگر عورت کا گذارہ اوس میں نہ ہو سکے تو زیادہ مقرر کر اسکتی ہے اور مرد اوس مقدار دینے کی انکار نہیں کر سکتا ہے بجز اس کے کہ مرد کا افلاس اچھی طرح حاکم کو معلوم ہو جائے اور وہ کم کر دے۔

مسئلہ اگر حاکم کے حکم سے عورت کا کچھ نفقہ مقرر ہو گیا ہو لیکن عورت کو یہ حکم نہیں ہوا کہ تو اپنے شوہر کے اوپر

قرض لیکر لیا۔ ایسا نفقہ خواہ کتنی ہی دنوں کا ہو بعد میں شوہر کے یا بعد اس فعل کے جس نفقہ سا قسط ہو جائے شوہر کے ذمہ واجب الادا نہیں رہیگا۔

مسئلہ۔ اگر کسی شخص کے کئی عورتیں ہوں اور ان میں باعتبار امارت و غریب فرق نفقہ میں ہو گا نہ کہ برابر شمار کیا جائیگا۔
مسئلہ۔ نفقہ زوجہ کا جتنے دن واجب الادا ہو اس کا ابراہیم شوہر کو بری الذمہ کر دینا جائز نہیں ہے۔

تشریح

اگر کوئی عورت کسی نظام کر رہی ہو اور وہ یہ شرط کرے کہ میں اپنے شوہر سے نفقہ نہ لوں گی یا اثنا تکاح میں یہ شرط کرے کہ میں آئندہ کو نفقہ نہیں لوں گی اور وہ نفقہ بحکم حاکم مقرر نہیں تھا تو اس اقرار کی وہ عورت آئندہ زمانہ کے لیے پابند نہیں کی جاتی۔
زمانہ آئندہ میں جب چاہے دعویٰ کرے اور اگر اس کا نفقہ بحکم حاکم کچھ ماہواری یا سالانہ مقرر ہو گیا تھا اور اس سے شوہر کو بری الذمہ کرے تو البتہ وہ اقرار صحیح ہے اور پھر پابندی لازم ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کوئی دین داری واجب الادا ہو اس کا ابراہیم نہیں ہے۔

مسئلہ۔ عورت کو اختیار ہے کہ علیحدہ مکان شوہر سے (جس میں کوئی عزیز شوہر کا نہ آسکے) طلب کرے اگر وہ تسلیم نفس میں بھی عذر پیش کرے قابل تیرہائی ہے۔

مسئلہ۔ شوہر کو اختیار ہے کہ عورت کو اس کی عزیز واقارب کے پاس جانے سے روک دے لیکن اس حد تک جس میں قطع رحم کی صورت نہ ہو جائے۔

مسئلہ۔ عورت کو اپنی والدین بیمار کی خدمت جائز ہے اگرچہ شوہر ناراضا مند ہو۔ علیٰ ہذا القیاس ہمکلام ہوتا تمام عزیز واقارب سے جائز ہے خواہ شوہر ناراضا مند ہو۔

تشریح

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو ان امور میں جو خلاف شریعت قرار دی گئی ہیں طاعت شوہر لازم نہیں ہے، اور نہ ان کو خلاف کرنے میں عورت کو تا فرمان اور تا شرہ کہا جاوے گا۔ طلاق کے بیان میں

مسئلہ۔ طلاق اس قید کے اوٹھانیکو کہ تین تین جو سبب کا حکم پیدا ہوئی ہو بشرطیکہ طلاق دینے والا عاقل بالغ ہو چکے اور ماہواری اور میہوش اور سوتے کی طلاق معتبر نہیں اور نہ اجنبیہ عورت اور باند کو طلاق دی سکتی ہیں۔ البتہ

وہ منشیات جکا عند الشرع کہا نامتھ ہوا اگر ان کی نشہ بین طلاق دیجاوے وہ نافذ ہو جاتی ہے۔

تشریح

شرع شریفین یہ عقاب مرد نشیے پر ہے کہ اسکا قول و کفر کر کے حق میں معتبر کیا گیا۔ اور اگر نشہ کسی حلال شے سے ہو جاوے اس لفظ میں اگر طلاق دیو اسکا حکم پیش کشا ہو اس طلاق نہیں واقع ہوتی ہے۔

مسئلہ ۸۵ خاندن ہیوی کا علاقہ ایسا نہیں ہے کہ استمراری ہوا و قابل زوال نہ ہو۔ بلکہ جیب چاہیہ علاقہ منقطع ہو سکتا ہے چنانچہ وہ منقطع کرتے سے قطع نہیں ہوتا ہے اگر کوئی بہائی یا پ۔ مان لفظی کرے کہ یہ میری رشتہ دار نہیں سب اقرار کا لعدم ہیں۔

مسئلہ ۸۶ طلاق دینی کا اختیار شوہر کو ہے عورت کو نہیں۔ البتہ اگر شوہر اپنا اختیار عورت پر دے کر دے تو یہاں تک پردگی عمل میں آدگی اس حد تک عورت کو اختیار ہے کہ نافذ کرے زیادہ کا منصب نہیں ہے۔
مسئلہ ۸۷ الفاظ طلاق کی دو قسم ہیں ایک صریح اور دوسرا کنایہ۔ صریح اسکو کہتے ہیں کہ وہ لفظ خاص ہے جسے بخیر و بھلا ہوا ہو اور کنایہ اسکو کہتے ہیں کہ سو اس معنی کے کچھ اور بھی منے ہوں۔

تشریح

تمام الفاظ کی دو قسم ہیں کچھ لفظ طلاق ہی پر موقوف نہیں۔ اول صریح دوسری کنایہ صریح وہ ہے جسکے معنی بلا نیت سمجھ میں آوین اور اس لفظ سے دوسرے معنی سمجھ میں نہیں آتے ہیں جیسا کہ فطر و پیرا سے اس کے معنی بلا نیت سمجھ میں آتے ہیں۔ اور اب اسکو کوئی راحت القلوب کہہ کر کنایہ ہے کیونکہ صریح معنی راحت القلوب کے رویہ کے نہیں ہیں پس اس لفظ طلاق ہی صریح اور کنایہ ہونگی جو کہ لفظ صریح میں ان میں نیت کی حاجت نہیں ہے یہاں تک اگر صریح لفظ دوسری زبان کہی اور معنی نہ سمجھی یا ہنسی میں کہی اور لہو لعل مقصود ہو تب بھی طلاق ہو جاتی ہے کیونکہ ہر شخص اپنی زبان پر پکڑا جاتا ہے۔ نیت کا صریح لفظ میں اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۸۸ صریح لفظ طلاق کہہ دین جو عربی زبان میں اسی معنی کے ہے مستعمل میں اور علاوہ اس کے جو لفظ ہر زبان میں اس معنی کے لیے خاص ہیں وہ بھی صریح ہیں و میں اعتبار عرف کا ہے ترجمہ کا نہیں ہے بعض لفظ ایسی ہیں کہ مراد

ہوتے ہیں لیکن ایک صریحی ہوتا ہے دوسرا نہیں۔

تشریح

عربی زبان میں طَلَّقْتُ اور تَرَكْتُ قریب المعنی ہیں مگر طَلَّقْتُ لفظ صریح ہے اور تَرَكْتُ نہیں ہے اسبطح فارسی میں بہت لفظ ہیں علی بن القیاس اُردو میں بہت لفظ ہیں۔ پس لحاظ محاورہ اور زبان کے اس زمانہ میں لفظ چھوڑ دینا اور آزاد کرنا اُردو میں الفاظ صریح طلاق ہیں گوانکار ترجمہ عربی میں صریح لفظ طلاق نہیں۔ پس یہ بات محاورہ اور مجہول پر مبنی ہے کہ جو لفظ خاص ایسی معنی کے لئے لوگ بولتے ہیں اور مجہول اس کے بولتے ہیں جسے سمجھہ نہیں آتی تھوٹ وہ صریحی ہیں اور جو لفظ ایسی نہیں وہ لفظ کنایہ ہیں۔ مثلاً شوہر زود چھوڑ گئی کہ مجھے کچھ واسطہ نہیں رہا یہ لفظ صریحی نہیں ہیں تہا راون شخص یہ لفظ بولتے ہیں اور معنی علاوہ طلاق مراد ہوتے ہیں۔

مسئلہ۔ صریحی لفظ سے بلائیت طلاق رجعی واقعی ہو جاتی ہے لیکن تین ترک طلاق شوہر کو اختیار ہے کہ اندر میعاد عدت کے اپنی کسی قول یا فعل سے بہر رجوع کرے تو وہ نہ رجعی رہتی ہے۔ اور کنایہ کہ لفظ طلاق یا تہا راون ہوتی ہے یعنی اندر میعاد عدت کر یا بعد کو نکاح سے بہر حلال ہو سکتی ہے بشرطیکہ تین سے کم طلاق دی ہوں۔

تشریح

عورتی خلوت یا صحبت کرنا یا شہوت بوسہ لینا یا زبان سے کہنا کہ میں نے طلاق رجوع کیا یہ سب حجت شمار کی جاوے گی۔
مسئلہ۔ طلاق بعد تک ہو سکتی ہے کہ زوجہ کو نکاح میں ہو۔ اگر نکاح سے بہر ہو گئی یا نکاح ہی منع نہیں ہو تا تب طلاق کی کچھ غرہ مرتب نہیں وہ قول لغوی اسبطح امینی عورت کو طلاق دینی ہی قول لغوی ہے الا اس صورت میں کہ طلاق کو محقق نکاح پر کیا ہو تو وہ تعلیق صحیح ہے۔

تشریح

اگر کسی اپنی عورت کو ایک طلاق دیدی ہے چاہے کسی عدت گذر جاوے دو طلاق آؤر دیدی تو وہ دونوں طلاق لغوی ہیں لیکن وہ عورت مطلقہ نہ شمار نہیں کیجاوے گی کہ بلا دوسرے شوہر کی حلال نہیں اسبطح کسی شخص نے اپنی سالی کو جو نکاح اپنی زوجہ نکاح کر لیا اور بہر اسکو تین طلاق دیدیں تو وہ قول لغوی کیونکہ اسکا نکاح ہی نہیں ہوا تھا اب اگر اوکے زوجہ مر جاوے تو وہ اپنی سالی سے بلا نکاح دوسرے خاوند کے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ وہ اسکی سالی مطلقہ نہ شمار نہیں کیجاوے گی۔

علی بالیقاس کوئی شخص اپنی باندی کو طلاق دے وہ بھی لغو ہے کیونکہ اسکی صلت نکاح کی نہیں ہوتی ہے۔ ایسی ہی کوئی شخص ایک عورت غیر منکوحہ کو یوں کہہ کر تنہا کو طلاق دے اور پھر اوس نکاح کرے تو نکاح میں کچھ خرابی نہیں آتا۔ اگر یوں کہی کہ جو میں تجھے نکاح کروں تو تنہا کو طلاق ہے یہ تعلیق صحیح ہو جاوے گا نکاح کرتے ہی طلاق عالم ہوگی اور مستحق نصف تہ کی ہوگی اور شوہر سے جدی ہو جاوے گی اور شوہر کو نصف مہر دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۹۱۔ طلاق کے واسطے عورت کا حاضر ہونا شرط نہیں اگر شوہر غائبانہ طلاق دے تب بھی طلاق ہو سکتی ہے اور میعاد طلاق کے دن شمار کیا جائے گی۔ عورت کو علم کی تاریخ سے نہیں یہاں تک کہ اگر عورت کو بعد گزرنے میعاد عدت کے خبر ہو تو ہر کچھ اور عدت دسہر نہیں آتی ہے۔

مسئلہ ۹۲۔ طلاق جس طرح زبان شوہر دے سکتا ہے اس طرح بدلتیہ تحریر بھی دے سکتا ہے اور اسکی میعاد بھی تحریر کے دن سے شمار کیا جائے گی۔

مسئلہ ۹۳۔ اگر کوئی پڑھنے پڑھانے یا مشق کے لکھا نہیں زبان یا تحریر میں لفظ طلاق لاوے اوس طلاق عالمہ نہیں ہوتی ہے۔

تشریح

کوئی شخص دوسرے کو پڑھاتا ہے اور اوسکی موندہ سے دیکھ کر طاعت اتراتی۔ یعنی اپنی عورت کو طلاق دے گی۔ یا عبارت کا خدیوہ لکھ کر بطریق مشق لکھدی اور لکھنے والے یا پڑھانے والے کو اس طلاق نہیں ہوتی ہے۔ وہ تعلیم پر محمول ہے ہاں البتہ اگر بد وقت پڑ جائے کہ کسی اپنی عورت حاضر کی طرف اشارہ کر کے کہی جائے معنی نہ سمجھتا ہو طلاق ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۹۴۔ جو شوہر اپنی زوجہ کو تین طلاق دیدی خواہ متفرق یا ایک دفعہ یا بانٹہ یا رجبی پھر وہ عورت اوپر حلال نہیں تا وقتیکہ وہ عورت دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے اور پھر وہ شوہر اوسکی صحبت نہ کرے اور اوسکو طلاق نہ دے اور عدت اوسکی نہ گزر جاوے۔ یا شوہر ثانی مر جائے خواہ صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

تشریح

تین طلاق کے حرف بھی معنی نہیں کہ زبان پر تین دفعہ لفظ طلاق کا آ جاوے بلکہ ہر دفعہ اسکا کہتا بطریق انٹ ہو بطریق خیر ہو یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو ایک طلاق دے اور پھر اوسکی صحبت نہ کرے یا خبر بیان کی وہ بیاہش طلاق کی چیز اور نقل میں ایک ہی طلاق شمار کیا جائے گی تا وقتیکہ دوسرے لفظ بطریق معاہدہ اور انٹ نہ ہو کہی مستعبر نہیں ہے۔

اگر تین طلاق ایک مرتبہ دی ہوں تو وہ تین بلاشبہ معتقد ہو جاوے گی اگر متفرق تین طلاق دی گئی تو جس وقت صحبت کرنی پڑے بیشک مطلقہ نہ ہو جاوے گی اگر جس عورت سے صحبت کی ہو وہ مطلقہ نہ ہوگی کیونکہ جب تک طلاق ہوگئی وہ بالکل شوہر سے جدا ہوگئی دو طلاق حبس وقت و سکودین وہ محل طلاق نہیں لےتا اور سکودین کہہ جاوے گا کہ کہ مطلقہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۹۵ طلاق رجعی میں عورت اسکی سب طرح منکوحہ ہے کچھ پردہ وغیرہ شوہر سے ضروری نہیں مگر بہتر ہے کہ بروقت داخل ہو نیکی اوسکو آگاہ کر دیا کرے۔

تشریح

رجعی کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص کسی جانور کا کنوٹی سے رسا دھیرا کر دے اور ظاہر میں وہ بندھا ہوا ہی معلوم ہووے لیکن جانور اگر چاہے جاسکتا ہے پھر اگر اوسکو کٹن اور مضبوط بندہ گیا یہ معنی رجعت کے ہیں اور اگر عدت گذر گئی تو وہ عورت حلی ہو جاوے گی اسکے معنی میں کہ جانور کھل کر چلا گیا۔ بخلاف طلاق بائنہ کے کہ اوسکی یعنی میں کہ جانور کو کھوٹے سے کہو لے دیا ہو اور بالکل جدا ہو گیا ہو بدون باندہی پھر نہیں رہ سکتا ہے لہذا کسے کام نہیں چلتا یہی معنی ہیں کہ طلاق بائنہ میں بدون نکاح عورت حلال نہیں ہے۔ رجعت یہاں معتبر نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۶ جتنے لفظ کنایہ میں سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے بجز تین لفظ کے کہ وہ یہ ہیں۔ اعتدی۔ استبری رحمک۔ وانت واحدة۔ یعنی عدت میں بیٹھ یا اپنی رحم کو پاک کر یا تو اکیلے۔ اور باقی کنایات سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے۔

تشریح

کنایہ اوسکو کہتی ہیں کہ علاوہ معنی طلاق کے اس لفظ کی کچھ اور بھی معنی ہوں۔ کنایہ سے جتنک نیت نکاح و بحال لالت نہ کرے طلاق نہیں ہو سکتی ہے ولالت حال اوسکو کہتی ہیں کہ طلاق کا تذکرہ اس کلام سے پہلے ہو۔ یا شوہر نراض غقب تک عورت سے ہو رہا ہو۔ اب کہنا چاہئے کہ کنایہ کہ لفظ کے جو علاوہ طلاق کے اور معنی ہیں وہ معنی ایسا معنی طلاق کا مرد نہیں یا محض کافی ہیں یا اور کچھ مثلاً اگر زوج شوہر کے کچھ طلاق دیدی اور شوہر خفا ہو کر کہے کہ ہری ہو جایا علی با اس قسم کے الفاظ ان کے ایک ہی معنی میں کہ میں نے طلاق دیدی دوسرے معنی میں کہ جہر نکلا ہے کہ ایسا سوال مت کر اور اگر اس عورت

بائینہ درجہ کا ہو

کے جواب میں ایسے الفاظ کہو کہ تو بری ہے یا خالی ہے اسکی یہ پہلی معنی میں کہ طلاق تجکو دی یا یہ معنی کہ تو بھلائی اور حسن غیرہ سے بری خالی ہے۔ یہ محض الفاظ گائی کی شمار کئے جائیں گے۔ اور اگر عورت کو جواب میں یہ کہا کہ اگر عہد ہی اسکی ایک یہی معنی میں کہ تو حدت میں بیٹھ دوں گا کہ یہ معنی میں کہ شمار کر کے معلوم نہیں کہ کس چیز کو شمار کرنا مراد ہے۔ اب شمار کرنا یہ کوئی پہلے کلام کا نہ رہے اور نہ کوئی گائی ہو۔ خلاصہ یہ کہ اگرچہ مطلق لفظ کنایہ میں نیت ضروری لیکن نیت حال خالی نہیں یا تو حالت رضامندی میں یہ الفاظ کہہ کیا حالت غفلت میں یا حالت تذکرہ طلاق میں پہلی حالت میں تینوں قسم کے الفاظ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ حالت غضب میں پہلی دو قسم کے الفاظ خارج نیت میں دوسری قسم کے الفاظ میں بلا نیت طلاق ہو جاتی ہے۔ اور حالت تذکرہ طلاق میں پہلی قسم کے الفاظ نیت کے محتاج ہیں پہلی دو قسم کے الفاظ سے بلا نیت طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۹۷۔ طلاق نہ قابل ٹکڑے کرنے کے ہے اور نہ کسی مکان سے خصوصیت کہتی ہے اور نہ تین سے زیادہ آزاد عورت کے لئے ہے اور نہ دو سے زیادہ باندی کے لئے ہے۔

تشریح

اگر کسی نے ہزار و ان حصہ طلاق کا دیا وہ پوری طلاق شمار کی جائیگی۔ اگر کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو طلاق ہے قتلائی گھر میں تو اسی وقت طلاق ہو جائیگی۔ اگر کسی نے عسی رت کو دو ٹوٹو طلاق دیدین پس تین واقع ہوں گی باقی کلام نحو شمار کی جائیگی۔

مسئلہ ۹۸۔ اگر کوئی لفظ نہ مراحتہ لفظ طلاق ہو نہ کنایتہ اور اس کوئی شخص طلاق کرے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے جیسے یوں کہ میں تجھے ناراض ہوں۔ اس لفظ کے معنی طلاق کے نہیں ہیں اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہر لفظ سے وہی معنی کرنا قابل اعتبار ہوتے ہیں کہ وہ معنی مراحتہ یا کنایتہ سمجھے جاویں۔

مسئلہ ۹۹۔ گوئی کی طلاق اگر وہ کہنا نہیں جانتا ہے اشارہ ہو سکتی ہے ورنہ بذریعہ تحریر۔ اسبطح جو شخص بول سکتا ہو یا لکھ سکتا ہو لیکن اس سے زبان ہی ہلائی اور کوئی حرف پیدا نہیں ہوا یا قلم کو لفظ طلاق لکھنے کی گردش سے کسی سے لفظ ظاہر نہیں ہوئے یا تو وہ جو کہتا ہے قابل کتاب ہی نہیں۔ یا فی ہوا۔ یا قلم میں وہ چیز نہیں جس سے کہے۔

ان صورتوں میں طلاق نہیں ہوتی ہے۔ **تفویض طلاق کا بیان** ✓

مسئلہ۔ جب طلاق مرد کی صفت ہو اسکو اختیار کہ یہ صفت دوسرے کو بھی منتقل کر سکے کیونکہ مالک شے اسکو

بطلان ارکان اولیٰ ہو

کہتے ہیں کہ اسکو اختیار انتقال کا بھی ہو۔ اوس انتقال کی تین صورتیں ہیں۔

مسئلہ اول یہ کہ جس طرح صفت طلاق شوہر کو حاصل ہے بعینہ اس کا دوسرے کو مالک کر دینا کہ وہ پہلے تھا
اویسی عورت پر طلاق نافذ کر کے اسکو شریع میں تفویض کہتی ہیں۔ دوسرے یہ کہ شوہر دوسرے کو اختیار دے کہ اس صفت کو
ظاہر میں تو صادر کر مگر فی الواقع ہمہ فعل میرا ہوگا اور تو میرا نائب شمار کیا جاوے اسکو تو کیل کہتی ہیں۔ تیسرے یہ کہ شوہر ایک
شخص کو اپنا الفاظ و کلمات سے سفارت عورت کی پاس بھیج کر تو یہ لفظ اسکو رسالت کہتے ہیں یعنی ایسی ہوتا۔

تشریح

تفویض اور توکیل اور ترسیل کا فرق معلوم ہو گیا کہ تفویض میں در صورت اور حقیقت شخص غیر ہی طلاق دینے والا ہوتا ہے
موافق اوس منصب کے جو شوہر کو کچھ حاصل ہوا اور توکیل میں مطلق تو ہی صورت ہوتا ہے لیکن حقیقت طلاق دینے والا شوہر
ہوتا ہے اور ترسیل میں حقیقت اور صورت طلاق دینے والا شوہر ہی ہوتا ہے۔ شخص غیر شخص ناقص ہوتا ہے پر شرط
یہ ہے کہ شوہر جس وقت اور جس مقدار میں جس کیفیت تک اجازت دی اوس کی ہر موثقت غیر مجاز و نہ کرے۔ پہر جب
تفویض میں تبدیل ہوتی ہے اس میں جو نہیں ہو سکتا ہے اور شخص غیر ملک قابل معزوفی نہیں اور شوہر کے بل طلاق
نہی کر باطل نہیں ہوتی اور مقید ایک مجلس کے ساتھ ہوتی ہے اور شخص غیر کے مجنون ہونے سے باطل نہیں ہوتی بخلاف
توکیل کے کہ اس میں یہ کوئی صورتیں نہیں جلتیں۔ اسکا مطلب نہیں کہ وہ شخص غیر بحالت جنون طلاق دے سکتا ہے
بلکہ وہ تفویض باقی رہتی ہے جب اسکو ہوش آوے گا طلاق دے سکتا ہے۔

مسئلہ ثانی تفویض طلاق میں طرہ ہو سکتی ہے۔ تیسری امر بالید۔ مشیت۔ تیسری میں ایک تو نیت طلاق دوسرے
فیہ مجلس تیسرے شوہر یا زوجہ کے کلام میں لفظ نفس کا ضرور ہے مثلاً شوہر کہے اختیار کر تو اپنے نفس کو زوجہ کہے
اختیار کیا میں نے یا شوہر کہے اختیار کر تو زوجہ کہے اختیار کیا میں نے اپنی نفس کو یا شوہر کہے اختیار کر تو اپنی نفس کو زوجہ کہے
اختیار کیا میں نے نفس اپنی کو۔ غرض ہر کہ نفس کا لفظ یا تو ایک کے کلام میں ہو یا دونوں کے کلام میں۔ اگر کہے کلام
میں نہیں ہوگا طلاق نہیں ہوگی جیسے شوہر کہی اختیار کر تو زوجہ کہی اختیار کیا میں نے۔ اور یہ بھی ضرور نہیں کہ نفس کسی
لفظ ہو بلکہ جو لفظ اس کے معنی ہو یا یا خبر ہو جس کے کل کو بیان کر سکیں جیسے گردن اور روم وغیرہ ایسی خبریں ایک
زبان میں مختلف ہیں دریافت سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

باب تفویض اور ترسیل

تشریح

اس مسئلہ میں ایک مجلس میں رہ کر فی الفور منسل شفہ ضرورتیں اگر مجلس ہو اختیار باطل نہیں ہوتا اگر مجلس مختلف جگہ پر
اختیار باطل ہو جاوے گا اور مجلس کا مختلف ہونا جیسا کہ وہاں دوسری جگہ پر جانے سے ہو جاتا ہے اسی طرح دوسرے
کام کو شروع کرنا اس سے ہی ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ جس عرصہ میں یا یا جاوے۔ اگر کھڑی تھی بیٹھ گئی یا اپنے من یا پ
کو مشورہ کے لئے بلایا تو اس قسم افعال میں کوئی دلیل عرصہ نہیں ہے اور اگر بیٹھتی یہ منکر کھڑی ہو گئی یہ دلیل عرصہ
کی ہے۔ اور اختیار کو تو اپنی نفس کو اس میں تین طلاق کی نیت شوہر نہیں کر سکتا ہے البتہ اگر شوہر تین دفعہ یہ لفظ کہو چاہے
زور دیکر اختیار کرے تب بھی تین طلاق عام ہو جاتی ہیں اور اس طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ رجعی نہیں ہوگی
مسئلہ ۱۰۳۔ اگر جس سے تین طلاق تین دفعہ میں آئی تھی اور کئی گز رنے کے بعد عورت کو معلوم ہوا اب عورت کو اختیار
نہیں ملتا غروب آفتاب تک تفویض مقید تھی بعد غروب آفتاب عورت کو حیر ہوئی ہو۔

مسئلہ ۱۰۴۔ اگر کینچنی زور دے کو اس طرح اختیار دیا کہ جب میں تھک کر خرم نہ ہوں تھک کر اپنے نفس کا اختیار حسب
چاہے طلاق دی لینا۔ یا کینچنی بروقت نکاح یا بروقت تحریر کا بین نامہ پر شرط کرے ہو تو عورت کو بعد نذر خرم کے
اختیار ہوگا کہ طلاق دے اور وہ طلاق بلا رضا شوہر واقع ہو جاوے گی۔ علیٰ القیاس کئی عورت پر شرط کرے کہ اگر میرا پر تو کسی اور
عورت سے نکاح کرے تو اس کی طلاق دیتے کا مجھ کو اختیار حاصل ہوگا۔ یہ بھی شرط صحیح ہوگی۔

تشریح

اس مانع میں یہ شرط بہت مفید اور عورت کو بین کہ جو کسی بد معاش کے لئے پڑ گئی ہیں اور اب زمانہ ایسا ہی ہوتا جاتا ہے
کہ کثرت زنا کی بہت ہونے لگی اور اپنی عورتوں کو بہت تنگ کرنے لگے اگر بروقت نکاح اس شرط کو کام میں لائیں بہت مفید
مسئلہ ۱۰۵۔ لفظ امر بایں اور مشیت حکم مثل تخیل کے ہیں لیکن اتنا فرق ہے کہ امر بالیکہ طلاق بائنہ واقع ہوتی ہے
اور مشیت میں طلاق عورت کے ارادے پر موقوف ہے اور نفس کے لفظ کا ذکر کسی کلام میں یہاں بھی ضرور ہے اور نیز اگر
مجلس میں قبول کر لینا والا اور صورت میں کہ شوہر نے تمام وقوت کی اجازت دیدی ہو جیسا کہ یوں کہے کہ جب چاہے تو
اپنے نفس کو طلاق دے اور اس صورت میں مقید یہ مجلس نہوگی۔

مسئلہ ۱۰۶۔ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو بیٹھ یا بہن کہو تو اس طلاق نہیں ہوتی ہے۔ البتہ اگر مثل بیٹھ یا بہن کے

کہے اور نیت طلاق کی ہو تو طلاق واقع ہو جاوے گی ورنہ نہیں۔

نیت طلاق کا علم ہو کر

مسئلہ ۱۰۷ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو اور طلاق کہنے بچارے اگر وہ عورت پہلے طلاق دی ہوئی اس وقت تک عاودہ کی ہو تو بالیقین لفظ طلاق ہو جاوے گا اور اگر پہلے ہی وہ طلاق دی ہوئی تو وسمین اگر شوہر ارادہ طلاق کرے تو طلاق ہوگی اگر ارادہ کالی کا ہو کہ یہ عورت اس صفت کی ہو تو یہی مراد ہوگی یعنی طلاق نہیں شمار کی جائیگی

تشریح

اس کا ذکر مسئلہ ۱۰۶ میں پہلے بالتفصیل ہو چکا ہے وہاں یہ قید ملحوظ رکھنی چاہئے بخلاف اس کے کہ اگر بلا ارادہ بچارے کے پورا لفظ طلاق اس طرح سے کہے کہ تجھ کو میں نے طلاق دی یہ جتنی دفعہ کہ مستقل شمار کیا جاوے گا۔

تعلیق طلاق کے بیان میں

مسئلہ ۱۰۸ شوہر کو اختیار ہے کہ طلاق کو کسی شے پر معلق ہی کر دے کہ اگر قلاً امر سطرہ ہو تو تجھ کو طلاق ہے

مسئلہ ۱۰۹ حیض وقت وہ معلق کرتا ہو اور وقت عورت اس کی زوجہ ہو اجنبیہ ہو االا و صورت میں طلاق کو نکاح پر

یہی معلق کیا تو اجنبیہ کی یہی تعلیق صحیح ہے

تشریح

زید اگر زندہ کو یوں کہی کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے تعلیق جب صحیح ہوگی کہ حیض وقت پہلے لفظ کہے زندہ زید کی منکوحہ ہو ان الذیہ اگر زندہ زید سے محض اجنبیہ تھی اور زید نے کہا اگر میں تجھے نکاح کر دوں تو تجھے طلاق ہے یہ تعلیق صحیح ہوگی نکاح ہوتے ہی طلاق ہو جاوے گی کیا معنی آ رہا ہے ہفتہ زندہ اڑاوے گی اگر اس طرح زندہ کو پندہ پسلی دی کہ میں تو زندہ کو ایک مجلس میں بالتقرین سب نکاح جائز ہے اور سب لفظ مہر کی مستحق ہوگی اور کسی کی زوجہ آخیر میں نہیں ہوگی کیونکہ ان سب کی طلاق قبل غول ہوگی اور طلاق قبل غول میں عدت لازم نہیں ہے کہ کچھ منتظر کرے اسی وقت دوسرے نکاح کر سکتی ہے۔ اور یہ طلاق صحیح نہیں ہوتی ہے کہ شوہر ہر پر رحبت ہی کرے۔

مسئلہ ۱۱۰ اور جس نے طلاق معلق ہو وہ امر معدوم ہو لیکن ہو سکتا ہو اگر مروجہ ہو گا تب ہی تعلیق ہوئے

فی الحال طلاق ہو جاوے گی۔ علی ہذا العین اس وہ امر ہو نہیں سکتا تب ہی وہ کلام لغو ہے۔

تشریح

رہید اگر اسی عورت کی طلاق کو عمر کے آسے پر حلق کرے تو عمر کا انہو سے کلمہ نہیں لیکن اس وقت حاصل نہیں اگر اس وقت حاصل ہو تو فی الحال طلاق واقع ہوگی تعلیق ہوئی تو یوں کہتا کہ اگر اوستا سوئی کے سورج میں کہیں جائے تو تجھ کو طلاق ہے۔ کلام لغوی ہے جیسا کہ پیش ہے نہ تو من تیل ہو گا نہ راہ مانا چکی۔

مسئلہ تعلیق کا لفظ طلاق کے ساتھ بلا ہو اگر بیچ میں سکتہ کر کے لفظ تعلیق کہو تو معتبر نہیں ہوگی مگر اس حالت میں کہ جب کسی شخص کی زبان میں لگت ہو دیر میں لفظ مہنہ سے نکلے ہوں۔

تشریح

یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر ایک شخص کے دو کلام ہوں تو ان میں یا تو خلاف ہو گا یا نہیں اگر خلاف نہیں تو دونوں کلام معتبر ہوں گے خواہ ملا کر کہے ہوں یا جگہ سے جگہ سے۔ اگر دونوں کلام خلاف ہیں تو دیکھنا چاہی کہ آیا دوسرا کلام پہلے کلام کو باطل بنا دے یا نہیں باقی چھوڑتا ہے۔ اگر بنا دے تو دوسرا کلام کا مطلقاً اعتبار نہیں خواہ ملا کر کہے یا جگہ سے جگہ سے اگر پہلے کلام سے کچھ باقی چھوڑتا ہے تو اس کو استثنا کہتے ہیں اگر ملا کر کہا تو معتبر کیا جاوے گا ورنہ نہیں مثلاً زید کی عمر میرے ذمہ پچاس روپیے آئے ہیں پھر کہنا کہ عمر کا کچھ نہیں آتا۔ یہ رجوع اقرار ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر کہنا کہ عمر کے پچاس روپیے میں گروٹل۔ تو اس کا اعتبار کیا جاتا۔ چالیس واجب الادا شمار کیے جاتے۔ اگر دیر میں گروٹل کہتا تو اس کا بھی اعتبار نہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے طلاق ہی پر نہیں سب جگہ جاری ہے طلاق میں تعلیق ہی بمنزلہ استثنا ہے کہ اس سے بھی متصل ہوتا کلام میں جو جیسا اسی قاعدہ کے شرط ہے۔

مسئلہ اگر طلاق کے لفظ کے ساتھ فقط حرف شرط ذکر نہیں کیا وہ کلام لغوی نہ فی الحال طلاق ہی اور نہ مطلق مثلاً کوئی کہے۔ تجھ کو طلاق ہے اگر۔

مسئلہ جب تعلیق مجبم شرعی ہو جو جائز باطل نہیں ہوتی پر جب تک عورت ایسی حرام نہ ہو کہ نکاح سے بھی حلال نہ ہو۔ اور فقط نکاح کے نکلنے سے تعلیق باطل نہیں ہوتی ہے۔

تشریح

اس کا یہ مطلب ہے کہ آزاد عورت کو تین طلاق اور باندی کو دو طلاق شوہر... سے اس حرام کو دیتی ہیں کہ بلا واسطہ دوسرا شوہر کے حکام سے ہی حلال نہیں ہوتی اور اس کو مطلقہ مطلقہ کہتے ہیں پس خلاصہ یہ ہوا کہ واقعیہ مطلقہ نہ تو تعلیق باطل

نہیں ہوتی ہے مثلاً زید نے اپنی عورت ہندہ سے کہا کہ اگر تو کہ میں اعل ہوگی تو تجھ کو طلاق ہے۔ پہر کہ میں حاصل ہوئے
 سے پہلے زید ایک طلاق بلا تعلیق دیا اور وہ عورت جدی ہو جاوے تو اس جدی ہونے سے اگرچہ وہ زوجہ نہیں رہی
 وہ تعلیق باطل نہیں ہوئی کیا معنی اگر پہر زید اس حکام کرے اور وہ کہ میں داخل ہو تو وہ تعلیق اور طلاق تم ہوگی
 اگر زید کہ میں داخل ہونے سے پہلے اس کو تین طلاق دیا تو وہ تعلیق باطل ہوتی یعنی اگر وہ سر شوہر سے علا کہ کر کہ پہر زید
 سے نکاح کرتی اور پہر کہ میں داخل ہوتی تو پہر جس تعلیق کے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر زید اپنی عورت کو کہہ دے
 جتنی دفعہ تو کہ میں داخل ہوگی تجھ کو طلاق ہے۔ اگر اس عورت پر تین طلاق واقع ہو چکیں پہر شوہر ثانی سے علا کہ کر کہ زید کے
 نکاح میں آئی اب طلاق نہیں واقع ہوگی کیونکہ وہ تعلیق باطل ہو چکی۔

بیشک زید کا طلاق

مسئلہ ۱۴ اگر مرد و عورت کے کلام کا جواب میں بشکل تعلیق الفاظ بیان کیے وہ تعلیق نہیں ہوگی فی الحال طلاق
 ہو جاوے گی مگر شرط یہ کہ عورت مرد کا کلام طعن و طنز آمیز ہو مثلاً عورت کہے گا اور بی غیرت مرد کہے گا اگر میں بی غیرت ہوں
 تو تجھ کو طلاق۔ فی الحال طلاق ہو جاوے گی۔ اگر کلام طعن آمیز نہ ہو تو وہ تعلیق ہی شمار کیا جائیگی مثلاً عورت کہے کہ اگر تو میری
 عورت نکاح نہ کرنا۔ مرد کہے کہ اگر میں دوسری عورت سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے۔ اس میں تعلیق نہیں ہے۔
مسئلہ ۱۵ اگر طلاق کو الیہ دو امر پر متعلق کیا کہ اگر وہ واقعہ خالی نہیں ہے یا یقین طلاق ہو جاوے گی۔ اگر واقعہ
 ان دو امر سے خالی ہو سکتا ہے تو طلاق نہیں ہوگی جیسے کہ اگر زید کل آدمی یا نہ آدمی تجھ کو طلاق کہے تو طلاق واقع
 ہو جاوے گی اور اگر یوں کہے۔ اگر تو تجھ کو دوست رکھ یا دشمن تو تجھ کو طلاق کہے۔ اس میں طلاق نہیں جائز ہے کہ نہ دوستی
 نہ دشمنی ہو اور نہ دشمنی بلکہ بیچ بیچ میں ہو۔

مسئلہ ۱۶ اگر اول صورت تعلیق منع ہو گئی پہر بعد قہر شرط محال ہو جاوے تب ہی آئندہ کو تعلیق لغو ہو
 ہو جاوے گی مثلاً کہنے کہ اگر تو زید سے نکاح کرے تو تجھ کو طلاق ہے پہر زید مر گیا تعلیق لغو ہو گئی۔

طلاق المریض کا بیان

مسئلہ ۱۷ اگر مریض مرض الموت میں اپنی عورت کو طلاق یا من و ینہ چاہے طلاق ہو سکتی ہے مگر اگر اس کا اثر عدت کے
 گزرنے تک پہنچ نہیں یعنی اگر مریض بائن عدت کے مر جاوے گا تو وہ عورت وارث ہوگی اور طلاق رجعی میں تو عدت ناقض عدت
 تک زوجہ ہی کے حکم میں رہتی ہے اس میں مریض اور صلح کا ایک حکم ہے۔

طلاق المریض کا بیان

تشریح

مرض الموت کی تفصیل باب صیت میں لکھی جاوے گی مگر اتنا یہاں جانا چاہئے کہ اوسکو حالت یاس کی ہو گئی ہو۔ تمام وارثوں میں کوئی ایسا نہیں جس کا رشتہ قطع ہو جاوے پھر زوجہ کا اسکا رشتہ قطع کرنے سے قطع ہو سکتا ہے۔ لیکن مرض الموت میں حق وارث مریض کے مال کے متعلق ہو جاتا ہے اسبواسطے برعایت وارث و وصیت ہتائی میں نافذ نہ ہوتی ہے۔ پس ایسی حالت میں اس کی وارثت کا انقطاع پورا پورا مؤثر نہیں البتہ جو تفریق عورت کی طرف سے عمل میں آوے یا وہ شوہر کو اپنی خوشی سے آمادہ طلاق پر کرے تو بلا شک و کا حق منقطع ہو جاتا ہے مگر مرض الموت میں یہ بھی ضرور ہو کہ مریض کو اپنی زندگی کا احتمال ضعیف ہو اگر بالکل احتمال زندگی نہ رہے جیسا کہ قصاص میں قتل کا حکم ہو گیا کسی جانور نے بکولیا یا لڑائی میں مقابلہ کو لکھ تو می دشمن کے سامنے کھڑا ہوا ایسے وقت کی طلاق بھی بالکل مؤثر نہیں ہے گوکہ اوسکو کچھ مرض نہیں ہے۔

۱۱۸ مسئلہ۔ پس جو تفریق عورت کیچاہے ہو جیسا دعویٰ خیار بلوغ اور خیار عتیق یا دعویٰ منسوخی نکاح بسبب ہونے عینین یعنی نامزد شوہر کے یا بڑا بیوی طرفین ہو جیسے خلع اور مبارات اور طلاق بوجہ نال ان سب صورتوں میں عورت وارث نہیں ہوگی علیٰ ہذا القیاس اگر مریض طلاق کو عورت کے کسی ایسے فعل پر معلوم کیا جو اس عورت کو ضروری نہ تھا جیسے یوں کہے کہ اگر تو زید کے یہاں جاوے تو تجھ کو طلاق ہے۔ اگر عورت وہ فعل کیا تو سچھا بجا دیگا کہ از خود اسنے طلاق کی اس میں اس کو کچھ خصوصیت نہیں کہ مرض الموت میں اس معاملہ کا انعقاد ہوا یا کہ صحت میں۔

۱۱۹ مسئلہ۔ اگر مریض نے اپنے فعل پر طلاق کو حلق کیا یا عورت کے ایسی فعل پر جو کہ عورت کو ضرور خواہ یا بغیر خواہ جیسے نماز روزہ وغیرہ یا باعتبار حاجت بدنی جیسے کھانا پینا وغیرہ یا متعلق کیا اپنی شخص کے فعل پر خواہ وہ فعل اوسکو ضروری ہو یا نہ ہو یا محض کیا کسی وقت پر ان سب صورتوں میں عورت وارث ہوگی۔ اگر شرط کا وقوع مرض میں نہ ہو عام جس وقت تعلیق کی اوس وقت مرض ہو یا نہ ہو۔

تشریح

ان سب صورتوں میں عورت کی جانب سے تفریق نہیں ہے مرد ہی جہاں کرنا چاہتا ہے۔ اگرچہ ایک صورت ان میں ایسی بھی ہے کہ عورت کے فعل پر ہی طلاق متعلق ہے مگر چونکہ وہ فعل عورت کو کرنا ضروری اس واسطے کہ مندرجہ بالا کی اور یہ نہیں کہا دیکھا کہ اوسنے از خود طلاق لی۔

مسئلہ ۱۲۰۔ اگر تعلیق اور شرط دونوں صحت میں ہوں عام ہر کسی شئی پر معلق کیا ہو یا کسی فعل غیر ضروری صورت پر معلق کیا ہو عورت وارث نہیں ہوگی۔

تشریح

زید نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں غلام کلام کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور زید نے جو وقت وہ کام کیا اور جو وقت یہ مدت کہی تھی دونوں وقت متدرست تھا وہ عورت وارث نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۲۱۔ اگر تعلیق صحت میں ہو اور شرط مرض میں۔ اگر شوہر کے کسی فعل پر معلق کیا گیا ہو تو وارث ہوگی عام ہر خواہ وہ فعل ضروری ہو یا نہ ہو۔

تشریح

زید نے بجالست تدرستی اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں غلام کلام کروں تو تجھ کو طلاق ہے اور حالت مرض میں یا دوسری غلام کلام کیا چونکہ یہ کلام کرنا کچھ ضروری نہ تھا لہذا اس کو ایسا سمجھا کہ عدا آپ ہی طلاق دی ہے اور زوجہ سے منقطع ہونا چاہا لہذا وارث ہوئی اور اگر اپنے فعل ضروری پر معلق کرنا تب ہی معذور تھا اس وقت میں ہی وارث ہوتی۔

نتیجہ

یہ کل تین صورتیں ہیں کیونکہ طلاق یا کسی وقت کے آنے یا کسی فعل شوہر یا زوجہ یا شخص انہی پر معلق کیا دے اور ہر ایک کی چار صورت ہیں یا تو تعلیق اور شرط دونوں مرض میں ہوں یا صحت میں یا تعلیق مرض میں اور شرط صحت میں یا بالعکس۔ پس چار کو چار میں ضرب دینے سے سولہ احتمال ہو گئی۔ انہیں سی جتنی صورتیں شوہر کو چاہئے جو اپنی سمجھ میں آویں اور وارث ہوگی ورنہ نہیں ایسا واسطے شوہر کا نام فارغ ہو جائے والا اور زوجہ کا زوجہ الفار ہے

رجعت کا بیان

مسئلہ ۱۲۲۔ شوہر کو بلا رضامندی زوجہ اختیار کیا مابین عدت طلاق رجوع کرے خواہ وہ رجوع فعل ہو یا قول سے

تشریح

شیخ شریفین چونکہ طلاق سب طلاق خیرین و بری ہر ہذا طلاق دیکر دیکھو اور پرنسپل اور اقران کے پابند نہیں کیا گیا اس کے لئے یہ عدا مقرر کر دی گئی کہ اگر چاہے اوس میعاد میں اپنے قول سے رجوع ہی کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۔ رجوع کے لئے ضروری ہے کہ آزاد عورت کے لئے تین سے کم اور باندی کے لئے دو کم طلاق مریضی ہی ہوں

در نہ رجوع نہیں ہو سکتا ہے۔

تشریح

اگر کسی اپنی عورت کو طلاق بائن می و سین رجعت نہیں عام ہے خواہ ایک یا تن ہی ہو یا زیادہ۔ اگر طلاق طر محرم دی اور تین طلاق اگر عورت کو اور و طلاق باندی کو دی تب بھی رجعت نہیں ہو سکتی ہے اور باقی صورتوں میں رجعت ہو سکتی ہے۔
 آجکل کے زمانہ میں باندیاں اور غلام کہیں نہیں ہیں خصوصاً ہندوستان میں تو ہرگز نہیں۔ جو لوگ قحط میں غریبوں کے گھر کے لڑکیاں رکھ لیتے ہیں وہ شرعی باندی غلام نہیں اور انکی احکام مثل آزادوں کے ہیں۔

مسئلہ ۱۲۴ جن حالتوں میں طلاق صحیح ہے ان میں رجعت بھی صحیح ہے بجز اس کے کہ طلاق ٹھنڈا ہو گئے کی صحیح نہیں اور رجعت فعل سے انکی صحیح ہے یعنی اگر شوہر بروقت رجعت کرنے کے باوجود یا سوتا ہو عورت اسکا آلہ داخل کر لیا تو اس میں رجعت صحیح ہو جائیگی۔ اگر مخون اور سوتا ہوا زبان سے کہتا تب رجعت صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۲۵ رجعت اس فعل سے ہوتی ہے جسکے کرنے سے حرمت مصاہرت ہو جاوے یعنی رشتہ سسرال کی نسبت ہو جاوے۔

تشریح

وہ افعال نکاح کے بابت میں تفصیل سے لکھی گئی جیسا کہ عورت کے رجعت کرنے یا شوہر کے رجعت کرنا لینا یا اسکی ذمہ کو شوہر کے دیکھنا اور پانچانہ کے مقام کو شوہر کے دیکھنا اسکا بچہ نہ ہونے یا لقمہ اوہین دخول کرنا نہ ہونے دخول ذمہ و بارہ رجعت قرار دیا گیا ہے۔ عورت کا برضا منہی شوہر کو لینا مثل شوہر کے بوسے کے ہے اس سے رجعت ہو جائیگی۔

مسئلہ ۱۲۶ جب رجعت کا حق شوہر کو عند الشرح حاصل ہے اگر شوہر بروقت طلاق تہی رجعت چھوڑ دی تو وہ چھوٹا نہیں ہے پر اختیار ہے کہ رجعت کر لے۔

تشریح

مثلاً زید نے اپنی عورت کو طلاق دی اور یہ کہہ کہ میں رجعت نہیں کرونگا یا مجھ کو حق رجعت نہیں ہے اس کہنے سے رجعت قاطع نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۱۲۷ شوہر کے واسطے عمدہ بان پڑھ کر رجعت قول ہی کرے اور اوپر گواہ کرے پھر اس سے رجعت کرے اور فقط رجعت ہی کی ہو تب بھی جائز ہے۔ اگر کسی عورت کو طلاق دی ہو اور پھر رجعت کرے اور عورت کو طلاق کا علم نہ ہو رجعت کا

بیا رجعت اور طلاق کو کہہ

بیا رجعت طلاق کو کہہ

اب بھی رجعت صحیح ہے

مسئلہ ۱۲۸ اگر بحث اس امر کی ہو کہ رجعت ہوئی یا نہیں تو دیکھنا چاہیے اگر یہ بحث بعد گزشتہ عدت کے ہو تو قول بلا حلف عورت کا معتبر ہے اور ثبوت شہادت مرد کا موثر ہے۔ اگر مابین عدت نہ ہو تو مرد کا قول معتبر ہے۔

تشریح

فرض کرو زید کہتا ہے کہ میں مینا سے رجوع کر لیا اور سہ پہر کے بعد رجوع نہیں کیا اور مسئلہ فریقین کے بروقت منازعہ مینا عدت گذر چکی ہے۔ پس اگر وہ دن کے پاس کچھ ثبوت نہیں ہے تو عورت کا قول بلا حلف معتبر ہوگا اور وہ بانیہ ہو جاوے گی اور جو شوہر نے بگڑا ہی گواہان ثابت کر دیا کہ میں نے اندر مینا سے رجوع کر لیا تھا تو اس کی گواہی معتبر ہونگے۔ اگر مابین عدت بہرہ منازعت ہی پس شوہر کے قول کا اعتبار کیا جاوے گا کیونکہ اس کو اس وقت بہرہ منسوب جو کہ عورت کے انکار سے کچھ بڑھ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۹ اگر بحث اس امر کی ہو کہ بروقت رجوع مینا سے عدت گذر چکی تھی یا باقی تھی تو مرد کے قول کا اعتبار کیا جاوے گا۔

تشریح

فرض کرو زید نے مجھ کے روز رجوع طلاق کیا سہ پہر اس کی زوجہ نے کہا کہ میری عدت جمعرات کو پوری ہو چکی تھی اور زید کہتا ہے کہ نہیں ہفتہ کو عدت پوری ہوئی۔ مابین مینا سے رجوع کیا تو شوہر کے قول کو معتبر سمجھنا چاہیے۔ یہ مسئلہ جب تک کہ شوہر نے جس وقت رجوع کیا اس کے بعد عورت نے یہ عذر کیا ہو کہ میری عدت گذر چکی ہے اور جو عورت پہلی بار گزشتہ عدت کا کر چکی ہو اور اس کے بعد شوہر رجوع کرے اور مدعی ہو کہ عدت ابھی نہیں گزری تو شوہر کے قول کا اس وقت اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۰ اگر رجعت کے مرتبہ لفظ ہون تو بلا نیت ہی مثل اور معاملات میں صحیح ہے اگر کہنا یہ ہو تو بلا نیت صحیح نہیں ہے۔ کنایہ سے کہنے کے الفاظ ہیں۔ تو میرے نزدیک ایسی جیسی کہ پہلی ہی اور تیسری عورت ہے۔ اور نکاح کے لفظ سے ہی مثلاً یوں کہی کہ میں نے تجھے نکاح کیا۔ رجعت ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۳۱ اگر کسی شوہر نے طلاق سے رجوع کر لیا ہو اور زوجہ کو اطلاع نہیں کی ہو تو اگر وہ زوجہ بعد گزشتہ عدت کے دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور وہ اس سے رجوع کرے تو یہ بھی وہ پہلا شوہر منسوخ نکاح کر سکتا ہے اور بعد گزشتہ عدت کے بھی اس کو اپنے تخت میں لاسکتا ہے۔

اگر مابین عدت نہ ہو تو مرد کا قول معتبر ہے

مسئلہ ۳۲ اگر شوہر دوسرے کے کین کل رجعت کی عورت نکار کرے وہ انکار مقبر نہیں ہاں اگر شوہر اور عورت

افزار رجعت کرے اور عورت فی الفور کہی کہ میعاد رجعت گذری گئی عورت کا قول مقبر ہوگا۔ اگر سکوت بعد کہی تو مقبر نہیں

مسئلہ ۳۳ جس عورت کی عادت حیض سے شمار کی جاتی ہو اگر حیض میں پوری مدت میں منقطع ہوگا تو معاً حیض

آخر کے گذرنے ہی میعاد عادت ساقط ہو جائیگی۔ عام ہر عورت غسل کیا ہو یا نہیں۔ اگر بعد انقطاع حیض اور قبل غسل تو ہر

کرے اور سکوت مقبر نہیں۔

مسئلہ ۳۴ اگر دس گز میں حیض منقطع ہوگا تو قطع انقطاع حیض سے میعاد رجعت نہیں ختم ہوتی بلکہ عورت

کے غسل یا گزرنے وقت منقطع پر میعاد ختم ہوتی ہے۔ اگر کسی نے بعد انقطاع حیض اور قبل غسل رجعت کی وہ جائز ہے اور غسل

بہی حیض منقطع ہوگی کہ جب آئندہ کو حیض نہ آوے اور اگر حیض گیا تو کہا جاوے گی کہ عورت کی عادت بدل گئی اور غسل و زانیہ

مسئلہ ۳۵ جو عورت یا بندہ شریعت غرضاً نہ خواہ بوجہ کفر یا لبس اختلال عقل و سکی میعاد رجعت اخیر حیض منقطع

ہونے سے ختم ہو جاتی ہے عام ہر خواہ وہ حیض دس دن میں ختم ہو یا کم میں مثلاً ہر دہ یا نذرانیہ یا بخون یا بیہوش ہو

مسئلہ ۳۶ اگر عورت حاملہ کو طلاق ہی کی فی الفور وضع حمل ہو اگر وہ گوشت کا تو پڑھ ہے تو میعاد رجعت باقی ہے

اگر اعضا پیدا ہو گئے ہیں تو میعاد رجعت ساقط ہو گئی۔

مسئلہ ۳۷ جس عورت کو طلاق باندہ دی گئی ہو اس سے رجعت کر نیکا اختیار نہیں لیکن اگر تین گم دسی گئی ہوں یا تین

عدت اور بعد گذرنے عدت کے اس سے نکاح جائز ہے۔

مسئلہ ۳۸ عورت مطلقہ ثلثہ بلا حلال پہلے شوہر کو حلال نہیں ہے اور حلال اس کو کہتر میں کہ دوسرے شوہر سے نکاح

میچ کرے اور وہ اس سے صحبت کرے عام شوہر ثانی خواہ بالغ ہو یا قریب البلوغ ہو غرض یہ کہ دوسرے شوہر کو

بہ ضرورت کہ اس سے صحبت کرے خواہ اس کو نزال ہو یا نہ ہو یا دوسرا شوہر مر جادی تو صحبت کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹ نکاح بشرط تحلیل جائز ہے گو امین شبہہ نکاح موقت کا ہر مگر عمدہ حیالہ اس کا یہ کہ شوہر ثانی عورت

بہ کہی کہ اگرین تجھے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے امین کچھ خرابی نہیں اور نکاح موقت ہی ہوا۔

مسئلہ ۴۰ اگر عورت کو یہ خیال ہو کہ شوہر ثانی مجھ کو طلاق نہیں دیگا تو بردت نکاح شوہر ثانی سے

شرط کرے کہ مجھ کو اختیار ہوگا جب چاہوں میں اپنے آپ کو طلاق دلوں گی۔

اگر عورت رجعت کرے اور شوہر نکار کرے

ایلا کا بیان

مسئلہ ۱۷۱۔ ایلا اس قسم کا نام ہے کہ شوہر چار مہینہ یا زیادہ عورت کے پاس نچا کر رکھا اور کثیر سالگاہ کو اسکو ایلا نہیں کہتے بلکہ وہ محض قسم ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۔ ایلا منعقد ہوتا ہے اسی شخص سے جو بیچاز طلاق دینے کا ہوا اور عورت بھی اوسکی منکوہ ہو یا ایلا کو نسبت طرف ملک کے کیا ہوا اور نیز قسم ہی شرعی ہو۔

تشریح

بیچہ اور باولا اور سوتا ہوا ایلا نہیں علیٰ ہذا القیاس اجنبیہ عورت بھی مجاز ایلا نہیں مثلاً کسی شخص نے اجنبیہ سے کہا کہ میں تم خدا کی چار مہینہ تیرے پاس نہیں جاؤں گا اور پھر اوس نکاح کیا تو حکم ایلا اوپر قریب ہونگا۔ البتہ اگر یوں کہتا کہ اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو اللہ کی قسم تیرے پاس چار مہینہ نہیں جاؤں گا ایلا ہو جاوے گا۔ اور قسم شرعی وہ ہے جو اللہ کے نام سے کہانی جاوے یا اللہ کی صفات پر یا قرآن شریف پر جو کچھ رائج عرف میں ہو مگر اولاد کو گو دین اور نہانا اور اسی قسم کے افعال جاہلیت کو قسم شرعی نہیں کہتے مین تو ان ایلا متحقق نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ باروزہ یا طلاق وغیرہ پر تخلیق کر دے ایلا ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۔ ایلا کا حکم یہ کہ شوہر اگر اپنی قسم پر پکا رہا تو بعد گزرنے چار مہینے کے اوس عورت پر ایک طلاق یا نہ واقع ہو جاوے گی یعنی بلا نکاح حلال نہیں۔ اگر شوہر نے اوس قسم سے جو ہم کیا تو اوپر کفادہ قسم کا لازم آوے گا۔

تشریح

یہ بڑا باریک مسئلہ ہر عام اس وقت نہیں مین اگر حالت غضب میں قسم کہانی اور پھر اتفاق چار مہینے گزرے تو اب عورت اوس سے جدی ہوئی اوسکو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو سے یا نہ کرے اور بعد گزرنے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کر سکتی ہے اب غور کا مقام کہ اگر شوہر خفا ہو کہ مین اس طرح سفر میں چلا جاؤ اور وہ رجوع نہ کرے پھر وہ اوسکی عورت کہان تہی ہے اور اگر برس جو برس بعد آیا اور اوس سے ہم بستری ہو وہ صریح زنا نہیں تو کیا ہے اور وہ اولاد اوسکی نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۱۷۴۔ ایلا کے الفاظ صریح وہ مین جنکی ظاہر معنی ہم بستری ہوئے ہوں جیسا مین تجھے صحت نہ کرونگا یا پاس نہ آؤنگا علیٰ ہذا القیاس اور الفاظ سچے۔ ایسی الفاظ سے بلا نیت ایلا ہو جاتا ہے اور علاوہ اس کے جو الفاظ کنایہ ہوں اوس بلا نیت ایلا نہیں ہوتا ہے جیسا کہ یوں کہو کہ مین تیری صورت نہیں دیکھونگا یا تو مجھ پر حرام ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۔ اگر پیشہ قسم کہائی جاوے یا تمام عمر کو قسم کہائے یہ بڑ سخت ایلا ہے کیا معنی اگر چار مہینے پاس نکلیا
عورت کو طلاق یا نہ واقع ہوگی اگر نکاح کیا پھر چار مہینے پاس نکلیا دوسری طلاق بائن ہوگی پھر اگر نکاح کیا اور پاس نکلیا
تیسری طلاق واقع ہو جاوے گی اور پھر بلا علانہ نکاح سے بھی حلال نہیں اگر علانہ کر کے پھر نکاح کیا تو پہلا ایلا کا حکم ساقط ہوگا اور
پاس جاوے گا قسم کا کفارہ لازم آوے گا۔

مسئلہ ۱۲۶۔ ایلا سے رجوع کا نام شرع شریف کی اصطلاح میں فی ہے جب تک صحبت مابین چار مہینہ رجوع کرنا ممکن
ہو زبان سے معتبر نہیں ورنہ زبان کھر کہ میں اپنی اوس قسم سے رجوع کیا۔ طلاق میں رجوع زبان اور فعل دونوں سے
برابر ہوتا اور ایلا میں زبان سے جب رجوع متصور ہوگا کہ فعل سے عاجز ہو۔

تشریح

اگر ایلا کرنے والا بیمار ہو جاوے یا اپنی دوسری کہ مابین مدت عورت کے پاس نکالے تب زبان ایلا صحیح۔ اگر مدت باقی
ہو اور پھر عورت کے پاس آگیا یا اجہا ہو گیا زبان رجوع کرنا باطل ہوگا پھر صحبت ہی سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

خلع کا بیان

مسئلہ ۱۲۷۔ اگر شوہر زوجہ کے بعض عیوض سے عقد نکاح کو زائل کرے اوس کا نام شرع شریف میں خلع مگر شرط یہ ہے
کہ وہ عیوض ایسا ہو کہ مہر ہو سکتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۸۔ جو حقوق اور ذمہ داری کہ درمیان شوہر اور زوجہ عقد نکاح سے پیدا ہو وہ خلع اور مبارقہ طفرین
سے ساقط ہو جاتے ہیں مگر عدت کے دنوں کا خرچ بلا نفیج ساقط نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ بعد کا حق ہے۔

تشریح

زید نے ہندہ سے خلع کچھ مال پر کیا اگر نفقہ اور مہر واجب الادا ہو ہندہ اس کی بعد اوس کے عیوض یا نہیں ہو سکتی یہاں البتہ
اگر ہندہ کا کوئی فرض علاوہ اسکی ہو وہ ساقط نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۲۹۔ اگر شوہر بعض مال طلاق دے اس کا یہ حکم نہیں کہ تمام ذمہ داریاں طفرین سے ساقط ہو اگر چہ اپنی بات میں
خلع اور طلاق عیوض مال برابر ہے کہ طلاق بائن واقع ہوتی ہو۔

تشریح

ایمان بائیں ہاتھ سے دینا اور دھار دینا

شرح شریف میں خلع ایک مکمل معاملہ ہے لفظ خلع اور دیگر ان الفاظ سے جو اس کی ہم معنی ہیں تمام ذمہ دار یا طرفین سے
ساقط ہو جاتی ہیں جس کی بنیادے فصاحت ازدواج سے متعلق ہوں بخلاف طلاق کے کہ اس میں کل حقوق ساقط نہیں ہوتے
ہیں دوسرے فرق یہ کہ خلع میں اگر مال فاسد ہو تب بھی طلاق بابت واقع ہوتی ہے بخلاف لفظ طلاق کے کہ اس میں اگر
مال فاسد ہو طلاق بلا مال رجعی شمار کی جاوے گی اور وجہ یہ کہ خلع میں مال ہوتا مشروط ہے اور طلاق میں مال مشروط
نہیں جہاں کہیں مال قابل معاوضہ نہیں طلاق بلا مال واقع ہو جاوے گی اور خلع میں بلا مال کے صورت میں نہیں لہذا وہ
پہلا حکم باقی رہا اور طلاق میں رجعی واقع ہوگی اور خلع بیع اور شر اور طلاق اور مبارات کے لفظ سے بھی ہو سکتا ہے
اگرچہ یہ الفاظ ہر بھی خلع نہیں اور عورت کو معنی خلع سمجھنے ضرور ہیں اگر بے سمجھے یہ معاملہ کیا اس کی اوپر اس کی ضرورت تھی
مسئلہ خلع میں عورت کی جانب سے ایک معاملہ سمجھا جاتا ہے اور مرد کی جانب سے خلع کے حکم میں ہے یعنی عورت
نے اگر ايجاب کیا قبل قبول شوہر اس سے رجوع کر سکتی ہے۔ علی بن ابی نقیاس کہتے ہیں کہ اس کی بے بخلاف شوہر کے کہ وہ نہ رجوع
کر سکتا ہے اور نہ شرطیہ خلع کر سکتا ہے۔

تشریح

زید نے اگر اپنی عورت سے یہ کہا کہ میں نے تیرا رویہ پر تجھے خلع کیا۔ اب عورت کو قبول سے پہلے اس کو اختیار رجوع نہیں ہے
اور نیز زید پر شرط نہیں کر سکتا کہ میں تین روز میں اگر چاہوں اس مادہ پر ہی پھر چاؤنگا۔ پس ایسی حالت میں اگر عورت
وہ رویہ دیدیگی طلاق پڑ جاوے گی بخلاف اس کے کہ عورت زید سے کہے کہ تیرا رویہ پر تو مجھ کو طلاق دیدہ شرطیہ معاہدہ اور
قبل قبول رجوع کر سکتی ہے۔

مسئلہ اگر عورت نے خلع ایسی چیز پر کر لیا چاہا جو مسلمان کے نزدیک مال نہیں ہے اور اس چیز کا نام ایسا ہی
کیا کہ وہ مال ہی دیکھتا چاہئے کہ در واقع شوہر کو بھی معلوم کہ وہ مال یا نہیں اگر شوہر کو معلوم ہو کہ یہ مال نہیں تو
طلاق بلا مال واقع ہوگی اور مرد اس کی تیسرا قسط نہیں ہوگا۔ اگر شوہر کو معلوم نہ تھا تو مرد یا عورت کو لازم آوے گا
اگر وصول باجلی ہو ورنہ شوہر کے سر سے ساقط ہو جاوے گا۔

تشریح

فرض کرو ہندہ نے شوہر سے یہ کہا کہ اس سر کے بدلی تو مجھے خلع کر لے اور وہ چیز و حقیقت شراب اگر شوہر کو بھی

یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرط کے تعلق سے بلا مال واقع ہوگی اگر شوہر کو یہ معلوم نہیں تھا تو عورت اگر مہر وصول کر لیا تو وہ اس پر

کرمے ورنہ شوہر کے سر سے مہر ساقط ہو جاوے گا۔ غرض یہ کہ ایسی حالت میں بدل خلع مہر قرار دیا جاوے گا۔

مسئلہ ۱۵۲۔ اگر خلع بلفظ کنایہ کیا گیا تو مثل طلاق کنایہ ہی رعایت کی جائیگی یعنی تہ کہ طلاق اور نیت پر موقوف ہوگا

مسئلہ ۱۵۳۔ اگر عورت یوں کہہ کہ خلع کر بعوض و سن ل کے جو میرا ہتھ مین ہے۔ اگر اس کی ہاتھ مین کچھ نہیں ہے

تو بدل خلع مہر قرار دیا جاوے گا اور اگر عورت کہہ کہ خلع کرے بعوض اُن رویوں کے جو میرا ہتھ مین مین اور ہاتھ مین کچھ

نہیں تو یہی رد یہ لازم آوے گی۔ اگر عورت یوں کہہ کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہے اوپر خلع کر لے اور اس کی ہاتھ مین

کچھ نہیں ہے تو مفت طلاق بائنہ واقع ہو جائیگی۔ کیونکہ لفظ خلع کنایات طلاق سے ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۔ اگر عورت سمجھ دار نہ ہو اور کسی عوض پر خلع کرے وہ عوض لازم نہیں آوے گا البتہ طلاق شوہر کی جانب سے

عورت پر بلا مال پڑ جاوے گی۔

مسئلہ ۱۵۵۔ بدل خلع یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عورت شوہر کے اولاد کو میعاد معینہ تک خرچ دے یا بلا خرچ دودھ

پلاوے جو کہ دودھ پلانے کی میعاد مقرر ہے بلا تعین مدت ہی دودھ پلانا صحیح ہے اور دودھ پلانے کی میعاد ڈھائی برس

اور ڈھائی برس یوم پیدائش سے ہونی چاہئے کہ وقت خلع سے۔

مسئلہ ۱۵۶۔ اگر چھوٹی بیٹی کا باپ اپنی دختر کی طرف سے خلع کرے وہ خلع صحیح ہے اور مال اجنبی نہیں ہوگا عام خواہ

صغیرہ۔ نہ قبول کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ بیٹی کے قبول کا اعتبار نہایت اور نہ باپ پر کوئی پیدہ منصب ہے کہ صغیرہ کو مال کو

ملک کرے البتہ اگر باپ اپنی بیٹی کو بیوہ دیدہ ام دیگر۔ اگر بیٹی لڑکی کی طرف سے خلع کیا اگر اس نے قبول کیا

تو مال واجب ہو گا ورنہ یہاں بھی بلا مال طلاق واقع ہو جائیگی۔

تشریح

اس کا یہ مطلب ہے کہ باپ اپنی دختر کا ولی ہے اور وہ خلع کرادی تو اس ملک میں نہ مال عورت کے پاس دیا جاوے گا اور

نہ باپ کے مال سے مفت طلاق ہو جائیگی۔ یا عورت قابل معاملہ ہو وہ قبول کرے تب عورت مال بدل خلع دیا جاوے گا

جیسا کہ کوئی اجنبی کرادی اگر اپنی طرف باپ مال دے تو اس میں دوسرے معاملہ کی وجہ سے باپ پر مال واجب

ہو اس سبب سے مان کا یہی خلع کرنا اپنی دختر کی طرف سے صحیح ہے۔

مسئلہ شوہر نابالغ کی طرف سے اوسکا کوئی وی خلع نہیں کر سکتا ہے عام خواہ نابالغ بھی قبول کر لیا کرے

تشریح

ہندہ نے اپنے نابالغ شوہر کے باپ کو درخواست کی کہ بمقابلہ اتنے روپے کے جھکو طلاق دیکر وہ طلاق صحیح نہیں ہے کیونکہ دلی کو اختیار قبول نکاح کا تو ہے لیکن فتنہ نکاح کا نہیں ہے۔

مسئلہ اگر عورت مرض الموت میں خلع کر دی تو اوسکا حکم وصیت کا ہے یعنی تہائی مال سے زیادہ بدل خلع نہیں دیا جاوے گا بغیر وراثت اور بدل خلع سے جو کم تر ہو وہ دیا جاوے گا۔

تشریح

فرض کرو ہندہ نے اپنے شوہر سے بمقابلہ دو ہزار روپیہ خلع کیا اور کل متروکہ اُسکاتین ہزار روپیہ تباہ اگر یہ عورت مر جاوے تو شوہر بروی وراثت مثلاً ڈیڑھ ہزار کا پانے والا ہے ایسی صورت میں وارث نکال دیا جاوے گا اگر گیارہ ہزار بدل خلع ہوتا اور بطریق وراثت ڈیڑھ ہزار ملے تو بدل خلع معتبر ہوتا اور یہ جب تک کہ عورت عدت میں مر جاوے اگر بعد گذرنے عدت کے مری یا وہ عورت قابل عدت نہیں یعنی غیر مدخولہ سے خلع کیا تو وہاں بدل خلع ہی لازم آوے گا۔

ظہار کا بیان

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کے سکر بدن یا ایسے جزد کو جس کی بیا کر سکتے ہو یا جزد شائع کو اپنی دین تو نرشتہ دار کے سکر بدن یا جزد شائع سے تشبیہ ہے جن نکاح کرنا ہمیشہ کو حرام ہے اوسکا نام ظہار ہے۔

تشریح

ظہار کے عربی زبان میں پشت کے منے ہیں۔ قرآن شریف میں فقط ایک صورت واقع ہوئی ہے وہ یہ کہ منکوحہ کی پشت کو اپنی ماں ساتھ تشبیہ کے لیکن فقہان اربعین تعیم کی ہر عام خواہ سکر بدن کو یا پشت یا اور کوئی جزد کو تشبیہ بجاد اور اربعین ہی تعیم کی ہر جس تشبیہ دین خواہ ماں ہو یا بہن ہو یا اور کوئی جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے۔ ہر زبان میں بعض ایسی جزد ہوتے ہیں جن کی کل بیان ہو سکتا ہے مثلاً عربی میں رقبہ اور ظہار اور روح اور فرج وغیرہ علیٰ ما لقیاس ہر زبان میں ایسا جزد ہونا چاہیے اور جزد شائع جیسا تہائی چوتہائی وغیرہ عرض جزد ہونا چاہیے طلاق واقع ہو سکتے ہے مگر کوئی عورت ایسی کہ جس نکاح کرنا ایک وقت معین تک حرام اور پھر نہیں جیسا کہ سالی سے

ایسی نابالغ عورت جو نکاح کرے

بوجہ دگی زوجہ نکاح حرام ہے اور ہمیشہ کو نہیں اسے تشبیہ دینے سے ظہار نہیں ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۔ ظہار کا حکم یہ ہے کہ جب تک سکا کفارہ نہ دے اوس صحبت کرنی حرام ہے مگر وہ عورت اسی زوجہ رہتی ہے اگر صحبت کرے تو اولاد اوسکی ہوگی اور بر وقت وفات وراثت بھی جاری ہوگی صرف گناہ اوسکی ذمہ ہوگا اگر صحبت قبل کفارہ کی۔ اور کفارہ یا ایک غلام آزاد کرے (یہ تو اس زمانے میں ممکن نہیں) یا ساتہہ ذری لگاتا رہے جسکے بیچ صحبت نہ ہو اور بیماری کا اس میں عذر معتبر نہیں اگر بوجہ بیماری افطار کیات پھر نئے رکھے روزے رکھے اگر روزہ رکھنے ممکن نہ ہوں تو ساتہہ مسکین کو کھانا کھلا دی۔

تشریح

وکیونکہ نازک مسئلہ ہے کہ ذرا سے لفظ عورت سے صحبت کرنی حرام ہو جاتی ہے۔ لوگ ان مسائل کا خیال نہیں کرتے ہیں اگرچہ معاملہ دنیا داری کے اعتبار سے تو علاقہ زوجیت میں کچھ نقصان نہیں لیکن کتنا بڑا سخت گناہ بہت لوگ خوشی میں اگر اپنی عورت اعضا کو اپنی مان بہن کے اعضا سے تشبیہ دیدیتے ہیں بلکہ اپنی ساس کے اعضا سے بھی تشبیہ حرام ہے کیونکہ وہ بھی مثل مان کے ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۔ اگر تشبیہ نہ دے بلکہ یوں کہے کہ تو میری مان یا بہن ہے اس سے ظہار ثابت نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۲۔ ظہار عورت کی جانب سے نہیں ہو سکتا کسی لفظ سے کہو کہونکہ عورت کو بجا نطلاق پہنچا نہیں جاتا۔

مسئلہ ۱۶۳۔ اگر کوئی کہے کہ تیری پشت مثل میری مان کی ہے سو بار تو اتنی ہی دفعہ ظہار ثابت گا اور ہر بار کا

حید کفارہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۶۴۔ اگر ظہار کسی وقت معین تک کرے تو ظہار وہاں تک ہی قائم رہیگا کیا معنی اوش تک تک کفارہ

اوسے صحبت حلال نہیں اور بعد گزرنے اوس معین کے ظہار ساقط ہو جائیگا۔ مثلاً یوں کہے کہ دو مہینہ تیری

پشت مثل میری مان کے ہو تو وہ دو مہینہ تک قبل کفارہ حلال نہیں اور بعد دو مہینے کو وہ ساقط ہو گیا بلا کفارہ

حلال ہو پورے پورے مسائل ظہار اسوجہ نہیں لکھ کر کہ اس سے معاملہ دنیاوی میں فرق نہیں تاہم محض عقوبت

مستحق ہے گناہنا جاسا ضروری کہ مریم لفظ ظہار کا وہ حصہ جس میں پشت کا لفظ ہو۔ اوس سے بلا نیت ظہار ثابت

ہو جاوے گا۔

صفحوں ۲۱۱ و ۲۱۲ میں ظہار کا حکم مذکور ہے

لعان کا بیان

مسئلہ ۱۶۵ لعان وہ چار گواہیاں ہیں شوہر اور زوجہ کی جانب سے ساتھ قسم اور یا پھر بن میں شوہر کی حالت تکلف
لعن ہوا اور عورت کی جانب تکلف غضب ہو یہ معاملہ حبس ہوتا ہے کہ شوہر اپنی زوجہ اور بہت زنا کی لگاؤ اور حبس
لعان دونوں طرف سے ہو جاوے تو حاکم دونوں میں تفریق کر دے اور قیل تفریق حاکم شوہر کو اختیار ہے کہ از خود دلو
طلاق تفریق کر دے۔

تشریح

یہ طرانا مذکور معاملہ ہر ابتدائی اسلام میں جو شخص اپنی عورت پر بہت زنا لگاتا تھا جیسے اور معاملات میں ثبوت گواہوں
نہایت ہی اسی طرح شوہر ہی کو گواہ طلب کیا جاتا ہے۔ اس میں بہت نقصان تھا کیونکہ ایسی حالت میں گواہ کہاں
ہو سکتا ہے پس اگر ثبوت ہم نہ ہو پھر تو شوہر پر حد قذف لازم آتی۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں ارشاد
فرمایا کہ اس میں ثبوت گواہی کی ضرورت نہیں بلکہ شوہر اور زوجہ آپس میں طریق شخص سے قسم قسمی کر لیں شوہر کی قسم
قائم مقام حد قذف ہو جائیگی اور زوجہ کی قسم قائم مقام حد زنا ہو جائیگی جب اس طرح دونوں قسم کہا لیں تو حاکم
بہت کم کو ان میں تفریق کر دے اور ہمیشہ کے یہ معنی ہیں کہ جتنے شوہر اور زوجہ قابل شہادت ہوں۔

مسئلہ ۱۶۶ لعان حبس ہوتا ہے کہ خاوند بیوی یا کد میں پہلی مالین ہوں فاسق قاجر ہوں اور بیوی کو کفر
گواہی کا اعتبار قاضی کے یہاں ہوتا ہو اور نیز جس وقت لعان کر لیں ان میں علاقہ نہ وجہیت باقی ہو۔ اگرچہ
بہر ضروری ہے کہ شوہر اپنی زوجہ پر بہت زنا یا اس کی اولاد کا انکار کرے لیکن دعویٰ لعان شوہر کی جانب سے ہو سکتا ہے
اور عورت کے جانب سے بھی اور نیز اولاد کی طرف سے بھی قبل کسی دعویٰ کرنے کے حاکم از خود لعان نہیں کر سکتا ہے بلکہ حاکم تو
جہاں تک ممکن ہو پردہ پوشی کر دے۔ اگر کسی نے دعویٰ کیا دوسری فریق کو حاکم جبراً طلب کر لگا۔

مسئلہ ۱۶۷ اگر مرد دعویٰ باجورت اس کا دعویٰ اگر تسلیم کرے تو عورت پر حد زنا آتی ہے اگر عورت دعویٰ
ہو اور شوہر اپنے قول سے پہلے تو شوہر پر حد قذف یعنی جو بہتان لگانے کی سزا شروع میں ہے لازم آوے گی
اگر ایک دعویٰ کو دوسرا تسلیم نہیں کرتا ہے تو وہاں دونوں پر قسم اس طرح سے آدگی کہ شوہر اول چار قسم اس طرح
کہا کہ اللہ کی قسم میں اس دعویٰ میں البتہ سچا ہوں اور یا پھر بن میں قسم اس طرح لکھا کہ میرا بھرا اللہ کی لعنت

اگر میں اس عوی میں چوٹا ہوں جب اس طرح پانچ قسمیں کہانی ہر عورت کو کہاجا دیکھا کہ تو پانچ قسم کہا اگر عورت
 قسم کہا تو ہے انکار کری تو محض انکار کی شوہر کا دعویٰ ثابت نہیں ہوگا بلکہ عورت یا قسم کہانی یا دعویٰ تسلیم
 کو فیہ مجبور کیا دیکھی اور عورت اس طرح قسم کہا تو چار دفعہ تو یوں کہی کہ اللہ کی قسم میرا شوہر اس عوی میں بڑا چوٹا
 ہے اور پانچویں دفعہ یوں قسم کہا کہ میری اوپر خدا کا غضب ہو اگر میرا شوہر اس عوی میں سچا ہو جیسا وہ یوں
 اس طرح قسم کہانی اب قاضی ادا میں تفریق کر دی اور پہرہ تنگ کہ وہ اہل شہادت باقی ہیں انہیں نکاح
 نہیں ہو سکتا ہے۔ اگر مرد یا عورت قابل شہادت نہیں رہے اور وقت میں نکاح جائز رہے۔

مسئلہ ۱۶۸ اگر شوہر کسی بچہ کا بھی انکار کری کہ فلانا بچہ میری نظر سے نہیں تو حاکم بروقت تفریق دے گا
 نسب کو یہی شوہر کی جانب سے زائل کر دے اور اوسکی مان کی طرف منسوب کرے۔

تشریح

انکار کے یہ معنی ہیں کہ بروقت ولادت یا بروقت خرید و سامان دے انکار کرے اور معنی نہیں کہ بڑا شوہر
 انکار کے طرح بلا رہا اور مدت کے بعد انکار کرے اس کچھ ثابت نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۹ اگر حمل کا انکار کرے وہ انکار معتبر نہیں کیونکہ حمل پر قاضی حکم نہیں دی سکتا ہے کیا معلوم ہے
 وہ حمل ہے یا بیٹھ پہول رہا اور لہان ہی نفی حمل سے نہیں ہوتا ہر الذیہ اگر دعویٰ زانیہ جو دفعہ حمل ہو تو البتہ وہان سے نکلتا

تشریح

اگر شوہر عورت سے نفی حمل کہے کہ حاملہ نہ تھی کہ بیٹھتے ہیں اگر وہ عورت حاکم کے ہاں دعویٰ دے اور خاوند
 اپنی قول کر جو حمل کرے تو عقد لازم آوے گی ورنہ لغائی صورت ہوگی۔ آدمی کو نکاح ہو کہ ایسا لفظ اس اعتبار سے کہ

عین یعنی مست کا بیان

مسئلہ ۱۷۰ نکاح مثل بیہ نہیں کہ اس کا احکام بیہ اوس میں جاری ہوں جیسے حیار عید اگر کہتے بیہ
 میں کچھ عیب پایا اوسکو واپس کر دے یہاں یہ مسئلہ جاری نہیں کہ خاوند میں اگر کچھ عیب ہو مستحق نکاح کرانے
 اگر ازواج میں لہا وہ ہی ہو جس غرض کے لئے نکاح کیا ہے تو البتہ مستحق نکاح کا اختیار ہے۔

تشریح

ہندہ نے زید کی نکاح کیا پر معلوم ہوا کہ زید جذبی ہے یا برص کی بیماری یا اوکو مری آتی ہے ان میں سے
 کچھ منسوخ نہیں ہوتا ہے ان اگر وہ قابل صحبت ہوں تو البتہ نکاح منسوخ کر سکتی ہے۔

مسئلہ یہ نکاح منسوخ کرنا عورت کا حق ہے اگر وہ اپنے حق کو ایک چھوڑ دی پر منسوخ نہیں
 کر سکتی یہ یا اوکو بروقت نکاح معلوم ہو تب ہی منسوخ نہیں کر سکتی ہے کیونکہ رضامندی ظاہر ہوگی اور غیر
 ہی شرط ہے کہ عورت ہی قابل صحبت ہو۔ اگر وہ عین ہی کوئی ایسا عیب جسکی وجہ صحبت نہ ہوگی تب ہی عورت
 کو منسوخ نکاح کا حق نہیں پہنچتا ہے۔

تشریح

رضامندی کی یہ معنی ہیں کہ اپنے قول سے رضامند ہو کرے یا اس فعل سے جس رضامندی بانی جاتی ہو اس میں
 کا اعتبار نہیں ہے اور نہ مثل شفعہ فی الغور طلب کرنا ضرور ہے اگر کوئی اپنے شوہر کو عین پاوی صحبت رضامند
 قول سے نہیں ہوتی جب چاہے تفریق کر سکتی ہے یہاں تک کہ اگر حاکم کے یہاں نالاش ہی کی اور پر لوش عوی
 چھوڑ دیا جائے ایک سال کی مہلت اس شوہر کو دی تھی اور بعد گزرنے سال کے پہر مدت تک کو ت کیا۔ ان
 امور اسکا حق زائل نہیں ہوتا ہے کیونکہ دعویٰ کے چھوڑنے یا مہلت حق کا چھوڑنا لازم نہیں آتا۔

مسئلہ اگر وہ قابل صحبت نہیں تو دیکھنا چاہئے کہ آیا علاج سے قابل صحبت ہو سکا تھا یا نہیں
 اگر یہ حال نہ ہو تو حاکم فی الغور تفریق کرادے جیسے کسی کا الہ شاسل کٹا ہوا ہو یا ذرا سا ہوشل سر پہ عورت کے
 یا کوئی بوڑھا پوسن ہو۔ علیٰ ہذا لھاس اور بہت سبب ہیں۔ اگر اسکا احتمال ہو کہ علاج سے قابل صحبت ہو سکا ہو
 تو حاکم اسکو ایک سال کی میعاد اور اس میعاد کا شروع یوم نالاش ہی ہو گا یا اس روز سے کہ شوہر علاہ اس کے
 اور موانع صحبت کرنے سے فارغ ہو۔

تشریح

سال پہر کی میعاد یوم نکاح سے شمار کی جاوے گی اور نہ یوم ناراضی کی بلکہ یوم نالاش شمار کیا جاوے گی اگر یوم نالاش شوہر کو
 ایسا غلبہ ہو کہ وہ کسی وجہ سے صحبت نہیں کر سکتا ہو مثلاً مریض ہو یا احرام حج کا باندہ رکھا ہو یا اونٹنی زنی عورت کے
 طہار کیا ہو اور کفادہ اسکا ساہڑہ روزہ ہوں تو یہ میعاد سال پہر کی بعد صحبت اور فراغت احوام اور کفادہ دوا کے

بہت سے موانع صحبت کی ہوتی ہیں

شروع ہوگی اگر سال بہر کی میعاد گزر جاوے تو حاکم بلا طلب عہد حکم تفریق کا نہیں دیکھتا لیکن یہی شرط ہے کہ عورت اس مدت میں مرد پاس سے اگر وہ غائب ہو جاوے گی تو اتنی دن اور زیادہ کی جاوے اور مرد کا غائب ہونا یا سفر حج کرنا کوئی عذر نہیں اور ایام حیض عورت اور ماہ رمضان و مثل سال شمار کیا جاوے گا۔ چونکہ سال بہر میعاد اس واسطے تجویز ہوئی کہ تمام فصل اس میں پوری ہو جاوے گی جو کسی فصل میں چاہے علاح کرے اس لیے سال بہر اس خاص میعاد میں معتبر ہے وہ تین سو گینے تھوڑے دن کا ہوتا ہے۔

مسئلہ اگر بحث اس امر کی ہو کہ خاوند عینیت ہے یا نہیں تو دیکھنا چاہئے کہ یہ اختلاف آیا ابتدا میں نالشی میں ہو یا درمیان سال بہر کی پہلی گاہ۔ اگر ابتدا سے نالشی میں ہو تو دیکھنا چاہئے کہ جس عورت سے نکاح کیا تھا وہ بروقت نکاح کواری تھی یا نہیں۔ اگر کواری تھی تو حلف شہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور حلف سے انکار کر نہیں عینیت ہونا ثابت ہو جاوے گا۔ اگر بروقت نکاح کواری تھی تو ایک یا دو عورت معتبرہ کی کواری نکاح کو دیا یا تنگ کواری پر بانی ہے یا زائل ہو گیا اگر وہ بیان کریں تب ہی حلف شہر کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر وہ کہیں کہ یہاں تک کواری ہی تو عینیت ثابت ہو جاوے گا اب سال بہر کی میعاد اس کو دیکھا جائے گی۔

مسئلہ اگر ایسی بحث بعد ثبوت عینیت اور درمیان مہلت سال بہر کے پیش ہو پس اگر نکاح کے وقت ہی کواری نہ تھی نہ شوہر کا قول حلف سے معتبر کیا جاوے گا اور حلف سے انکار کرے تو تفریق حاکم کو دیکھا جائے گا اور اگر کواری سے نکاح کیا تھا اور اب ہی وہ کواری ہی تو حاکم تفریق کر دے اور اب کواری نہیں ہو تو حلف سے شوہر کا قول معتبر ہوگا اگر حلف سے انکار کرے تو حاکم تفریق کر دے۔

تشریح

اس کا معلوم کرنا کہ کواری ہے یا نہیں عورت خوب جانتی ہیں اس کی تحقیق بذریعہ واسطیگان ہونی چاہئے مگر فقہانی یہی علامتیں کہیں ہیں کہ دیور پر پیشاب کی دھار پڑتی ہو یا انڈا انڈر مقام مخصوص کے جاتا ہو۔ علیٰ ہذا القیاس جس طرح معلوم ہو جاوے گا مثلاً کہتی ہو کہ میرا شوہر زید کست ہوا در مجھے ہمیشہ تر ہوئی قدرت نہیں رکھتا ہے اور زید کہتا ہے کہ میں اسے ہمیشہ تر ہوا ہوں اور مجھ کو قدرت ہے۔ اگر زید نے دائرے سے نکاح کیا تھا اس میں زید کا قول حلف سے معتبر ہوگا اور اگر سندہ بروقت نکاح کواری تھی اور بروقت سنا زعت کواری نہیں ہو تب ہی شوہر کا قول ہے

مستحب ہوگا اگر تکب کواری ہے تو بیشک عورت کے قول کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ ۱۵۵ عین کے حکم میں جتنی بھی داخل ہو جسکو بد میا کہہ سہیں اور سو کو بھی سال پہر کی میعاد دیا جائے مگر یہ حق منسوخی جی تک پہنچاؤں ہر سے سبست ہو اگر اول قابل صحبت ہو اور پہر سبست ہو گیا یا اس ایک دفعہ بچہ ہو ہو یا اختیار منسوخی نکاح کا نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶ جب عورت منسوخی نکاح کرادی اگر اس عورت کی غفلت سمجھ ہو چکی ہو تو اس کو ہر مہینہ کچھ نقصان نہیں آتا ہے اور اس عورت پر عدت بھی لازم آویگی۔

عدت کا بیان

مسئلہ ۱۵۷ بعد زوال نکاح یا شاہ نکاح کی عورت میعاد عین تک شکر مہنی کو شروع نہ فرمائی جتنے میں اصل مقصود شارع کا عدت کی حفاظت ہے۔ اگر آج کے دن نکاح کرے اور کل کو کسی تو کیا معلوم ہوتا کہ یہ نطفہ نکلتا ہے

تشریح

خلاصہ یہ ہے کہ اگر عورت ایسی مرد کی تحت ہو جی ہو جاوے گا اسکو صحبت کرنے سے کچھ مواخذہ شرعی نہواو صحبت ہی کرنی یا صحبت نہی ہو تو وہ عورت حاملہ ہو تب عدت آتی ہے ورنہ نہیں آتی زانیہ سو جب عدت نہیں کہ صحبت کرنی اسکو منع ہے اور اگر انبی زوجہ کے شہد میں کسی اجنبی عورت صحبت کرنے اوس میں عدت آتی ہے۔ کیونکہ مواخذہ شرعی نہیں ہے۔ اور علی ہذا القیاس باندی کو از او کیا تب ہی عدت آتی ہے کہ وہ جہدی ایسی مرد کی تحت ہو چکی ہے کہ صحبت کرنے سے مواخذہ شرعی نہیں ہو اور منکو حد نکاح فاسد کا بھی یہی حکم ہے کہ عدت آویگی اور غیر مرد خول کی عدت نہیں ہے کیونکہ اوس سے صحبت نہیں ہوئی۔ اگر عدت میں نکاح کیا جاوی اور پر طلاق دیجاوی تو پہلی صحبت بشرطیکہ دوسری آتی ہے صحبت مکیت کی مثال ہے اور پچھ کی عورت اگر حاملہ ہو تو اسکی عدت وضع حمل ہے اگرچہ اوس سے صحبت نہیں کی مگر چونکہ حاملہ ہے اور طلاق کی صورت پچھ میں ہو نہیں سکتی کیونکہ پچھ طلاق نہیں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۸ عدت تین قسم کی ہے عدت زین مطافہ اور عدت شوہر مردہ اور عدت حاملہ جو زوجہ حاملہ ہو اوسکی طلاق عدت وضع حمل ہے خواہ وہ حمل شوہر کا ثابت ہو یا نہ ہو اور نیز عام ہے خواہ شوہر مرد یا بچہ ہو دے۔ یہاں تک کہ اگر مردہ کو غسل بھی نہ دیا ہو اور عورت کا حمل وضع ہو جاوے وہ قبل دفن بھی نکاح کر سکتی ہے کہ صحبت کرنی

نفاس کے حرام ہو

مسئلہ ۱۷۹ جو عورت حاملہ ہو اور اس کا شوہر مر جاوے اور اس کی عدت چار مہینہ دس دن آزاد عورت کے لئے

ہے اور باندی کے لئے نصفی ہے

مسئلہ ۱۸۰ عدت عورت آزاد و مطلقہ کے یوتین حیض کامل اور باندی کے لئے دو حیض۔ اگر حیض آتا ہو

تو تین مہینے آزاد کے لئے اور ڈیڑھ مہینہ باندی کے لئے۔ اگر حیض میں طلاق وی ہو تو وہ حیض عدت بن

نہیں کیا جاوے گا۔

مسئلہ ۱۸۱ عدت کی میعاد شروع یوم طلاق اور وفات ہوگی اگر عورت کو طلاق کا علم شو پہلے

کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا ہو اور اس کو چار مہینے دس دن کے بعد خبر ہوئی ہو اور اس کی عدت ختم ہو گئی ہو

طلاق میں حکم ہمسایہ طرح شروع میعاد نکاح فاسد میں جدائی کے دن سے یا ارادہ چھوڑنے سے صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۸۲ اگر شوہر نے بیماری میں طلاق وی اور قبل گذشتہ عدت کو مر گیا تو اس کی عدت میعاد وجود نہ

قسموں وفات اور طلاق سے زیادہ ہو۔

تشریح

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مر لیس کی طلاق کا پورا اعتبار نہیں اور اس کو فار کھتے ہیں تو یہاں شبہ ہوا کہ ایسا عدت وفات

سے مراد ہی جاویں یا طلاق سے۔ لہذا اشارہ نے یہ تجویز کیا کہ ان دونوں میں جو زیادہ ہو تو بالیقین اس کو عدت

شمار کرنا چاہئے مثلاً اگر تین حیض زیادہ دن میں ہو تو یہ عدت ہونی جائیگی اور اگر دس دن چار مہینے زیادہ دن

اور تین حیض کمتر ہیں تو عدت وفات لینی چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۳ وہ عورت جو بکام حیض عدت مہینوں کے کرتی ہے اگر درمیان مہینوں کے پہر حیض آگیا وہ عدت

باطل ہو جاوے گی از سر نو پہر حیض عدت شمار کیا وے گی۔ اگر ایک مہینے اگر پہر موقوف ہو گیا پہر از سر نو مہینوں

دوسری عدت کرے پہر مہینوں کو اس حیض نے ساقط کر دیا (اسکی تشریح حاشیہ پر دیکھو) ۴

مسئلہ ۱۸۴ جو عورت عدت میں ہو اور پہر اس کا شوہر مر جاوے اور کوئی شخص صحبت کرے تو زمانہ صحبت کے لئے

آخر تین حیض عدت کرے اگرچہ ان تینوں حیض سے پہلے عدت کرباقی اور دوسری عدت میں شمار کرے جاوے

نفس کے حرام ہونے پر
مسئلہ ۱۷۹ جو عورت حاملہ ہو اور اس کا شوہر مر جاوے اور اس کی عدت چار مہینہ دس دن آزاد عورت کے لئے ہے اور باندی کے لئے نصفی ہے
مسئلہ ۱۸۰ عدت عورت آزاد و مطلقہ کے یوتین حیض کامل اور باندی کے لئے دو حیض۔ اگر حیض آتا ہو تو تین مہینے آزاد کے لئے اور ڈیڑھ مہینہ باندی کے لئے۔ اگر حیض میں طلاق وی ہو تو وہ حیض عدت بن نہیں کیا جاوے گا۔
مسئلہ ۱۸۱ عدت کی میعاد شروع یوم طلاق اور وفات ہوگی اگر عورت کو طلاق کا علم شو پہلے کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا ہو اور اس کو چار مہینے دس دن کے بعد خبر ہوئی ہو اور اس کی عدت ختم ہو گئی ہو طلاق میں حکم ہمسایہ طرح شروع میعاد نکاح فاسد میں جدائی کے دن سے یا ارادہ چھوڑنے سے صحیح ہے۔
مسئلہ ۱۸۲ اگر شوہر نے بیماری میں طلاق وی اور قبل گذشتہ عدت کو مر گیا تو اس کی عدت میعاد وجود نہ قسموں وفات اور طلاق سے زیادہ ہو۔
تشریح
پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مر لیس کی طلاق کا پورا اعتبار نہیں اور اس کو فار کھتے ہیں تو یہاں شبہ ہوا کہ ایسا عدت وفات سے مراد ہی جاویں یا طلاق سے۔ لہذا اشارہ نے یہ تجویز کیا کہ ان دونوں میں جو زیادہ ہو تو بالیقین اس کو عدت شمار کرنا چاہئے مثلاً اگر تین حیض زیادہ دن میں ہو تو یہ عدت ہونی جائیگی اور اگر دس دن چار مہینے زیادہ دن اور تین حیض کمتر ہیں تو عدت وفات لینی چاہئے۔
مسئلہ ۱۸۳ وہ عورت جو بکام حیض عدت مہینوں کے کرتی ہے اگر درمیان مہینوں کے پہر حیض آگیا وہ عدت باطل ہو جاوے گی از سر نو پہر حیض عدت شمار کیا وے گی۔ اگر ایک مہینے اگر پہر موقوف ہو گیا پہر از سر نو مہینوں دوسری عدت کرے پہر مہینوں کو اس حیض نے ساقط کر دیا (اسکی تشریح حاشیہ پر دیکھو) ۴
مسئلہ ۱۸۴ جو عورت عدت میں ہو اور پہر اس کا شوہر مر جاوے اور کوئی شخص صحبت کرے تو زمانہ صحبت کے لئے آخر تین حیض عدت کرے اگرچہ ان تینوں حیض سے پہلے عدت کرباقی اور دوسری عدت میں شمار کرے جاوے

۱۷۹-۱۸۴

تشریح

قرص کروہنہ عدت طلاق میں ہتی اوکو ایک حیض لیا ہتا جو یہ وہ شبہ کھجبت کی گئی تو قین حیض ام
عدت کر کر اور تینوں حیض ہو دو پہلے دو سرائیہ عدت اول اور پہلا دوسرے عدت ثانی شمار کیا جاوے سلیطہ و قین
عدت و وفات میں ہتی اور ایک چہینہ گذر لیا ہتا جو کسی شخص نے شبہ سے اوکے صحت کر سی تودہ حیض مثل دن
چہینہ پورے کرنے تک اوین وہ عدت ثانی میں محسوب ہوگی۔ اور اگر تینوں حیض اس دن میں آئین و دن
عدت ختم ہو جاوے گی اور نہ باقی حیض بعد گذر فی دن دن چار چہینہ کے اور عدت میں گار شبہ سے صحت کر گیا
یہہ فائدہ ہے کہ اگر اوکے زنا کیا اوکے لیے کوئی عدت نہیں گار شبہ کے یہ منی میں کہ دوسرے شخص نے اپنی زواج
بجھ کر صحت کر لی یا شوہر نے عدت طلاق میں سمجھا ہو کہ مجھ کو اس صحت حلال ہے۔

مسئلہ ۱۸۵ اگر درمیان شوہر اور زوجہ کے اختلاف دوبارہ گذرنے عدت کر ہو تو حلف سے عورت کے قول
کا اعتبار کیا جاوے گا مگر شرط یہ ہے کہ وہ زمانہ اسکا احتمال ہی رکھتا ہو اس مقدار میں عدت گذر سکتی ہو اگر طلاق
سے دن پندرہ روز بعد اختلاف ہو عورت کا قول ہرگز معتبر نہیں کیا جاوے گا۔

تشریح

کم سے کم حیض کی مقدار تین دن ہیں اور کم سے کم دو حیضوں کا فاصلہ پندرہ روز ہیں اس ختاسی اور تالیس دن
میں تین حیض کا گذر ناممکن ہے اس کم میں نہیں پس خلاصہ یہ ہے کہ جب اختلاف خاوند بیوی میں ہو ورنہ
دن گذر گئے ہوں تب عورت کا قول حلف سے معتبر کیا جاوے گا ورنہ نہیں۔

حد و لغنی سوگ کا بیان

مسئلہ ۱۸۶ جس عورت جو ان کا خاوند مر جاوے یا طلاق بائندہ دیکھا اوکو عیاد و حدت تک سوگ کرنا چاہیے
یعنی کسی قسم کے خوشبو یا تیل اور جو سامان زینت میں سر نہ بندھی کسب و عرفان وغیرہ کو لگی کرے استعمال
کرنے بچی نہیں اگر بطریق دوافرورت میں استعمال کرے کچھ مضائقہ نہیں ہے بچی پر کچھ سوگ نہیں ہے۔
مسئلہ ۱۸۷ جو تقریباً ہر فدا نکاح ہو کو او میں سوگ نہیں کیونکہ ایسی تقریبی نعمت ہے کہ کچھ سوگ کرنا چاہیے
ایسی ہی جتنی ایک موجب نعمت ہو او میں سوگ نہیں۔

مسئلہ ۱۸۸ - جس عورت کو طلاق دی گئی جس مکان میں عدت کرے وہاں نذرات کو اور نذران کو نکالنا چاہئے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو تو دوسرے مکان میں چلی جاوے اور جب طلاق واقع ہوئی اس وقت جو نئے مکان میں رہتی تھی اصل مکان عدت وہی ہے۔

تشریح

اگر مکان میں آگ لگیا دی یا زبردستی نکال دی جاوے وہاں رہنے سے اس کو اپنی جان کا خوف ہو یہ عیب نہیں۔
مسئلہ ۱۸۹ جس عورت کا خاوند مر جاوے اس کی عدت میں ایسا تشدد نہیں ہے جیسا کہ مطلقہ کی عدت میں تھا اس کو جائز ہے کہ دن کو بھانپا ہو یا رات کو بھانپا ہو بلکہ کچھ رات کو ہی چلی جا لیکن شب بائیں مکان عدت میں ضرور اور اگر ضرورت ہو تو دوسرے مکان میں منتقل کیا وے۔

مسئلہ ۱۹۰ جس عورت کو طلاق یا زبردستی نکال دیا ہو اس کو ضرور ہے کہ اس مکان میں اپنی شوہر کی پردہ کرے کیونکہ وہ بالکل جدی ہو گئی البتہ مطلقہ جو عید کو پردہ کی ضرورت نہیں وہ حکم میں نوحہ کی ہو لیکن بہتر وہاں ہی ہے کہ شوہر اطلاع کر کے گھر میں جاوے۔

مسئلہ ۱۹۱ اگر سفر میں طلاق دیا ہو یا خاوند مر جاوے۔ پس اگر یہ واقعہ تین پڑاؤ وطن کم میں واقع ہو تو اپنے وطن کی طرف رجوع کرے اگر تین پڑاؤ یا زیادہ میں یہ واقعہ پیش ہو تو عورت کو اختیار ہے چاہے اپنے وطن کو لوٹ آوے یا آگے کو چلی جاوے۔ حامی اس کے ساتھ کوئی اس کا محرم ہو یا نہ ہو۔ الا اس صورت میں کسی خاص شہر میں یہ واقعہ پیش ہوا ہو تو اس کو وہاں عدت کرنی ضرور ہے۔ پھر اگر محرم ساتھ ہو تو سفر کرے ورنہ اپنے وطن میں عدت کرے۔

بہت نسبت کا بیان

مسئلہ ۱۹۲ عورت منکوحہ کے زمانہ حکام ہی جہنم جینے یا زیادہ میں جو بچہ پیدا ہو بلا دعویٰ شوہر کا سمجھا جاوے گا الا اس صورت میں جو بطریق معان حاکم نے تفریق کر دی ہو وہ اس کا بچہ نہیں شمار کیا جاتا ہے اور جو خلح سے چھ جینے کم کا بچہ ہو وہ شوہر کا نہیں شمار کیا جاوے گا اگر جہاں سے اس کے لطفہ سے ہو بطریق ذرا حاصل رہا ہو۔

تشریح

بہت نسبت میں قیافہ کو دخل نہیں ہے اور اگر یہ بت ہی قطعی طور معلوم ہو جاوے گا اس کا لطفہ نہیں ہے اس کا بچہ اعتبار نہیں ہے

کیونکہ عورت منکوحہ اگر زنا بھی کرے وہ بچہ شوہر کا ہو گا زانی کا نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ مسئلہ بہت نازک ہے جو وراثت میں بہن کے
 میں بہت اسی ضرورت ہر زنا کاری کی جگہ زیادہ ہوتی ہے خصوصاً امرائے خمیرین بچہ بلا سگئی۔ ہزاروں کیسیوں سے
 زنا کرتے ہیں اور بچہ نکاح کر لیتے ہیں تو زمانہ نکاح کا بچہ اسکی جائداد کا وارث ہو گا اور پہلے زمانہ کا نہیں ہو گا اور ایک
 جاہلوں میں یہی ہے کہ ایک شخص کی زوجہ دوم بہتر ہو جاتا ہے۔ وہ سب اولاد شوہر کی ہوگی اور اس زانی
 کی نہیں ہوگی زنا کرنے سے بچہ کا نسب اہل نہیں ہوتا جب تک بطریق لعان حاکم تفریق نہ کر دے اس میں خاص حدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ یعنی بچہ اوسیدیا ہے جو تخت میں وہ عورت ہے
 اور زنا کرنے والے کو سنگساری ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۔ اگر کسی شخص نے عورت کو طلاق بھی دی ہو اور عورت نے گزرنے عدت کا اقرار نہیں کیا تو اگر بچہ
 دو برس یا زیادہ میں بھی وقت طلاق سے پیدا ہو وہ شوہر کا ہو گا اور دو برس سے زیادہ میں کہا جاوے گا کہ بعد طلاق کے
 صحبت کی ہوگی اور حجت بھی ثابت ہوگی۔

تشریح

کم سے کم مدت جل چھ مہینے میں اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہے۔ اگرچہ عادت یہ ہے کہ نواہ میں بچہ پیدا ہوتا ہے
 مگر چھ مہینے اور دو برس میں بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ اگر کسی طلقہ جو بچہ کے دو برس کم میں بچہ پیدا ہو بالیقین بھی نہیں کہہ سکتے
 ہیں کہ بعد طلاق کا نطفہ ہے۔ جائز ہے کہ پہلے کا ہو اور اگرچہ دو برس یا زیادہ میں پیدا ہو تو بالیقین ہی کہا جاوے گا
 کہ بعد طلاق کا نطفہ ہے کیونکہ اوس صحبت کرنی بھی جائز ہے پس رجعت ثابت ہوگئی اسلیو کہ عورت کا اقرار نہیں ہے
 کہ میری عدت گز گئی جائز ہے کہ اوسکی عدت میں جن جن دو برس میں یا زیادہ میں پوری ہو اور عدت میں اسو صحبت کی گئی
 البتہ جبکی عدت مقرر ہے یعنی دن چار مہینے اس میں کچھ احتمال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۔ عورت طلقہ بانہ اور شوہر مردہ کے دو برس کم میں اگر بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا ہو گا یعنی جو ایسا ہو کہ
 طلاق بانہ یا وفات سے پہلے کا نطفہ کہہ سکتے ہوں۔ پورے دو برس یا زیادہ کو بچہ نہیں کہہ سکتے کہ طلاق یا وفات سے
 پہلے کا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۔ جس عورت نے اپنی عدت گزرنیکا اقرار کر لیا ہو پس زمانہ اقرار چھ مہینے یا کم میں جو بچہ پیدا ہو وہ شوہر کا سمجھا

جاوے گا اگر پورے چھ مہینے یا زیادہ میں بہرہ ہو وہ طلاق دینے والا یکا شہر مخصن کیا جاوے گا۔

تشریح

اسکی یہ وجہ ہے کہ جب عورت نے اپنی عدت گزرنے کا اقرار کر لیا شوہر سے چڑی ہوگئی اب کم سے کم مدت حمل میں جو بچہ پیدا ہو وہ دوسرا حل سمجھا جاوے گا۔

۱۹۶ مسئلہ۔ اگر خاوند بیوی میں بچہ پیدا ہوئے بچہ کے بہن ختام ہو گا کہ چھ مہینے سے کمتر میں پیدا ہو گا یا چھ مہینے میں تو جو نامہ می چھ مہینہ کا ہو اس کے قول کا اعتبار ہو گا۔

تشریح

اسلئے کہ اس کے قول میں بچہ زنا سے ہے اور جب تک کسی کو زنا سے بچایا جائے بہتر شہر مخصن کہتا تھا کہ نکاح سے چار مہینے بعد بچہ پیدا ہوا اور نہ کہ تہی کہ مخصن چھ مہینے بعد پیدا ہوا تو عورت کے قول کا اعتبار ہے۔

۱۹۷ مسئلہ۔ اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور وہ اس کے بعد بچہ جنے اور ان میں متوفی اسکی تصدیق کریں اور گواہ ولادت موجود بخون تو وہ بچہ وارثوں تسلیم کر لیا تو ان کے حصوں کا شریک ہو گا۔

۱۹۸ مسئلہ۔ اگر عورت مرد ہمیشہ سے ہم بستری ہے ہون اور حال نکاح یا عدم نکاح معلوم مخصن تو اسی لہجہ کی اولاد صحیح النسب سمجھی جاوے گی اور یہی قیاس کیا جاوے گا کہ بحالت نکاح ہی صحبت کی ہے۔ زنا نہیں کیا۔

خصانت یعنی پرورش کا بیان

۱۹۹ مسئلہ۔ خصانت کا حق ماں کو ہے اسکو بعد نانی کو پروردی کو بچہ بھون کو بچہ خالہ کو بچہ چچا کو۔

تشریح

خصانت ولایت کے برخلاف ہے ولایت بن باپ اور باپ کا خاندان مقدم ہے اور خصانت میں ماں اور ماں کا خاندان مقدم ہے کہ چونکہ زنتہ داری پدرستی زیادہ مستحق رکھتے ہیں اسلئے نانی وادی سے اور خالہ بچہ کی سے مقدم ہے اور قاعدہ ہے کہ بچے کے لئے اول وہ مونس مونس جن میں واسطہ رکھتا ہے بعد وہ مونس مونس جن میں واسطہ مرکا ہو اور اگر ان میں سے کوئی مونس تو ان کی مونس اولاد اگر وہ بھی نہ ہوں تو نانی کی اولاد اور وہ بھی نہ ہو تو وادی کی اولاد اور اس سطح سمجھو اور ولایت کے مونس تو ہیں کہ بچہ کیلئے کاروبار کر لے اور خصانت کے مونس ہیں کہ گوہرین رکھنا اور کہانا وغیرہ کہلانا۔

مسئلہ ۲۰۔ ان طبقات میں سے جس نے نکاح کر لیا اس کا حق ساقط ہو جاوے گا مگر اس صورت میں نکاح ایسے شخص سے کیا جاوے کہ وہ بھی مذان ہی نہ ہے سے ہے جیسے دادی اسی مذان کے کسی دادی سے نکاح کرے۔
 مسئلہ ۲۱۔ مان اور دادی کا خصانت میں لڑکی پر جب تک استحقاق ہے کہ جو ان ہو جائے یعنی حیض آنے لگے اور علاوہ مان اور دادی کے جبکہ وہ بچی آپ کھالے اور سب جو اسے اپنے آپ کرنے لگے۔

مسئلہ ۲۲۔ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دیدے تو بچہ پر اس عورت کا حق خصانت باقی رہے گا۔ الا اس صورت میں کہ بہن فرین لیجا نا چاہے تو اس وقت اس کا حق زائل ہوگا لیکن ایسی جگہ سفر کرے کہ جہان کی وہ عورت ہو اور نکاح بھی اس کا وہاں ہو تو ایسا سفر مانع حق نہیں ہے۔

شفعہ کے بیان میں

مسئلہ ۲۳۔ شفعہ ایک حق شرعی ہے کہ جبراً شفعہ شتری سے اسی قیمت پر حکم حاکم لے سکتا ہے۔
 تشریح

اگر زید نے اپنا حصہ خالہ کے ماتہ فروخت کر دیا زید کا بہائی عمر او سکوبرا بلانا ش نہیں لے سکتا ہے کیا معنی اگر اس نے ایسا کیا او سکوبرا عند الشرع حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۔ شفعہ جائداد غیر منقولہ میں ہوتا ہے جبکہ اس کا انتقال بذریعہ بیع کیا جاوے اور نیز ثمن بھی ایسا ہو کہ شفعہ اس کا مثل ادا کر سکے۔

تشریح

یہ معاملہ مخصوص شریعت مصطفویٰ ہے اگرچہ بطور ہمین یہ شبہ ہے کہ یہ ایک ظلم ہے کہ بلا ضمانتی چھین لینا ہے لیکن دیدہ انصاف جو دیکھا جاوے تو اس میں کمال انصاف کیونکہ ہمارے شفعہ ضرر پر ہے اگرچہ حق شفعہ کو حاصل نہوتا تو او سکوبرا ضرر ہوتا مثلاً کوئی بھلا مانس مکان کا شریک ہو اگر دوسرا شریک کسی بی یا بچال کو اپنا حصہ دیدا او سکوبرا نقصان پہنچتا ہو اور شفعہ غیر منقولہ جائداد میں تجویز ہو کہ وہ قابل انتقال نہیں بخلاف اس کو کہ منقولہ ہو اس سے ضرر تصور نہیں کہ شتری او سکوبرا دیکھا کر لیا جاسکتا ہے اور ایسا اگر ہمین شفعہ نہیں ہے کہ انصاف کے خلاف ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر ایک شخص کو سہہ کرے تو دوسرا شخص بھی سہہ کرے اور ایسا طریق میں یہ شرط کی گئی کہ ایسی شے کے بدلے

میں بیع ہوئی ہو تو بیع اوس بدل کا مثل یا اوسکی قیمت دے سکے پس اگر کھانا یا دوا یا جوت یا کپڑا یا غیر قول
 کو کرے اوس میں شفعہ نہیں ہو چکتا ہے۔ مان اگر دین نہ کرے عوض میں بیع کرے اور میں شفعہ ہو چکتا ہے کیونکہ اوسکا
 مثل شفعہ دے سکتا ہے اگر خود مر جائے تو کو کیا جائے تو اوس کا مثل یعنی کوئی عورت نہیں دے سکتا ہے
 مسئلہ شفعہ کا جو بیع تمام بایع کی جانب پیدا ہوتا ہے اگر بایع بیع شرطیہ کرے تو وہ بیع تمام نہیں ہے مان
 البتہ اگر مشتری خرید شرطیہ کرے تو وہ بیع بایع کی جانب سے تمام ہوگی اوس میں شفعہ ہو چک سکتا ہے۔

تشریح

بیع تمام کے معنی ہیں کہ بایع کچھ وجوہ اپنی ملک کا ازالہ کر دے اگر بایع نے ہر شرط بیع کی کہ میں تین روز میں
 اگر چاہوں واپس کر لوں تو اس کا نام کچھ سود بایع کی جانب سے ہے وہ نام نہیں ہے مان اگر اس طرح مشتری کچھ سود کرے
 تو شفعہ ہوگا کیونکہ شفعہ مشتری کا قائم مقام ہو جائیگا۔ اگر سودے سے پہلے یا درمیان سودے کے شفعہ ہوگا
 کرے تو اوس کا حق زائل نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب تک کوئی استحقاق پیدا نہ ہو اور اوس کا مالک
 نہ ہو انکار کا اہل عدم ہے۔ مگر اس زمانہ میں علم لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ بیع تمام جب ہوتی ہے جب توازن جبری ہو جاتی
 ہے غلط ہے کیونکہ معاملہ بیع کے جزو یا بایع قبول ہیں جو وقت وہ پورے ہو جائیں معاملہ تمام ہو گیا صرف دستاویز
 نشانی معاملہ ہے۔ پس اگر کسی نے بعد پورا ہونے سے بیع فیما بین متعاقبین اور قبل جبری انکار خریدنے سے
 کیا اوس کا حق زائل ہو گیا۔

مسئلہ جب شفعہ ایسا حق ہو کہ جبراً شفعہ بلا اختیار بایع خرید سکتا ہے پس کسی شرط بایع کی جانب سے اس قسم کی کہ اوس
 میں کسی شفعہ کو استحقاق نہیں اور نہ مشتری کے ذمہ اوسکی جلد ہی ہوگی موثر نہیں سب کا اہل عدم ہیں۔

تشریح

اکثر لوگ بروقت بیع بایع سے یہ شرط کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس کا شفعہ پیدا ہووے تو مجھے کچھ سود کا نہیں وہ
 بایع سے مخالفت کرے یہ بالکل غلط ہے۔ اس نامہ میں شفعہ دو قسم کا مروج ہے ایک کا نام شفعہ بربط شفعہ دوسرا
 کا نام شفعہ بربط واجب العرض جو کہ معاملہ باہمی کی سے ہوتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ سلمان جو معاملہ ایسا کریں کہ حلال
 قانون شریعت ہو وہ معاملہ کا اہل عدم ہوگا اگر یہ معاملہ ہو گیا ہو کہ جب تک ہماری شے کوئی حیدر بنی نہیں لے گا

دوسرے کو نہیں دینگے اور فرض کر دو کہ شخص از روئے شرع شریف شیعہ نہ ہو اور جو شیعہ ہو وہ ہم چند اور گانوں کا شریک بھی
 نہ ہو تو اس کو جبراً حق خریداری پہنچتا ہے اور اسکے مقابلہ میں بھی معاملہ کب و شر ہوگا ورنہ لازم آوے گا کہ شیعہ کو جبراً
 حق نہیں پہنچتا ہے۔ مان البتہ چون خواص سے معاملہ باہمی ہوا ہے اگر وہی شیعہ شرعی بھی ہو تو کچھ مضائقہ
 نہیں یہ بہت جگہ پیش آتی ہے مثلاً ایک گانوں کے ایک آدمی نے کچھ اپنے ساتھی خیر کا حصہ ایک اجنبی آدمی کو مانہ یہ کہو
 کہ جو نہ ہم ہر اور نہ گانوں کا رہے والا ہے اور نہ اس کچھ معاملہ باہمی کیوقوف میں ہوا ہے اور اس میں کو سب نے
 تسلیم کر لیا اب آئندہ اگر دوسرے حصہ اسی جائداد کا فروخت ہو تو یہ اجنبی شخص شیعہ ہوگا کہ واجب العرض میں
 اس کے خلاف ہو ہی وجہ ہے کہ اکثر دیہات اور قصبات میں واجب العرضوں میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بیہیون کو
 حصہ نہیں دینگے یا زوجہ کو فروش کا صرف مجاز ہے۔ مگر چونکہ غیر شرط خلاف قانون شریعت ہے معتبر نہیں اس طرح
 مسلمانوں کا ہر ایک معاملہ واجب العرض آپس میں جو مخالف ہو شرع شریف مسلمہ کو خست ہو تو ورنہ نہیں ہوگا۔
مسئلہ شفعہ ایسا حق نہیں کہ بذریعہ سہ یا وراثت دوسرے پر منتقل ہو پس جس شیعہ نے اپنا حق ثابت کر کے
 حق چوڑ دیا دوسرے شیعہ کو نہیں پہنچے گا اس کا شری ہی مالک رہے گا۔ مان اگر قبل ثبوت حق اس کا انکار کرے
 تو وہ ایسا سمجھا جاوے گا کہ ابتداء سے کالعدم ہے باقی شیعہ اس کو لے لوں گے۔

تشریح

فرض کر دو ایک مکان کا ایک شیعہ ایسا ہے کہ اس کے مقابلہ میں اور کوئی شیعہ نہیں ہو سکتا ہے اس نے اپنا حق عدالت
 سے ثابت کر کے چوڑ دیا پر وہ حق دوسرے شیعہوں پر کہ اس کو کس میں نقل نہیں ہوگا کیونکہ میں انتقال حق لازم
 آتا ہے علیٰ ہذا القیاس اگر برابر کے پانچ شیعہ ہوں بعد ثبات حق اگر ایک اپنا حق چوڑ دے تو وہ حصہ اور بیہیون
 عود نہیں کرے گا مان اگر پانچ شیعہ برابر سے ایک روئے اول ہی انکار کیا یا شیعہ قریبے اول ہی انکار کیا تو باقی
 شیعہوں کو وہ حق پہنچے گا وہ ایسا سمجھا جاوے گا کہ گویا شیعہ ہی نہیں تھا۔ اگر شیعہ قبل بالش کرنے یا دوران مقدمہ
 میں قبل حکم حاکم مراد سے تب ہی شفعہ ہل ہو گیا اسلئے یہ حق قابل وراثت نہیں ہے اور حکم حاکم شیعہ مالک نہیں
 ہوتا ہے پس اسی حالت میں وراثت نہیں جاری ہوتی ہے۔ مان اگر حکم حاکم شیعہ مالک ہو گیا ہے اور فریق
 ثانی نے اپیل کر رکھا ہے دوران پل میں شیعہ مرگیا اس وقت مرنے سے شفعہ سا قی نہیں ہوتا ہے بجائے شیعہ اس کا

وارث قائم مقام ہوگا اسلئے کہ شرع محمدی میں حقیقت اہل بیعت ہے کہ اوپر کا حاکم ماتحت کے حکم کو مطابقت قاعدہ سمجھی بحال رکھے ورنہ توڑ دے۔ اہل کا حکم یا تو تائید حکم ماتحت ہے یا نسخ ہے وہ نسخ یا نسخ حکم اہل سے شمار ہوگی اوس سے پہلے مالک شفع بر سر تور ہے وراثت برابر چلے گی بخلاف زمانہ قبل حکم عدالت ابتدائی کہ مالک شخص استحقاق ہو ہوم تہا ملک کا نام نہیں ہے اوس میں وراثت جاری نہیں ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۰۸ شفعہ کا وجود بیع سے ہوتا ہے جب وہ جائیداد بیع ہوگی خواہ کتنی ہی دفعہ ہونی تیا وجود پیدا ہوگا۔ ایک دفعہ کا انکار ہر ایک بیع میں موثر نہیں۔

تشریح

فرض کہ روکہ زید نے ایک حصہ اپنے مکان کا خالد کے ہاتھ بیٹا والا اور شفع نے اوس بیع کو تسلیم کیا۔ پہر اگر خالد زید ہی کے ہاتھ بیٹھا لے جسکو بیٹھا نہ کہتے ہیں یا کسی اور کے ہاتھ فروخت کرے تو کوئی بچہ حق شفعہ پیدا ہوگا کہ دوسری بنا پیدا ہوتی۔

مسئلہ ۲۰۹ شفعہ کا دعویٰ بابت کل شتر تیار ہے شفعہ کو کرنا لازم ہے جو دعویٰ سموع نہیں ہو سکتا ہے۔

تشریح

یہاں تک کہ اگر چار شفع برابر کے درجہ کے ہوں اگر ایک دعویٰ اپنے چہارم حق کا بالانفراو کرے وہ دعویٰ سموع نہیں اکیلای گل کا دعویٰ کرے جیسا مجمع ہو کر گل کا دعویٰ کرتے۔ یعنی شفعہ مثل وراثت حق ثابت نہیں ہے اگر چار برابر کے شفع ہوں اور گل دعویٰ کریں تو یہ برابر ہوینگے ورنہ جو دعویٰ کرے پورا وہ ہی لیو لگا اسلئے کہ ملک اب حکم حاکم یا تراضی سے دینے میں ہوتی ہے غرض شتری مدعا علیہ ہر مجموعہ نہیں کیا جاوے گا آدما تہائی دیدے۔

مسئلہ ۲۱۰ شفعہ کے اندر اس طرح ترتیب ہے اول شفع خلیط فی نفس المبیع دوسرے شفع خلیط فی حق المبیع تیسرے شفع جار ملاصق جب تک شفع خلیط چھوڑے دوسرے کو حق نہیں چھوڑتا ہے۔ علی ہذا القیاس شفع حق المبیع کے سامنے جار ملاصق کو حق نہیں چھوڑتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۱ شفعہ خلیط وہ ہے کہ بیع کی ذات میں شریک ہو اس طرح سے کہ انگشت برابر ایسی زمین چھو جس میں دونوں کا سا جہاں چھو یعنی دونوں کا حصہ ملا ہوا ہو۔

تشریح

خلاف کے عربی میں ملانے کے معنی ہیں یعنی دونوں کا حصہ ایسا ملا ہوا۔ کسی جزو میں کو نہیں کہہ سکتے کہ یہ فلانی کی ہر چیز اور تین بیٹے ایک باپ کے وارث ہوں یا پانچ آدمیوں ایک شے بھٹے پر اس پر یا کچھ زیادہ کم کے حساب سے خرید لی ہو اور خلط کتے ہیں پھر وہ جب آپس میں تقسیم کر لیں سب کی جڑی جڑی جا رہا ہو جو وہ خلط شمار نہیں کئے جاویں گے۔ عام لوگ خلط فی نفس المبیع اس کو سمجھ رہے ہیں کہ جو لوگ ہم خرید ہوں یا ایک احاطہ میں سکانات واقع ہوں یا ایک کھوٹ میں زمین واقع ہو یہ غلط ہے۔ ایک داد کی اولاد اگر اپنی اپنی جا رہا تو تقسیم کر لیں تب تو خلط فی نفس المبیع شمار کئے جاویں گے ورنہ خلط فی حق المبیع یا جار ملا حق میں شمار کئے جاویں گے دیکھو اگر ایک شخص کے چار سپہ ہوں اور اگر ایک مکان یا روضی کو انھوں نے تقسیم کر لیا پھر ان میں سے ایک سپہ کے دو سپہ ہوں انھوں نے آپس میں تقسیم نہیں کیا ہے ان میں سے اگر ایک شخص اپنا حصہ فروخت کرے تو اس کا شفعہ خلط فی نفس المبیع اس کا سگا بھائی ہو گا پھر فرض کر دشتی سے اس کی کسی اور شفعہ نے دعویٰ نہیں کیا اور وہ دشتی شخص اپنی شخص ہو اس کے بعد اگر دوسرا بھائی اپنا حصہ فروخت کرے تو وہ دشتی شخص خلط فی نفس المبیع ہو گا اس کے سامنے دوسرا کو حق نہیں پھونچتا ہے گو وہ ہم خرید میں غرض خلط ہونا اس شے کے اعتبار سے ہے کچھ کسی کی صفت دوائی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۔ چونکہ شفعہ ایک حق غیر محسوس ہے لہذا اس میں شفعیوں کے عدد کا لحاظ ہے حقوق کا نہیں ہے۔

تشریح

فرض کرو زید نے ایک مکان فروخت کیا اور اس کے پانچ شخص شفعہ میں اور وہ پانچوں شخص حصہ میں زیادہ کم اس مکان کے مالک میں کی روئے دعویٰ شفعہ کرتے ہیں پس تفاوت حصہ کا لحاظ نہیں ہو گا بھٹے ساوی سکو شفعہ پھونچا۔ یہاں تک اگر دشتی بھی شفعہ ہو وہ بھی مثل دیگر شفعیوں کے مستحق لینے کا ہے یہ جو بان شہور ہے کہ ہر شفعیوں سے اگر ایک بائع سے خرید لیوے باقی کو اس کے مقابلہ میں شفعہ نہیں پھونچتا ہے بالکل ہے اعتبار ہے باقی دوسرے شفعہ اگر دشتی شفعہ کا حصہ چھوڑ کر دعویٰ کریں ان کو مل سکتا ہے اس کا نام تجزیہ دعوہ نہیں ہے جو کہ جو جب مسئلہ ۲۰۹ ممنوع ہے بلکہ تجزیہ دعوہ اس کو کہتے ہیں کہ اگر شفعہ کو مل شے ملجائی اگر وہ دعوہ

۱۲۔ شفعہ ہر مال کا نہیں ہے۔

کرتا گداؤں نے ایک جزو چھوڑ دیا وہ جائز نہیں ہے جیسا کہ اگرچہ شفیع ہوں اور شتری محض حاجی شخص ہو
 ہر ایک شفیع خواہ ملکہ یا تنہا کال کا دعویٰ کرینگے۔ اسی طرح سے اگر جائداؤں شفعہ کے ساتھ دوسری جائداؤں غیر
 شفعہ سے ایک ہی دستاویز اور ایک معاملہ میں بیع ہوئی ہو تو شفیع کو صرف اسی جائداؤں شفعہ پر حصہ رسد
 دعویٰ کرنے کا مجاز ہے اور یہی تجربہ دعویٰ نہیں۔

مسئلہ شفعہ چونکہ حق ضعیف ہے اس کے ثبوت کے لئے تین چیز ضرور ہیں۔ اول طلب موثبات دوسرے
 طلب اشہاد تیسرے طلب خصوصیت۔ اگر شتری راضی دینے پر نہ ہو لیکن شخص جو بیع کسی اس طلب اشہاد
 سے سوز ہو تو وہ ان بجائے طلب اشہاد فی انور اطلاع شتری یا بالک کو اگر دھنیرانک او کی قبضہ میں ہو تو خریدی

تشریح

طلب موثبات اس کو کہتے ہیں کہ حقیقت علم بیع ہوئی ہو اور طلب خریداری ظاہر کرے یہاں تک کہ اگر علم بیع ہو اور شری
 دیکر چکا گیا اتنا ذرا سا اعراض اس کے حق کو رائل کرتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ علم بیع اور طلب کے درمیان کوئی ایسا فعل
 نکلیا جا جو دلیل عرض ہو اور اس کا جاننا کہ کونسا فعل دلیل عرض ہو اور کونسا نہیں ہو قوف رواج پر ہے۔ مثلاً
 شفیع کو اگر علم بیع ہو اور بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا یا کسی اور کام میں مشغول ہو گیا۔ پس حق شفعہ کی حیثیت سے فیعل ایسا
 سمجھا جاوے گا کہ گویا صراحتاً انکار کر دیا ہے اور اگر علم بیع کے بعد شفعہ کھڑا تھا بیٹھ گیا یہ فعل دلیل عرض نہیں ہوگا
 معاملہ کے لئے ہی بیٹھا ہے غرض کہ ہر فعل کا حال رواج سے معلوم ہو جاتا ہے۔ ثبوت میں موثبات کے معنی کو دینے
 کے ہیں پس شرع شریعت میں بھی مراد ہے کہ شفعہ ہی آبادگی ظاہر کرے یہ ضرور غرض کہ تحقیق میں کو دینے لگے
 بعض لوگ یہ سمجھ گئے کہ اگر اونچی جگہ پر بھی ہوا اور خبر بیع سننے تو وہاں سے کوٹھے بیٹھ غلط ہے۔ یہ چیز طلب موثبات
 کر لی تو اس کا حق ثابت ہو گیا۔ لیکن درجہ اتنی کامی کو نہیں پھونچا۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ خاکہ کسی نقشہ کا ہو
 جب طلب موثبات پورے طور پر ہو چکی ہو تو کوئی طلب اشہاد ہے۔ طلب اشہاد اس کو کہتے ہیں کہ شے متنازعہ فیہ
 کے پاس جا کر یا شتری یا بالک کے پاس جا کر وہ شخص کو گواہ کر لے کہ میں اس کو خریدتا ہوں تم گواہ دینا۔
 اگر مکان متنازعہ یا زمین معاملہ کے پاس ہی شفیع کو بیع کا علم ہوا اور موثبات طلب موثبات اور اشہاد
 ایک ہی لفظ سے ادا ہو جاتے ہیں مگر طلب اشہاد میں لفظ (تم گواہ دینا) کہنا ضرور ہے۔ طلب موثبات

صفحہ ۳۳۳ عبادہ علی بن ابی طالب

میں گواہ کی ضرورت نہیں ہے اور طلب اشہاد میں گواہ ضرور ہیں اس کا یہ طلب ہے کہ نفس طلب موثبات بلا گواہ ہو سکتی ہے اور طلب اشہاد بلا گواہ نہیں ہو سکتی ہے زانیہ امر دیگر ہے کہ ثبوت طلب موثبات بھی بدون گواہ نہیں ہو سکتی ہے اس لئے طلب موثبات کے لئے بھی گواہ چاہئے نفس معاملہ اور شے ہے اور ثبوت معاملہ اور جب اس لئے طلب اشہاد بھی کر لی اوس کا حق پختہ ہو گیا جیسا کہ پختہ نقشہ خاکہ پر بنایا جاوے مگر اب تک وہ مالک نہیں ہو گا۔ مالک جب ہوتا ہے کہ کیا تو شری اپنی رضا سے اوس کو دینے یا حاکم دلاؤ نقطہ حق اس معنی کرنا کیجانی ہے کہ اوس کے بعد اس کو سکوت کرنے سے حق نال نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ امام محمد رضائی تو طلب اشہاد کے ایک مہینہ معاذ اللہ قرار دیا لیکن مفتی یہ بھی ہے کہ کچھ مہینہ نہیں جب چاہے بذریعہ حاکم لے سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا فعل شیعہ سے نہ پایا جاوے کہ دلیل عرض ہو شلادہ طلب اشہاد کہ کہے ہوں گیا ہو اور خیال بھی نہیں رہا ہوان اللہ اگر بوجہ نہ ہم پوچھتے یا اور کوئی مستقبل کی وجہ سے پختہ دن چکا خیر کرے۔

۲۱۲۔ جب کوئی شیعہ نالاش کرے اور کو ان اور کائنات کرنا ضرور ہے یہ کہ مکان متنازعہ فروخت ہوا۔ یہ شیعہ جس مکان کی وجہ شفعہ کرتا ہے اوس کا مالک یہ کہ فیون فی قسم کا شیعہ ہو اور میں لپ حق کا ہو یہ کہ شیعہ نے طلب موثبات پر طرہ اور کردی یہ کہ بعد طلب موثبات اوی وقت طلب اشہاد بجالایا ہون یہ کہ شیعہ نے شری ہو لینا چاہا اوس کا کر کیا جب یہ ہو پوری طرح بجالادے تو شری مدعا کی طرف حاکم التفات کرے ورنہ اول شیعہ کے دعویٰ کو خارج کر دے

تشریح

ان واقعات کا ثبوت شیعہ کے ذمہ ہے اگر ان کا ثبوت پورے طریقے سے نہ ہو سکے تو دعویٰ شیعہ بلا جواب مدعا علیہ خارج ہو جانا چاہئے۔ فرض کرونی الواقع بیع ہوئی ہو لیکن شیعہ طلب موثبات بجا نہ لایا ہو یا طلب موثبات تو بجا لایا ہو اوس کے بعد طلب اشہاد نہ بجا لایا ہو اور طلب موثبات اور طلب اشہاد کی حقیقت مسئلہ میں معلوم ہو چکی ہے طلب موثبات اور طلب اشہاد میں زعفران کا حاضر نہ ہونا ضروری نہیں خواہ اوس وقت روپیہ ہو یا نہو طلب موثبات ہو سکتی ہے۔

۲۱۵۔ بعد بجالائے تمام شرائط شفعہ کے اگر شیعہ رہنما حق چھوڑ دے تب بھی اوس کا حق نال ہو جانا چاہئے یا نہ ہو اس میں شک نہیں کہ تب وہ بھی حق نال ہو جانا چاہئے۔

تشریح

مثلاً فرض کریں کہ ایک مکان خریدار اور خالص بیع نے بھائی ان شرفہ کے زیر سے کچھ کہا کہ یہ مکان تو میرا
ہاں تہیچر سے تو اس کہنے سے پہلے بیع کو تسلیم کر لیا تھا شرفہ ہکا بل ہو گیا فیصلہ اسکی یہ ہے کہ شرفہ کی شریعتی استدعا
و قسم کی ہے ایک تو اس طرح پر کہ جبر شرفہ چاہتا ہے کہ بجائے چکواؤسی پر عقد میں تو شری کرادے اور تو در بیان
سے جدا ہو جائے نہ عدالت میں جبر انوکھا تو عدین حقیقت شرفہ کے پہلے ہی معاملہ میں بجائے شری بیع آپ کو
بنانا چاہتا ہے دوسرے کہ شرفہ اگر یوں چاہے کہ تو میرے ماٹھہ بیچ کر دے یعنی دوسرا معاملہ کرے اس میں پہلے معاملہ
کو تسلیم کر لیا تھا شرفہ ہکا بل ہو جائیگا۔ دیکھو ان دونوں صورتوں میں بہت باریک فرق ہے طلب خصوصیت میں
خوب لحاظ رکھنا چاہیے اور ہکا وقوع بہت ہی لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔

مسئلہ ۲۱۶۔ جب شرفہ کی حقیقت یہ ہے کہ بجائے شری اول پہلے ہی معاملہ میں جبر آپ شری ہوتا ہے پس بیع
قائم مقام شری خاص ان اور میں جو جزو معاملہ ہیں جبر جادو لگا باقی شرائط میں ایک دوسرے کا پابند نہ ہوگا۔

تشریح

اگر در میان شری اور بائع کے یہ شرط ہوئی تھی کہ میں ہر گز اس کو واپس نہیں لوں گا خواہ کسی ہی عیب ہو اس معاملہ
کا شرفہ پابند نہ ہوگا اس کو در صورت عیب اختیار دہی کا ہے یا شری نے کچھ سودے سے خریدی تھی اس کا شرفہ
نہیں پہنچے گا۔ شرفہ کا پکا سودہ سمجھا جاوے گا مان البتہ جقدر شے بیعہ یا جو مقدار میں قرار دیا گیا ہے اسکی پابندی
لازم ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر بائع نے شری کو اُدھار دیا ہو بھی شرفہ کو مجاز نہیں کہ وہ اُدھار لے۔

مسئلہ ۲۱۷۔ جب شرفہ خلیط فی نفس البیع نہ ہو یا وہ اپنا حق چھوڑ دے اس کے بعد شرفہ شرفہ خلیط فی حق البیع کو
پہنچتا ہے۔

تشریح

خلیط فی حق البیع اسکو کہتے ہیں کہ ذات بیع میں تو شریک نہ ہو بلکہ نافع اور حقوق میں جو کہ ذات بیع سے خارج ہے اس
میں شریک ہو گیا کہ راستہ اور پانی وغیرہ اور راستہ کا شریک پانی کے شریک سے مقدم ہے اگر ایک احاطہ میں بہت سے
مکان ہوں اور ہکا راستہ ایک ہو پس ایک راستہ و ایک نسبت اسکو کہ پانی میں شریک ہو تو بیع دی جاوے گی اور راستہ سے

مراد وہ راستہ ہے جو شارع عام نہ ہو کیونکہ شارع عام سب کی ملک نہیں ہے پر رہنہ کو شریکوں میں قتل او کو
 ترجیح ہے جو مکان بے بیہ اول راہین آدھرا و بکر جو ہو و اگر برابر تو بین شخص ایسوں کو حصہ چھوڑیگا۔
 مسئلہ ۲۱۸۔ جار لاحق او کو کہتے ہیں کہ او سکا مکان بے بیہ سوا ایک جانب یا دو جانب یا تین جانب متصل
 ہو اور پانی اور راستہ میں اہل شریک نہ ہو اگر پانی اور راستہ میں بھی شریک ہو تو غلطی فی حق البیع شمار کیا جاویگا۔
 مسئلہ ۲۱۹۔ جائز ہے کہ ایک شخص چاروں قسم کا شفع ہو چاہا کہ پس وہ اگر اپنا حق ایک قسم کی حیثیت سے
 چھوڑ دے تو وہ سب قسم کی حیثیت سے چھوڑنا سمجھا جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید ایک مکان بے بیہ کا شفع خلیط فی نفس البیع اور حق البیع فی الطریق اور حق البیع فی الشرب جا لایا ہے
 او سنے بعد خبر بیع طلب موثبت اور طلب اشہاد و نہیں کی وہ ایسی سمجھی جاوے گی کہ تمام حیثیت کی رو سے اس کا
 شفعہ ساقط ہو گیا نہ چھ کہ چار حیثیت کی وجہ سے چار دفعہ اس کو طلب موثبت اور طلب اشہاد چاہ کر تھی۔
 مسئلہ ۲۲۰۔ اور اگر چاروں حیثیت کے شفع مختلف ہوں اگرچہ بیچ کا ہر سہ کے مقدم شفع کے ساتھ کو
 استحقاق شفعہ نہیں مگر شفعیہ کو اپنے تقرر حق کہہ لئے فی الغور طلب موثبت اور طلب اشہاد بجا لانا چاہئے
 ورنہ شفعہ باطل ہو جاویگا۔

تشریح

فرض کرو زید عمر و سگے بھائی ہیں عمر غائب ہو زید نے اپنا حق کہ کیا تھو چڑا لایا شفعیہ موجود ہیں عمر سے کم درجہ
 کے شفع ہیں ابو علم بیع طلب موثبت اور طلب اشہاد و انکی بو دین عمر غائب کو خبر بیع پہنچی او اس حق پہا چھوڑ دیا
 پس ان شفعیہ کو بھی حق شفعہ نہیں پہنچ چکا کہ طلب موثبت اور طلب اشہاد بو بیع بیا خنیں لایا اگرچہ خیال اس کو بھی
 بجا نہ لائے ہوں کہ اول خلیط منہ رقم ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ان دونوں طلبوں کا فی الغور بجا لانا ہر قسم کے
 شفعیہ پر واسطے تقرر حق کے لازم ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۔ اگر شفع نے اپنا حق شفعہ بو معلوم ہوئے کسی خاص وجہ کے چھوڑ دیا اور چھ بیعت ثابت ہو کہ وہ چھ
 درجہ نہیں تھی پس وہ ضامنہ مندی تعلق اسی درجہ کے شمار کیا جاوے گی در صورت نحو نے او سوجہ کے ذیل مذکور

تشریح

۲۲۲۔ اگر شیخ از کاخِ دیداری قبلِ بیج کرے تو بیع کے شعبہ میں نقصانِ بخین ہو چکا تا۔

تنسيق

[illegible]

تشریح

اسکی یہ وجہ ہے کہ شفعہ کا حق اس سے پیدا ہوتا ہے کہ بدلے کی ملک سے محکم شتری کے پاس وہ شے آجاوے تو بین شتری کے قائم مقام ہو جاوے اور صورت میں اگر شفعہ شتری کا کوئل ہو وہ دہرہ اپنے حق کے پیدا کرنے کا سہاویہ اس میں دلیل عرض نہیں بخلاف اس کے کہ شفعہ اگر بائع کا کوئل ہو اور وہ دوسرے شخص کو اپنی رضا مندی سے دواوے اور نگتہ اس میں یہ حصے کہ انش شفعہ میں مدعا علیہ شتری ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۲۷ اگر شفعہ نے اوس شے کو جس کی وجہ سے دعویٰ کرتا ہے قبل لینے مکان شفعہ کے اپنی ملک سے قطعی طور پر نکال دیا عام ہے خواہ بذریعہ بیع یا ہبہ یا عوض اوس کا شفعہ باطل ہو جاوے گا۔

تشریح

اصل یہ ہے جو وقت استغانت حاکم جبراً لینا چاہتا ہے جب تک اس کے باوجودین حاکم حکم نہ کرے وہ شے جسکی رو سے دعویٰ شفعہ کرتا ہے اسکی ملک میں ہونی چاہئے اگر شفعہ نے بعد بیع لانے شرائط شفعہ یا بعد بیع لانے قبل حاکم حکم اپنا مکان فروخت کر دیا اس کا شفعہ باطل ہو جاوے گا۔ عام ہے خواہ اپنے اپنی شتری کو تفصیہ دیا ہو یا نذر دیا ہو یا ان البتہ اگر بیع کچھ سود سے کی ہو جو کو مطلق شرع شریف میں خیال شرط رکھتے ہیں تب اوس کا شفعہ باطل نہیں ہو گا مگر اس میں بھی شرط ہے کہ اوس سود سے بائع جو اسے اگر شفعہ نے اوس سود کو جان کر کھا تو وہ ایسا ہی سمجھا جاوے گا کہ گویا اول قطعی طور پر بیع کر دیا تھا پس پھر شفعہ باطل ہو گا اس طرح اگر اوس نے ہبہ کر دیا اس سے بھی اوس کا حق زائل نہیں ہوتا کیونکہ اوس کو حق رجوع حاصل ہے اگر ہبہ کو نافذ سمجھے اور رجوع نہ کرے صورت میں حق شفعہ زائل ہے اور چونکہ ہبہ یا عوض میں اوس کو اول ہی حق رجوع حاصل نہیں اوس میں باقی حق شفعہ زائل ہو جاتا ہے اگر شفعہ کی حقیقت رہن ہو یا بعد بیع لانے شرائط شفعہ رہن کو تو اس کا حق زائل نہیں کیونکہ اوس سے پہلے مالک ہے اور بھی حال بذریعہ عاریت دیدینے کا ہے اور اگر شفعہ نے اپنی حقیقت ایسی حالت میں وقف کر دی ہو تو وہ کیسا چاہئے کہ اگر اسطرح وقف کر دے جسکی وجہ سے اس کا دائرہ ملکیت ہو گیا تو اس کا شفعہ باطل ہو جاوے گا۔ اور اسکی تفصیل وقف میں معلوم ہوگی

مسئلہ ۲۲۵ اگر کوئی شفعہ یا بیع ہو اوس کے قائم مقام اوس کا جہتم تک مابا یا نذر کر دیا ہو یا بیع یا ہبہ یا عاریت

یا سکوت موجب زوال حق شفعہ ہوگا پھر نہ مانع کو بعد بلوغ مجاز شفعہ نہیں ہے اسی طرح اگر شفعہ نے اپنا وکیل کسی کو
کر دیا ہو اوس کا تسلیم اور سکوت بھی مثل شفعہ سوگن شمار کیا جاوے گا۔

تشریح

پس اگر کوئی شخص کسی کو مختار عام اپنی طرف سے کر دے اور خود غائب ہو اگر اوس کا مختار عام طلبہ ثابت یا طلبہ ہاؤ
بد علم بیع بجا نہ لاوے یا دعویٰ شفعہ سے دست برداری کر دے وہ مبنی زائل ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۲۲۶۔ دعویٰ شفعہ حقیقت میں درود و عودوں سے مرکب ہر اول ثبوت حق شفعہ دوم تعیین ثمن جیسا کہ پہلے
دعویٰ کا ثبوت شفعہ کے ذمہ ہے اسی طرح اگر اختلاف ثمن میں ہو تو اوس کا ثبوت بھی شفعہ کے ذمہ ہے اگر اوس
ثبوت میں کچھ نقصان ہو تو بلا حلف بیان شتری مدعا علیہ مرجع ہوگا اور اگر دو تون ثبوت کامل طور سے پیش کریں
تو شفعہ کا ثبوت سرج ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۷۔ اختلاف ثمن میں بائع کا قول چنانچہ ان معتبر نہیں مثل ایک گواہ کے سہجہ جاوے گا۔ الا اوس صورتیں
کہ بائع کو شتری سے اب تک کچھ وصول نہیں ہوا ہے تو اوس صورت میں بائع کے قول پر حاکم طے کر دے اور اسکو
ایسا سمجھ کہ بائع نے قیمت کم کر دیا۔

تشریح

اگر بیع ہزار روپیہ پر ہو اور پھر بائع کو روپیہ شتری کو چھوڑ دے تو شفعہ کو بھی بقدر حصہ کی ثمن میں ہو جاتی ہے اور
اگر اس ثمن بائع چھوڑ دے تو شفعہ کو کل ثمن دینا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۔ اگر شفعہ اہل اسلام نہ ہو تب بھی اوس کو حق شفعہ پہنچتا ہے اسی طرح اہل اسلام کو بھی شفعہ پہنچتا
ہے اگر کافر شتری ہو۔

تشریح

شفعہ کی بنا ضرر پر ہے اس کا قیاس وراثت پر نہیں ہے کہ اختلاف دین اس کا مانع ہو مگر اس زمانہ میں اس مسئلہ میں ایک
پہچان واقع ہو گئی وہ یہ ہے کہ گورنمنٹ اہل اسلام نہیں اور خود کسی مذہب میں دست انداز نہیں ہوتی ہے۔ اگر بائع
اور شتری اور شفعہ تیون اہل اسلام ہوں تو بلا شک اس مسئلہ کو جاری کر سکتی ہے اگر ان تیون میں اختلاف مذہب ہو تو

صفحہ ۳۹۹ باب اولیٰ کو دیکھو۔

صفحہ ۲۱۳ باب ثانی جو حق صحت اہل کو دیکھو۔

البتہ آئین موافق قاعدہ گورنمنٹ وقت واقع ہوتی ہے لیکن موافق قاعدہ گورنمنٹ بھی شتری اور شفع الہ اسلام ہونا کافی ہے کیونکہ مانع کا اس دعویٰ میں کچھ سرو کا نہیں ہے اور کل تو واسطہ در میان سے نکل گیا رہا شتری جو کہ مدعا علیہ ہے اگر وہ الہ اسلام ہے اس کو بموجب اس کے مذہب کے جبراً پابند کر سکتی ہے جو عام ہے خواہ شفع الہ اسلام ہو یا نہ ہو پس اگر شفع کو الہ اسلام ہونا ضروری نہیں ہے کیونکہ اس کو ہماری شریعت کے بموجب اتحقاق حاصل ہے لیکن گورنمنٹ اسی قاعدہ کے بموجب جو شخص غیر متقدم ہو اس کے کہنے سے متقدم کو مجبور نہیں کر سکتی ہے لہذا شفع کا بھی الہ اسلام ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۔ اگر شتری مدعا علیہ کے پاس شے متنازعہ فبیہ کی قیمت کسی ایسی وجہ سے کم ہو گئی جس میں شتری طرف سے کچھ قدر کمی نہیں ہوئی تو شفع اسی قیمت کو لے گا جتنے کو شتری نے خریدا ہے حال کی قیمت کا اعتبار نہیں اور اگر اصل میں کمی ہو جاوے تب قیمت کم ہو جائیگی۔

تشریح

فرض کرو زمین پر ایک مکان خریدا وہ خود خود بزم ہو گیا یا وخت سمارا فنی تخی خریدا وہ درگھو گیا یا کوئی ار فنی خریدی اس کا بوقت نالش بجا ہو گیا یا کوئی زمین چاہی تھی اب اس میں پانی آنا منتفع ہو گیا ان صورتوں میں شفع چاہے پوری قیمت کو خریدے چاہے واپس کر دے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ وصف کے مقابلہ میں شین نہیں ہوتا ہے لیکن اگر ار فنی ہی کم ہو جاوے جیسا کہ نصف غرق ہو گئی اسی صورت میں کمی میں ہوگی کہ چھان میں ہی کم ہو گئی

مسئلہ ۲۳۰۔ اگر کوئی نقصان شتری کی قدری سے ہوا تو بقدر نقصان کمی میں ہوگی علی ہذا فقہاں اگر شتری کی صنعت سے کچھ قیمت زیادہ ہو گئی تو اسی قدر شین میں زیادتی ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ وہ زیادتی قابل جہد کر کے نہ ہو۔

تشریح

فرض کرو زمین پر ایک مکان خریدا اور کما علیہ اس سے اتار لیا تو شفع میدان زمین کو بقدر حصہ قیمت میدان خریدے گا اور ملکہ شتری کا ہو گا اور اگر چاہے ملکہ سمیت کل قیمت کر لے وے اور اگر شتری نے اس مکان میں دستکاری کی جیسا رنگ آمیزی وغیرہ تو اس صورت میں بالضرورت شفع کو اس کی قیمت دینی آوگی کیونکہ

صفیہ ۲۲۹ شفع بزم یا فنی کو درج ہو

وہ دنگاری قابل جدی ہونیکے نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۔ اگر شتری نے کوئی ایسی زیادتی کی ہو کہ وہ جدی ہو سکتی ہے تو دو حال سے خالی نہیں کیا تو اس کے جدی کرنے سے ضرر اراضی ہے یا خنیں اگر ضرر ہو تو شعیب جبراً اس زیادتی سمیت بائز قیمت اندیش لینگا۔ اگر جدی کرنے میں کچھ خنیں تو اسکی بھی دو صورت ہیں اگر وہ زیادتی ایسی ہے کہ کچھ سپادین چار سے ہو سکی قابل ہے یا خنیں۔ اگر قابل ہے تو سپادین تک وہ ارضی شتری کے قبضہ میں رہنے سے بے فایا ہو سکتا مالک ہو ورنہ اوہ وقت قبضہ کرے اور شتری اپنی زیادتی اس میں سے جدی کرے یا شعیب اسکی قیمت دیدی مگر وہ قیمت اوکھڑے ہوئی ہو تو قائم کی نہو۔

تشریح

زمین ایک زمین خریدی اوسین اگر زراعت کرے تو یا مٹی زراعت تک شعیب اوس کو خالی خنیں کرادی گا۔ اگر اوسین درخت لگایا یا مکان بنالیا تو شعیب اوس وقت اوکھڑا کر قبضہ کر لینگا۔

مسئلہ ۲۳۲۔ جنگل کی اراضی میں بھی شفعہ چار قسم کا ہے شعیب خلیط فی نفس البیع کی صورت تو ظاہر ہے کہ خالی اوس زمین کا شریک ہو جو فروخت ہوئی ہے اور یہ ضرور خنیں کہ نمبر بند بوتی بھی ایک ہو یا نہو۔

تشریح

متنازعہ زمین کو بندوبست کیوقت ایک کھیت سو گیا کہ کا تھا اور اوسپر ایک نمبر تھا اب وہ اندر خانہ بہت بگڑے ہو گئے اور بہت سے کھیت ہو گئے اب اوس احاطہ نمبر کے شریک کو خلیط فی نفس البیع نہیں کھین گے پس خلیط فی نفس البیع تو وہی ہے جہاں سہا سونگی بیج ہوتی ہے کچھ عین زمین خنیں ہوتی۔ بھر سب قی البیع یا بار بار حق میں شمار کئے جاوینگے۔

مسئلہ ۲۳۳۔ جنگل کی اراضی میں خلیط فی حق البیع وہ ہے کہ اسکی زمین اور ارضی متنازعہ فیہ میں ایک چاہ یا چشمہ سے پانی آتا ہو یا دونوں زمینوں کا راستہ آبادی یا موضع کھلیان تک ایک ہو۔

تشریح

آبادی میں خلیط فی حق البیع پانی اور رستہ کی اور کھیت مٹی دان پانی اور راستہ کی نکاسی اوس شے متنازعہ فیہ سے قحی بجان پانی کا داخل یا آدینہ کا داخل اگر شرط ہے کہ جس چاہ اور چشمہ سے پانی دیتے ہوں وہ ملو کہ

غیر بخون بلکہ انہیں ارضی کے متعلق ہون اور شہہ بڑے بخون شہہ بڑا دم جو کین شہہ جاری ہوتی ہے اگر کسی شہہ ہون وہاں خلیط فی حق البیوع کی صورت نہیں ہے صرف جار ماضی ہی پائی جاوے گی۔ علیٰ القیاس اگر سبھی انہیں ارضی کے متعلق ہو مگر بخون یا شہہ عام بخون نافذہ بخون ایسی صورتوں میں خلیط فی حق البیوع نہیں ہوگا۔ وہ راستہ جبکہ خلیط فی نفس البیوع میں ہے اس کو اردو میں گھر کہتے ہیں کہ دو کھیتوں کے درمیان مشترک اور زیادہ جگہ جہاں کھلیان ڈالتے ہوں اس تک راستہ مشترک ہو۔

۳۴۴ - جار ماضی کی صورت ظاہر ہے کہ کھیت بیعہ سے ڈول اوکی ملی ہوئی ہوں اور کوئی شرکت کسی قسم کی حامل نہ ہو۔

۳۴۵ - اگر کوئی شخص زمین کو زمین ہی سے بدلے اس صورت میں دونوں میں شفعہ چھوچتا ہے عام خواہ شفعہ دونوں کا ایک ہو یا مختلف۔

تشریح

بیع کے پھینسی ہیں کہ مبادلہ مال کا مال سے پس اگر ایک جانب مثلاً چیر شلاروپہ ہو اور دوسری جانب زمین تو زمین بیعہ کہتے ہیں اور دوسری پیکوئن کہتے ہیں اگر دونوں جانب زمین ہو تو اس میں زمین ہر ایک بیعہ جو اور ہر ایک زمین انہما دونوں میں شفعہ چھوچتا ہے پس اگر دونوں ارضی کا ایک شفعہ ہے وہ دونوں ارضی کو شل قیمت ہر ایک ارضی کے بطریق شفعہ بیعہ گیا ۳۴۶ - اگر مدعا علیہ کسی مدعی کے دعویٰ کو تسلیم کر کے بطریق صلح کوئی مکان یا زمین دیو دہ بھی بمثل بیع متصور ہے اس میں بھی شفعہ ہوگا۔

تشریح

زیر ایک مکان کا دعویٰ ہے کہ یہ ہر مکان ہے عمر مدعا علیہ نے اس کے دعویٰ کو تسلیم کر کے ایک مکان اپنا دیکر دعویٰ جو دست برداری کرائی پس بیع ہوئی اور شفعہ زمین میں باقی ہو گئے مگر شرط یہ ہے کہ بدل صلح جو دعویٰ بخو او میں شفعہ نہیں ہوتا ہے وہ شفعہ شریعتی ہے اور تقسیم میں شفعہ نہیں ہوتا ہے شلاریدا و شلارید ایک جا را دو ایک شفعہ اور عمر گل جامدا و پرقا بیض تھا زید نے گل جامدا کی نصفی کا دعویٰ کیا عمر نے دعویٰ کو تسلیم کر کے کچھ جامدا و پرقا بیضی دعویٰ کے جنہ کی زید کو دیکر دست برداری دعویٰ سے کرائی اس صورت میں شفعہ نہیں چھوچتا ہے۔ البتہ اگر عمر کسی

اور اپنی جائداد پیدا کردہ سے بدل صلح میں دینا تو بیشک بیع شمار کیجاتی۔

مسئلہ ۲۳۸۔ اگر مدعی مدعا علیہ کے دعویٰ سے سکوت یا انکار کرتا ہے اور پھر مدعا علیہ کو کچھ دیکر دست برداری دعویٰ سے کرا دی وہ بمنزلہ بیع شمار نہیں کیجاتی بلکہ مدعی کی جانب سے چھوڑنا بطور تبرع جھگڑا کر کے لئے شمار کیا جاتا ہے لہذا کہ مدعی نے مدعا علیہ کو سہہ کر دیا پس اس صورت میں وہ چیز جو قبضہ مدعی میں رہی اس میں شفعہ نہیں چھوڑ سکتا اور البتہ جھگڑا کر کے مدعا علیہ کی جانب ایسا سمجھا جاتا ہے کہ گویا اوس نے اپنا حق پایا پس وہ چیز جو مدعی نے دی اگر قابل شفعہ ہو اوس کا شفعہ مثل قیمت اوس شے کے چکا مدعی نے دعویٰ کیا دیکر مدعا علیہ جبراً لے سکتا ہے۔

حلیہ سقوط شفعہ کا بیان

مسئلہ ۲۳۸۔ شفعہ کے ساتھ کرنے کے لئے اگر کوئی حلیہ کرے تو وہ جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۹۔ اگر شفعہ کی جانب سے تھوڑی زمین زیادہ قیمت کو کیلے مانتے پھری اور باقی کو بقیہ قیمت کو دیدی تو شفعہ کا شفعہ باطل ہو جاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس شفعہ کی جانب تھوڑی زمین چھوڑ کر باقی پھری پھر عہدہ حلیہ ہے۔

تشریح

مثلاً فرض کرو زمین عمر کے مکان کا شرق کی جانب شفعہ جارہا ہے۔ اب عمر نے اوسکی جانب ایک گز زمین یا کم بمقابلہ دو سو تین سو روپے کی دیدی اور باقی زمین کو تھوڑی قیمت کو کہ چکا مجموعہ کل مکان کی قیمت کو برابر ہو جاوے اور پھر حلیہ شفعہ جارہا ہے کے لئے ہے حلیہ فی نفس المبیع کے لئے نہیں چلتا۔

مسئلہ ۲۴۰۔ اسی طرح اگر شفعہ کی جانب سے کچھ زمین پہلے سہہ کر دی اور قبضہ کر دیا اور پھر باقی کو بیع کر دیا تب بھی شفعہ باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۱۔ اگر کچھ حصہ اتنی قیمت کو فروخت کیا جاوے کہ کل مکان کی قیمت کچھ ہی کم ہو اور پھر باقی مکان اوس باقی دام کے عوض فروخت کیا جاوے پھر عہدہ حلیہ ہے۔

تشریح

فرض کرو زمین کے پاس ایک مکان یا ایک ہزار کی قیمت کا ہے اور اس کا شفعہ عمر سے خریدنے اپنے مکان کا مجموعہ ان حصہ بمقابلہ نو سو تین سو روپے کو فروخت کر دیا اگر شفعہ نے اس کا شفعہ کیا تو ذرا سی چیز استغناء کو ولی ورنہ شفعہ

صفحہ ۳۱۰ بار چار چار شافعی کو دیکھو ۱۲

صفحہ ۳۱۰ بار چار چار شافعی کو دیکھو ۱۳

خالی بی نفس المبیع ہو جاویگا۔ اب باقی مکان اگر وہ ایک روپیہ کو بھی دیکے تب بھی شفعہ نہیں چھوچتا کیونکہ یہ مقدم ہو گیا
یہ حیلہ جاریہ صحت کے واسطے ضرور ہے اس میں ایک بات لکھنی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ اگر فیصل کیا جاوے آیا از رو و عدلت
بھی نافذ ہوگا یا نہیں فقہاء کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حیلہ کی غرض سے اس طرح معاملہ کرے وہ اس بارہ میں جانفہمین
دیا جاویگا۔ ناں البتہ اس پر حلف دیا جاویگا کہ میں نے فرضی اور نمائشی بیع نہیں کی ہے خلاصہ تقریر یہ ہے کہ حیلہ نافذ
شفعہ اور ہے اور فرضی نہیں بڑھانا اور ہے اس زمانہ میں لوگ حیلہ شفعہ اسکو سمجھتے ہیں کہ پان سو روپیہ پر اگر معاملہ
ہووے ہزار لکھو الین اور جڑی کی وقت بھی ہزار روپے دین اور پھر زائد رخصتہ واپس کر لیں اس میں وہ حیلہ نہیں ثابت ہوتا
البتہ اگر پان سو کی چیز میں سو زراعی چیز ایک کم پان سو کو فروخت کرے اور اس میں کچھ واپس کرے اور باقی کو
ایک روپیہ کو دیدیو وہ نمائشی بیع نہیں ہے پس اگر ان قیمت کو دینا اور ہے اور فرضی قیمت کو زیادہ بیان کرنا اور ہے۔
مسئلہ ۲۴۲۔ اگر کوئی زمین یا مکان کسی حکیم کے علاج کے بدلے اور حق الخیرت کے عوض میں دیوے
اس میں بھی شفعہ نہیں چھوچتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۔ اگر شفعہ ثابت ہو گیا ہو لیکن اب تک مالک بخواہو تو ایسے وقت میں حیلہ زوال استحقاق شفعہ کرے
جیسا کہ مشتری شفعہ کو اشتغالک دے کہ تو مجھے خرید لے اور وہ رضامندی کرے تو اسکا حق شفعہ باطل ہو جاویگا
ناں اگر پہلے ثابت ہونے حق شفعہ کے حیلہ کرے وہ مکروہ نہیں ہے جیسا کہ مسئلہ ۲۳۸ میں کہا گیا۔

تشریح

فرض کرو زید ایک مکان کا شفعہ ہے اور اسنے طلب ہو ثابت اور طلب شہر یا دیہات یا لاکر اپنا حق ثابت کر دیا اب
مشتری اسکو بیچ کھے کہ تو مجھے خرید لے اگر شفعہ اس کو تسلیم کرے گویا اسنے مشتری کی مملوکہ تسلیم کر لی اسکا
شفعہ باطل ہو جاویگا بیچ بڑا نازک بیچ ہے اور ایسا حیلہ مکروہ ہے۔

غصب کا بیان

مسئلہ ۲۴۴۔ مال محفوظ اور قیمت وار شرعی کو کھلم کھلا ایسی طرح سے لینا کہ اصلی مال کا قبضہ زائل ہو جاوے
اس کا نام شرع شریف میں غصب ہے۔

تشریح

شفعہ وہ ہے جو مال کا حق ہے اور نہ مال کا

شفعہ وہ ہے جو مال کا حق ہے اور نہ مال کا

مطلق مال قیمتی اور مطلق ال محفوظ کے چھیننے کا نام غصب نہیں بلکہ اس کا قیمتی اور محفوظ ہونا شرعی بھی ہو شراب و غیرہ
 اگر قیمتی چیزیں لیکن شرعاً نہیں کاؤ دار الحرب میں اگرچہ مال محفوظ ہے لیکن شرعاً محفوظ نہیں پس ایسے مال کے چھین لینے
 سے غصب شرعی نہیں ہیں اور اگر غصب اوس سے متعلق نہوں اور غصب میں بھی شرط ہے کہ اصلی مالک کا قبضہ نایل
 ہو جاوے اور اگر کوئی ایسا فعل کرے کہ اوس قبضہ نہ نایل ہو اوس کو غصب نہیں کہتے ہیں مثلاً کسی شخص کے بچھونے پر
 بیٹھ گیا اس کو غصب نہیں کہیں گے اگر کسی سواری پر سوار ہو کر کہیں کو چلا جاوے بچھونیک غصب ہے جیسا ایک بات جاننا
 ضرور ہے کہ غصب اور قبضہ میں کیا فرق ہے غصب کے حکام دیوانی سے متعلق اور سرقہ کے فوجداری سے علاوہ رکھتے
 ہیں سرقہ میں قبضہ مالک کا اٹھانا ایک خست نفسانی بطریق خفیہ ہوتا ہے اور غصب میں علی الاعلان ہوتا ہے اور غرض
 یہ ہے کہ نشانہ سرقہ خست نفسانی ہے اور غصب غلبہ ہے فوجداری کا حکم خاص اس پر مطلق قائم کیا گیا کہ صفات نصیبہ
 کی صلاحت کی جائے تو شخص خفیہ کی مال ایسی کو اس میں مالک کو زیادہ منہج ہوتا ہے کیونکہ کچھ بھی آسید نہیں کہ دوسری حکم
 کے یہاں کرنے ہی سے بچا ہو مال بچا گیا اور چور کا نفس خبیث بچول جاوے گا اور عذر کرنا شروع کرے گا بخلاف غصب کے
 کہ وہ ان صرف غلبہ ہوتا ہے لیکن اس کا خبیث نفسانی نہیں ہے لہذا غصب نے فوجداری سے متعلق نہیں ہے اس واسطے جس سے
 میں بھی ثابت ہوتا ہے کہ ان کا نہ طور سے تصرف سابق نے کیا ہے اور تحقیق ملکیت کی بحث ہو جاوے وہ سرقہ ہی ہو جائے
 دیوانی کے متعلق وہ معاملہ ہو جائے گا۔ اب مثلاً کوئی شخص بطریق خفیہ مکان محفوظ سے سید کا گھڑا گھول لاوے بھی اس خبیثیت
 کہ خست نفسانی سے بچل کر کیا لائق سرقہ فوجداری ہے اور اس خبیثیت کہ مالک کے قبضہ کو اٹھا کر اپنا قبضہ کر لیا
 غصب ہے پس چاہئے تھا کہ اگر کوئی چور اس کا اقرار کرے کہ بیشک گھڑا میں نے چوریا تھا اور وہ میرا ہے پس گیا۔ فوجداری میں نہ
 دلائی جاوے اور کوئی قیمت دلائی نہ مالش دیوانی میں نہ کرے چور کی جائداد سے وصول کرے لیکن شرعی میں
 چور کی ٹہری سخت سزا تجویز ہوئی کہ اس کا ماتمہ کاٹا جاوے۔ آیت قرآن شریف سے یہ ثابت ہو گیا کہ زانہ چوری کرنے اور
 سزا پانے کے درمیان جتنے اسے فعل کے ہوں بھیج کی سزا ہے۔ پس اگر اوس گھڑا کو ہلاک کر دیا تو ان
 لازم نہیں البتہ اگر موجود ہو واپس کر دیا جائے گا۔

۲۲۵۔ غاصب چھیننے والے کو کہتے ہیں اور غصب وہ چیز چھینی گئی اور غصب نہ اصلی مالک کو کہتے ہیں۔
 ۲۲۶۔ اگرچہ جہاں غصب کی کہ فلاں شخص کا مال ہے تو علاوہ حکم غصب کے شخص گھٹا بھی ہو ورنہ گھٹا نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۷ جب کسی شے کو غصب کرے اگرچہ نہ موجود ہو کالوٹا ضروری ہے اگرچہ کوئی شے ہو تو دیکھنا چاہیے۔
 آیا وہ خیر شے (جیسا کہ گندم وغیرہ ہیں) تھی یا غیر شے۔ اگر شے ہو اور کاشل واپس کرے اگر شے نہیں ملتا تو اس کی وہ قیمت
 جو یوم نالش قرار پائی ہو واپس کرے اور اگر شے منصوبہ شے نہیں تھی تو اس کی قیمت یوم غصب کی دینی لازم ہوگی۔
مسئلہ ۲۴۸ - غاصب کو لازم ہے کہ جب جگہ غصب کیا اسی جگہ مالک کو سہارے کرے۔

تشریح

یہ اٹھن اشیا کر ساتھ مخصوص ہے کہ اختلاف مکانوں سے قیمت میں فرق ہو اور نیز اٹھانے میں کچھ ضروری بھی صرف
 ہوئی ہو ورنہ جہاں غاصب مالک کو دیو گیا اس کو حق لینے کا ہے اگر وہ انکار کرے گا تو قبضہ غاصب کا بطریق امانت ہو گا ہلاک
 ہونے سے اربابان لازم نہیں آویگا۔

مسئلہ ۲۴۹ - اگر غاصب یہ بیان کرے کہ شے منصوبہ میرے پاس ہلاک ہو گئی مجھے قیمت دلائی جاوے تو بخیر دیان
 غاصب باور نہ کیا جاوے بلکہ اتنی مدت غاصب کو روکنا چاہیے کہ حاکم کو معلوم ہو جاوے کہ اگر اسکے پاس وہ شے ہوئی ضرور
 پیش کرنا چھوڑ کر شے یا قیمت کا دیوے۔

تشریح

یہ حکم جب ہے کہ مالک رضامند قیمت لینے پر نہ ہو۔ اگر وہ اصل ہی قیمت لینے پر رضامند ہو جاوے تو حاکم کو کچھ کی ضرورت
 نہیں کہ اس کو روکے۔

مسئلہ ۲۵۰ - اگر غاصب اور منصوبہ میں ہر بات پر اتفاق ہے کہ شے منصوبہ ہلاک ہو گئی لیکن غاصب کہتا ہے
 کہ میری ادا کرنے کے بعد مالک کو بھیان ہلاک ہوئی اور مالک برخلاف کہتا ہے تو ثبوت غاصب زیادہ تر مستبرجھا جاوے گا
 اگر خلاف تشخیص قیمت میں ہو تو مالک کا ثبوت مرجح ہو گا اور اگر اختلاف تعین منصوبہ میں ہو تو ثبوت غاصب مرجح ہو گا۔

مسئلہ ۲۵۱ - غصب بالمشقولہ اور غیر مشقولہ (مثل ارفی وغیرہ) سب میں ہو سکتا ہے پس اگر کہنے میں غصب کر لیا
 اور زمین ہلاک ہو گئی یعنی کوئی اوس پر دیا ہو گیا تو غاصب کا تادان اصلی مالک کو دیگا۔

مسئلہ ۲۵۲ - اگر غاصب نے شے منصوبہ کو اپنی ملک کو خیر نہیں طرح سے لالی ہو کہ جدی نہیں ہو سکتی ہے تو قیمت کا
 تادان دے۔

صفحہ ۱۲۸ جلد ثانی کو دیکھو ۱۱

تشریح

یہ جب ہو کہ غاصب کی چیز بہت تھی اور شے منصوب بہت ٹھوڑی ہو مثلاً ایک بڑا انبار گھوٹوں کا پڑا تھا غاصب نے اس سے گھوٹوں دوسرے کی غصب کر کے اس میں ملا دیا چونکہ گھوٹوں اس کے زیادہ تھے بمقدار اس شعر کے

کہ بیان بزرگ کے بنیے جدا آید نہ صد بریکے یہی کہا جاوے گا کہ گھوٹوں منصوبہ کا بھی وہی مالک ہو گا اور مالک کی قیمت دے اور اگر صورت بکس ہوتی تو غاصب کو اس کے مال کی قیمت دلائی جاتی۔ قاعدہ لکھتے ہیں کہ جب شخص کو چیز ملے اور وہ اپنا شکل ہو تو بجز زیادہ نقصان ہو اس کی رعایت کر کے دوسرے قیمت دلا کر دے گا اس کو مالک کر دیتے ہیں فرض کرو کسی شخص کے گھوڑے نے دوسرے شخص کے بزن میں ہنخہ ڈال دیا اور پھنس گیا کسی کی مرغی دوسرے شخص کا قیمتی ہوتی گل گئی تو یہی صورت میں بزن اور مرغی کا خیال نہیں کریں گے بلکہ اس کے مالک کو قیمت دیکر دوسرے کی طرف لحاظ کر کے فی الفور بزن کو توڑ دیں گے اور مرغی کو کھج کر دالیں گے۔

۲۵۳۔ غاصب کے پاس اگر شے منصوب ہو جائے تو وہ حق تاوان کا ہے عام جو نواہ اور نسل جو ضائع ہوئی ہو یا بارگاہی سے مثلاً کوئی گھوڑا غصب کر کے لایا تھا اتفاق سے وہ مر گیا یا چور لے گئے غاصب تاوان دے گا۔

۲۵۴۔ اگر کوئی شے غصب و غصب چند شخصوں کی پاس چھوٹی ہو تو مالک کو اختیار ہے جس چاہے تاوان لے مگر اس صورت میں کہ شے منصوبہ وقف ہو اور غصب و غصب کی صورتوں میں اس کی قیمت بڑی ہو تو جو نسا ان غاصبوں میں مالدار زیادہ ہو اس حق تاوان لے کیونکہ وقف کا اوہین زیادہ نفع ہے۔

تشریح

فرض ایک زمین وقف تھی زمین نے جب اس کو غصب کیا تھا تو اس کی قیمت ایک ہزار تھی بعد کو عمر نے زمین سے غصب کر لی تو جب قیمت دو ہزار تھی اس سے پیچہ بکرنے عمر سے غصب کی تو اس کی قیمت تین ہزار تھی اور پھر وہ زمین پانچ سو تین ہونے کے وجہ سے لاک ہو گئی تو متوتی جو مالک کے فایم مقام ہے اس کو لازم ہے کہ تین ہزار کا تاوان لے کیونکہ وقف کا زیادہ نفع ہے اور ایک سو پڑ گیا منصب بھین پس جو نسا ان غاصبوں کا مالدار زیادہ ہو اس کا تاوان لے لے۔

۲۵۵۔ چاندی سوئی کو اگر کوئی غصب کر کے زیور یا برتن بنالے تب بھی وہ مالک کو جہنہ واپس لایا جاوے گا اور غاصب کو کچھ ضروری تک بھی بھین دی جاوے گی کیونکہ چاندی سونا سن کے لئے ہے ایسے تفسیر سے اس کے

شمن ہونے میں فرق نہیں آتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۔ علاوہ چاندی سونے کے اگر غاصب نے غصب کر کے زمین یا اتصرف کیا کہ اسکی حقیقت اور نام بد لگیا اور راجستیت اور نفع پہلے سے زیادہ ہو گیا تو فقط غاصب کے ذمہ سے منصوبہ کا تاوان لینا لازم ہو گا اور غاصب مالک ہو جائیگا۔

تشریح

مثلاً کسی نے لکڑی غصب کر کے صندوق بنالیا ہو یا شہتہ گھر چڑھالیا ہو یا بکری غصب کر کے بچ کی اور بون بہائیں ہو یا گیس کو کمپس لیا ہو یا لوہے کے ہتیار بنائے ہوں علیٰ ہذا تقاسم سب صورتیں میں اسی صورتوں میں غاصب مالک ہو جائیگا اور تاوان شے منصوبہ کا دیگا۔

مسئلہ ۲۵۷۔ اگر غاصب نے ایسا تصرف کیا کہ شے منصوبہ کی نہ پوری حقیقت باقی ہو اور نہ بالکل ضائع ہو گئی۔ بلکہ بیچ بیچ میں تو ایسی صورت میں مالک کو اختیار ہے خواتاوان لے شے منصوبہ کا لیکر وہ شے غاصب کے پاس یا وہ شے منصوبہ لیکر نقصان کا تاوان لے لے اسکی اسی مثال پر کہ مثلاً بکری کو غصب کر کے فقط بچ کی ہو تو بیچ بیچ میں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۔ اگر غاصب کے یہاں شے منصوبہ میں تھوڑا سا نقصان آگیا ہو تو مالک کو بیچ بیچ میں خنہ کہ سالم شے کی قیمت لے بلکہ اس شے کو میلے اور نقصان کا تاوان لے مثلاً کتے کی کڑا غصب کیا تا وہ ذرا سا پرٹ گیا اب مالک چٹھا ہوا کڑا لے لے اور نقصان کا تاوان لے۔

تشریح

اگر ایسا نقصان غاصب کے یہاں ہو گیا کہ کما کر دیا تو مالک کو اختیار ہے چاہے تاوان لے لے یا لے نہ لے۔
مسئلہ ۲۵۹۔ اگر غاصب کسی زمین میں تصرف کرے یعنی عمارت یا پتھر لگا دے تو یہ ایسا تصرف نہیں ہے جو مالک کو جیسا لکڑی کا صندوق بنالے پس مالک کو اختیار ہو کہ اس کے ذرا اور تھوڑا کچھ واکس فی زمین وہیں لے کر جس طرح زمین اوٹھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو درخت اور لمبہ اوکھڑے ہو کر کی قیمت مالک زمین کو دے دے اور خود عمارت اور درخت کا بھی مالک ہو جائیگا زمین سب طرح سے رعایت مالک کی ہو۔

مسئلہ ۲۶۱۔ اگر حاکم نے غاصب قیمت مالک کو دلادی ہو اور پھر معلوم ہوا کہ وہ شے منصوصہ غاصب کے پاس موجود ہے اور نادان سے زیادہ اس کی قیمت ہو دیکھنا چاہئے کہ اس نادان کا حکم اگر قبول مالک ہو تو نہ تو مالک کو کسی طرح کا اتحقاق اس شے سے نہیں اگر قبول غاصب ہو تو نہ تو اب پھر مالک کو اختیار ہے کہ نادان کو لوٹا کر اصل ہی غاصب سے واپس لے۔

تشریح

بقول مالک تعین قیمت کی بچہ صورتیں ہیں یا تو مالک مدعی کسی قیمت کا ہو اور غاصب تسلیم کر لیا ہو یا پھر دعویٰ کو گوہرین سے ثابت کر دیا ہو یا غاصب کا علیحدہ قسم کے واسطے کہا ہو اور اس قسم سے انکار کیا ہو اس سبب صورتوں میں ایسا سمجھا جائیگا کہ تعین قیمت بقول مالک ہو اس خود کردہ چار علاج۔ اب اتحقاق رجوع نہیں ہو اور تعین قیمت بقول غاصب نہ تھا علیحدہ سمجھا جائیگا کہ مدعی کے دعویٰ سے انکار کر کے اسے قسم بھی کھائی ہو اور حاکم نے اس کی قسم پر حکم موقوف تھا علیحدہ دیدیا ہو ایسی صورت میں اگر وہ شے بیش قیمت معلوم ہوگی تو مالک کو اختیار رجوع کا ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۔ اگر غاصب پہان شے منصوصہ برائے گوشتی تو بڑھوتری غاصب کے پاس بطور امانت شمار کیجاوے گی کیا رضی اگر یہ وقت واپس کرنے کے لیے موجود رہے مالک کو واپس کر دے اگر خود ہلاک ہو جائے کچھ نادان اس کی عضو میں دینا نہیں پڑتا۔ الا اس صورت میں کہ عمداً ہلاک کر دے اور اس بڑھوتری کی وجہ سے شے منصوصہ بہر نقصان آوے تو بڑھوتری اور کما جبر نقصان حتیٰ الامکان کرے گی جو کچھ اور نقصان باقی رہا اس کا نادان غاصب ہی ہو۔

تشریح

زید نے ایک گھوڑی غصب کی بعد کو بچہ پیدا ہو گیا تو بچہ بچہ اگر موجود ہے مالک کو واپس کر دے اور اگر مر جا کر کچھ نہیں بچہ کا نادان دینا لازم نہیں اور بچہ گھوڑی بچہ دینے کی وجہ سے کم قیمت ہو گئی مثلاً بچے دو ہزار کی تھی اب ہزار کی کر گئی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ بچہ کی کیا قیمت ہو اگر اس کی قیمت ہزار یا زیادہ کی ہے تو اسے جبر نقصان کر دیا جائے گا دینا نہیں آوے گا اور اگر فرض کر دے اس کے اٹھ سو ہیں تو ہزار نقصان سے اٹھ سو کا گہرا بچہ نے بہر دیا باقی دو سو کا غاصب نادان دیوے۔

مسئلہ ۲۶۳۔ زمانہ غصب وقت واپسی تک جو کچھ شے منصوصہ سے غاصب نے نفع ادا کیا یا اس کے عوض کچھ

سادان وینا لازم نہیں آتا وہ معاف ہے البتہ اگر اس نفع اوٹھانکی وجہ سے اصل شے منصوبہ میں کمی آجائے
اوسکا نقصان وینا پڑے گا۔

تشریح

فرض کرو زیادے عمر کا گھوڑا غصب کر لیا اور پانچ چھ مہینے خوب ہماری کی یا زمین غصب کر لی تھی پانچ
چار برس اس میں شتکاری کی۔ اربعہ وقت عمر دیکھو یا روپی گھوڑی یا راضی کا ہوا اور وہ گھوڑا یا راضی جو کاتون
ہو یا اس سے زیادہ حیثیت کا ہو تو عمر کو دھوی واصلات اس نفع اتنی مدت کا نہیں بھونچتا ہے جیسا کہ شفعہ میں فرما
و اصلات کا نفع کو نہیں بھونچتا ہے۔

سہبہ کا بیان

مسئلہ ۲۶۴۔ ایک شوکی ذات کو بلا بدل فی الحال منتقل کر دینا نام سہبہ بشرطیکہ قتل کر دینا اقبال الگ کر دینا ہو کہ
تشریح

پہلے فرق سہبہ اور بیچ میں اور اجارہ اور عارہ میں معلوم ہو چکا کہ بیچ میں مالک کرائیات ایک شوکی کا عوض نہیں ہوتا
کے اور سہبہ میں مالک کرایہ کا عوض اور اجارہ میں مالک کرائی کا عوض ایک شوکی کا عوض اور عارہ میں بلا عوض۔ اور
فی الحال کی قید یہ قید قائم ہو کہ اگر مستحق موت پر کیا جاوے تو اسکو سہبہ نہیں کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۵۔ سہبہ بلا قبض کچھ مہینوں میں اور کچھ اثبات ملکیت اوس پر ہو جو ایک صورت خاص کہ اگر کسی
نابالغ کے لئے اوسکا سرپرست شرعی سہبہ کرے تو وہ سہبہ محض قول سے نافذ ہو جاتا ہے وہی قبضہ سرپرست کا نابالغ کا
قبضہ سمجھا جاوے گا۔

تشریح

چونکہ سہبہ ایک تبرع اور احسان ہے اس میں تجدد یا بجا قبول و ملکیت نہیں ہوتی اور اس میں قبضہ کا جزو معاملہ ہونا
حدیث شریفہ و ثنائت جیسا تجدد یا بجا قبول بیچ نام ہو جاتی ہے یہاں بدون قبض کچھ مہینوں میں اگر کسی شخص
اپنا مکان دوسرے شخص کے نام سہبہ کر دے اور خود وہاں سہبہ ہی آئیں رہتا ہو گو اس نے کاغذ جبری شدہ
پر لکھوا دیا ہو وہ سہبہ نہیں شمار کیا جاوے گا اگر وہ ایسی حالت میں سہبہ کرے کہ وہ اس کے ورثہ کو ملے گا سہبہ نام سہبہ ہونا

جسوقت اپنے سب اسباب کو خالی کر کے مہربانہ کے قبضہ میں کر دیتا اور پھر چاہے اس سے لطیف
 اعادہ اوسکو بلیکے کچھ نقصان نہیں۔

مسئلہ ۲۶۵۔ جس مجلس میں ایجاب قبول ہوا ہو اگر اسی مجلس میں شے مہربانہ موجود ہو تو بلا واسطہ قبول
 اوس شے قبضہ کر سکتا ہے اگر خارج اوس مجلس ہو تو قبضہ کر نہیں اجازت واجب ضروری ہے اور اگر شے مہربانہ
 مہربانہ کے قبضہ میں بل از مہربانہ ہو تو پہلا ہی قبضہ کافی ہے جدید قبضہ کی حاجت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۔ چونکہ بلا قبضہ معاملہ متبہ تمام نہیں لہذا ہر شے یعنی ساجھی خیر کا قبل تقسیم جائز نہیں۔ اگر کسی خیر کا
 ہرے کیا اور تقسیم کر کے قبضہ کر دیا تو وہ معاملہ صحیح ہو جاوے گا ورنہ نہیں الا اس صورت میں کہ شے تقسیم کیے
 لائق نہ ہو جیسے حمام اور پرنٹنگی وغیرہ قبضہ مجبوراً بلا قبضہ ہرے صحیح ہے۔

تشریح

قاعدہ کلیہ جس معاملہ میں قبضہ ضرور معاملہ ہوا اور معاملہ بدون اسکو نامکمل ہو تو وہ معاملہ ساجھی خیر میں نہیں ہو سکتا
 ہے کیونکہ ساجھی کی خیر کا قبضہ ممکن نہیں جب کسی ساجھی کی خیر کا قبضہ کیا جاوے گا علاوہ اپنی ملک کو دوسری
 چیز بھی اوسکے شامل ہوگی اور طلب یہ کہ قبضہ مہربانہ ہو یا ضرور ہے یا غیر و نہیں کہ یہ وقت ہرے و منتسمہ و بعض
 لوگوں کو یہ پیشچہ پڑا ہو کہ ہر شے یعنی ساجھی کی خیر کا مطلقاً ناجائز ہے یہ غلط ہے بلکہ اوس کا تقسیم کر کے
 قبضہ نہ دلایا گیا ہو مثلاً فرض کرو زید نے چار سہاں بھلا ٹھہرا ہوا ایک مکان حال کو مہربانہ کر کے اور دوسرے بعد
 اوس مکان کو تقسیم کر کے خالد کا قبضہ کر دیا وہ صحیح ہو گیا کیا معنی اگر زید اس حالت میں مرجا اور اودنا و جو
 کرین کہ وہ ہرے ناجائز تھا ہرے گنہگار ہوگا البتہ اگر زید قبل تقسیم مرجا تا تو وہ کالعدم تھا بقابلہ ورنہ مہربانہ
 کو کچھ نہیں مل سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۔ اگر مہربانہ ایک ہو اور واجب کئی ہوں ہرے جائز ہے اور اگر واجب ایک ہو اور مہربانہ کئی
 ہوں تو ہرے جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں قبضہ ہو سکتا ہے اور دوسری صورت میں قبضہ نہیں ہو سکتا ہے۔

تشریح

اگر زید عمر نے اپنے ساجھی کی جائداد کو خالد کے نام مہربانہ کر دیا وہ قبضہ کر دیا صحیح ہے اور اگر زید نے اپنی جائداد کو

صفحہ ۱۱۲ ملاحظہ فرمائی کہ کوئی غلطی نہ ہو

صفحہ ۱۱۳ ملاحظہ فرمائی کہ کوئی غلطی نہ ہو

عمر اور خال کے نام مہرب کر دیا اگر تقسیم کے قبضہ کر دیا تو مہرب صحیح ہے اور اگر تقسیم نہیں کی تو قبضہ کسی کا نہیں ہوا
مہرب ناجائز ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۔ اگر نابالغ کے لئے کوئی شخص تنہا مہرب کر دے تو اس کو سرپرست شرعی کا قبضہ معتبر ہوگا
اور اگر نابالغ خود سجدہ آؤ تو اس کا قبضہ بھی قابل اعتبار ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۔ ان الفاظ سے جو کہ ملکیت پر دلالت کرتے ہوں اگر ایسے لفظ ہوں گے تو وہ مہرب
نہیں ہے مثلاً کوئی بچہ کہے کہ فلاں ارٹھی بھگلو بونے کو دی تو اس سے بچہ لازم نہیں آتا کہ اس کی ملک کر دی ہو بلکہ اس کا
نفع مباح کر دیا ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۰۔ پھر باوجود تمام مہرب مہرب کے وہ مہرب کو مجموعہ کا بھی اختیار نہ کر سکتا ہے کہ وہ مہرب بلا بدل ہوا۔
ہو۔ اور متعاقدین اور شے مہرب مہرب کی ملک میں بکینہ ہو جو مہرب مہرب سے علاقہ زوجیت وقت
مہرب نہ ہو یا مہرب لہ ایسا شے دائرہ بی بی بی سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے۔ اگر ان میں سے کوئی عورت ہو یا لیکو
دونوں میں سے عورت فرض کیا جاوے۔

تشریح

اگر وہ مہرب اور مہرب لہ سے کوئی مہرب لہ شے مہرب مہرب لہ کی ملک میں کل جا دیا ہلاک ہو جاوے یا وہ شے
مہرب میں کچھ ایسی زیادتی کرے کہ قیمت بڑھ جاوے یا اس سے زیادتی چوری بخوسے مثلاً شے مہرب مہرب لہ تھا
اوس میں اس کے مکان بنا لیا تو ان صورتوں میں مہرب سے رجوع نہیں کر سکتا ہے پہلی اگر رجوع نہ کرے تو اس کا عکس
مہرب کرے یا کوئی غیر نہ کرے اور غیر کو مہرب کرے وہ ان بھی رجوع جائز نہیں ہے کیونکہ ان صورتوں میں مہرب مہرب لہ
بصدہ جی ہے اور لہ جی میں رجوع نہیں چاہتا اور علاقہ زوجیت وقت مہرب ہو اگر بعد کو ہو گیا وہ رجوع کو مانع نہیں
ہے اور صورت رجوع یہ ہے کہ وہ مہرب مہرب لہ سے کہے کہ میں جو فلاں شے بھگلو مہرب کی تھی اب میں اس مہرب رجوع کرتا
ہوں۔ اگر بچہ شکہ ہو کہ پہلے تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مہرب قبضہ سے ثابت اور تمام ہو جاتا ہے اور یہ جان بھلاؤ
ہو تا ہے کہ قبضہ سے بھی ثابت نہیں کیونکہ مہرب رجوع کرنا قبضہ کے جائز ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مہرب قبضہ سے
تمام ہوتا ہو سکے یہ معنی نہیں کہ بلا قبضہ اس کا بیاب اور قبول مہرب کچھ بھی اثر ترتیب نہیں اگر کوئی ایسا مہرب کرے

اور جب کہ دو سکوت کو پختہ نہیں بلکہ بخلاف بیچ کے کہ اگر متعاقدین میں صرف ایک یا بیچ قبول ہی ہوا ہو اور قبضہ نہ ہوا ہو تو جبراً
 اوس معاہدہ کا عدالت سے فسخ کر سکتا ہے غرض یہ ہے کہ بیچ میں نفیس عقد سے مالک ہو جاتا ہے اور یہ بین
 قبضہ سے مالک ہوتا ہے اور یہ سلسلہ دو سرے کے اگر وہ محبوب لہ مالک بھی ہو جاوے لیکن وہ اپنے اس کو بھی حق رجوع
 حاصل ہے اگر وہ محبوب لہ مالک نہ ہوتا تو اوس کی بیچ کس طرح صحیح ہوتی یا قبل رجوع اگر وہ ہبہ بر جاتا ہے اس کا استحقاق
 بمقابلہ وراثت کیوں مؤثر ہوتا ؟ اگر ہبہ کسی شے کے عوض میں کیا جاوے عام وہ عوض خواہ محبوب لہ نے دی ہو یا اور
 شخص جنہی نے محبوب لہ کے طرف سے دی ہو اوس وقت میں رجوع صحیح نہیں ہے۔ اور اگر زبان رجوع نہیں
 کیا لیکن تعترف الکاۃ مثل بیچ یا ہبہ میں کیا وہ رجوع نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۱۔ ہبہ کی تین قسم ہیں۔ ہبہ بلا عوض۔ ہبہ بالعرض۔ ہبہ بشرط عوض۔ ہبہ بلا عوض اس کو کہتے ہیں
 کہ ماہب محض تبرع اور احسان کی وجہ سے محبوب لہ کو دیتا ہے اور وہ محبوب لہ کو جب اسے کچھ عوض اس کو نہ ملے
 اور ہبہ بالعرض اس کو کہتے ہیں کہ اول محبوب لہ نے کچھ احسان اور تبرع واسطے کیا اور اوس مسئلہ میں بھی
 احسان کرتا ہے اور ہبہ بشرط عوض وہ ہے کہ ماہب ایک شخص کو ہبہ کرتا ہے اور اوس میں یہ شرط کرتا ہے
 کہ اگر تو فلاں چیز نہ کھوڑے تو میں جب ہبہ کروں۔

تشریح

ہبہ بشرط عوض اور ہبہ بالعرض میں باریک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ ہبہ بشرط عوض میں اس عوض کا تصور داخل عقد ہوتا
 ہے پس اس عوض کا منتزلہ شدن کے شمار کیا جاتا ہے بخلاف ہبہ بالعرض کے کہ ان اگرچہ عوض باعث ہبہ تو ہوتا ہے۔ لیکن
 داخل عقد نہیں ہے۔ مثلاً اگر عمر کو گھوڑا دیتے وقت یہ شرط کر لے کہ اگر تو فلاں مکان مجھ کو دیدے تو میں تجھ کو
 ہبہ کر دے گا تو مکان کا تصور میں وقت ہبہ ہوا پس مکان کی قیمت گھوڑا ہوا اور گھوڑے کی قیمت مکان بن گیا
 اور صورت کے عمر نے اول زید کو مکان دیدیا اور کچھ خیال تھا کہ زید کچھ دیگا یا بھین اور پھر زید اوس کے احسان کے
 بدلے اپنا گھوڑا دیتا ہے۔ صورت میں ہر ایک کو دوسری کی قیمت نہیں کہتے ہیں بلکہ دونوں جدید احسان شمار
 کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۷۲۔ ہبہ بلا عوض کا حکم تو یہی ہے جو بیچ کے لکھا گیا البتہ ہبہ بالعرض اور بشرط عوض کی حکم میں کچھ

مسئلہ ۲۷۱۔ ہبہ کی تین قسم ہیں۔ ہبہ بلا عوض۔ ہبہ بالعرض۔ ہبہ بشرط عوض۔ ہبہ بلا عوض اس کو کہتے ہیں

مسئلہ ۲۷۲۔ ہبہ بلا عوض کا حکم تو یہی ہے جو بیچ کے لکھا گیا البتہ ہبہ بالعرض اور بشرط عوض کی حکم میں کچھ

فرق جو ہمیشہ طالعوں - حقیقت میں جو زمین تمام احکام میں جاری ہوں گے بخیر اسکے کہ نظر بصورت ہمہ اس میں قبضہ ضروری جو اشتیاع کا ایسا ہونا درست جو اور ہمہ بالعرض حقیقت دو بہترین سے جو زمین تمام احکام میں ہی نافذ ہیں بخیر اسکے کہ عرض کو خیال جو یہ ایک ہیج کا جو کہ حال قطع ہو جاتا اس میں رجوع کا اختیار ہمہ کو نہیں جو اور نہ جو ہر جگہ بلکہ جو کہ خلق کوئی اور پیدا ہو جاوے تو اس وقت عرض واپس لے ادا اگر عرض کے جزو کا کوئی مستحق پیدا ہو تو بقدر اوس کے رجوع نہیں کر سکتا یا باقی کو واپس کر کے کل ہمہ سے رجوع کرے یا بہت نافذ کرے اور باقی احکام میں سے کہ نافذ نہیں ہیں۔

تشریح

ہمیشہ طالعوں کو جب باستثنائے عدم جو از اشتیاع کے اور سب احکام میں مثل میں قطع کیا گیا تو اس میں ٹھنڈی اور خیر اور یا اور خیر شرط سب احکام میں کے نافذ ہیں اور ہمہ بالعرض کو جب باستثنائے قطع ہونے معاملہ کے اور سب احکام میں مثل میں ہی شمار کیا گیا اوس میں ٹھنڈی وغیرہ متعلقہ احکام میں سے کوئی حکم جاری نہیں جو اور ہمیشہ طالعوں میں قبضہ ضروری ہو نہ کیا نہ ٹھنڈی ہے کہ اگر زمین سے عمر سے بچہ کہا کہ اگر تو بھگو فلاں زمین دیکھ تو میں بچہ بھگو فلاں مکان ہمہ بکروں یا کرو یا اور جسے اوس کو قبول کر لیا ہو اور یہ معاہدہ فریقین میں ہوتا ہے کہ ایک قبضہ میں نے نہیں دیا ہو تو یہ معاہدہ نظر بصورت ہمہ نامکمل ہے اگر فریقین اپنے معاہدہ سے بچہ جاریں تو عدالت جبراً اوسکو پورا نہیں کر سکتی جو خلاف اوس کے اگر یوں کہتا کہ فلاں زمین میں میں رجوع کرتا ہوں اس شرط پر کہ فلاں مکان بھگو مل جاوے اور دوسرا فریق اسکو قبول کر لیتا معاہدہ تمام ہو گیا تھا اگر اس اقرار سے کوئی بچہ عدالت جبراً اوسکو نافذ کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲ شے جو محبوب کا بروقت ہمہ موجود ہو نا ضروری ہے اگر مردوم ہمہ نہ پا جاوے ہوں میں تیل اور گہوڑوں میں آٹے کا ہمہ ہیں ہمہ نہ پا جاوے اگر کوئی آٹا یا تیل دے تو دوسرے غلہ دے دیوے جس میں جو شے ہمہ نا درست ہے وہاں قبضہ کرانے سے ہمہ صحیح ہو جاتا ہے اور جہاں ہمہ بالکل صحیح ہو وہاں قبضہ سے بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۳ اگر وہ محبوب کی لاک سے کچھ شے جو وہ بالکل گئی جتنی موجود ہو اور اسکا رجوع جائز ہے اگر چہ رجوع کے وقت شیعہ پیدا ہو گیا لیکن وقت قبضہ کے نہیں تھا اس سے کچھ ہرچ ہمہ میں نہیں جو۔

مسئلہ ۴ اگر وہ محبوب کی لاک سے کچھ شے جو وہ بالکل گئی جتنی موجود ہو اور اسکا رجوع جائز ہے اگر چہ رجوع کے وقت شیعہ پیدا ہو گیا لیکن وقت قبضہ کے نہیں تھا اس سے کچھ ہرچ ہمہ میں نہیں جو۔

مسئلہ ۲۵۵۔ منہ کا جع تبرافعی طرفین یا حکم حاکم ہوتا ہے جبراً واجب ہو بہو سے نہیں لے سکتا ہے جیسا کہ شریعت کو بقابلہ بشری حق حاصل ہے۔ اگر واپس لے ایتک قبضہ نہ کیا ہو تو ہاتھ اسی حکم حاکم رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۔ میں اگر ایسی شرط لگاتی جاؤں کہ وہ خود فاسد ہوں اول سے بہہ فاسد نہیں ہوتا ہے وہ شرط ہی لغو نہ ہو گی جاتی ہیں بخلاف بیع کے کہ وہاں فساد شرط سے معالیع میں خرابی آتی ہو مثلاً کوئی یون کہے کہ میں نے تجھ کو یہ گہر عمر پر کر دیا بعد میں میرے درنا کو یہ لے۔ یا یوں کہے کہ فلان مکان تجھ کو دیتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ اس میں سے کچھ تجھ کو واپس دیدینا اور صدقہ کر دینا یا اس بہہ کی عوض دیدینا یہ سب شرط فاسد اور لغو ہیں

مسئلہ ۲۵۷۔ صدقہ کے احکام مثل بیع کے ہیں عرفاً امتنا فرق ہے کہ صدقہ میں رجوع جائز نہیں ہوا بہہ میں جائز ہے

تشریح

صدقہ اور بہہ میں یہ فرق ہے کہ صدقہ میں معقود ثواب اخروی ہوتا ہے اور بہہ میں تبرع اور احسان ظاہری ہوتا ہے پس جب کسی شخص کے کچھ صدقہ کیا اور اس کا ثواب مل گیا تو یہ بہہ بالعرض کے حکم میں ہوا اور اس پر غریب و دونوں کو صدقہ دیکھتے ہیں اور ثواب دونوں سے حاصل ہو سکتا ہے۔ البتہ جو صدقات واجب ہیں جیسے زکوٰۃ وغیرہ وہ اس کے دینے سے ادا نہیں ہوتے ہیں اولیٰ کا حق مخصوص فقر ہی کا ہے۔

عاریت کا بیان

مسئلہ ۲۵۸۔ کسی شے کے نفع کو بالعرض مالک کر دینے کا نام عاریت ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۔ عاریت میں ان الفاظ کے معنی جانے ضرور ہیں۔ میرے متعیر متعار لے میری لگی دینوالے یعنی مالک شے کو کہتے ہیں اور متعیر لگی دینوالے کہتے ہیں اور متعار اس شے کو کہتے ہیں جو مالک جادو اور متعار وہ شخص جس کو لے مالکی جادو۔

تشریح

کہتے ہیں اور متعار لہ ایک شخص ہوتا ہے یعنی شخص مالک ہوا ہے اپنے ہی نفس کے لئے مانگے پس تعیر اور متعار ایک ہی شخص ہو گیا اور تعیر کو متعار منہ بھی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۔ عاریت ہوتا ہے اول الفاظ سے جملے معنی ایسے ہوں کہ نفع کے مالک کرنے پر دلالت کرتے ہوں ذات کی ملکیت چھوڑ دینا آتی ہو کسی زبان کے لفظ ہوں۔

تشریح

جیسا کوئی یون کہے میں نے انکی مدی ٹھیکو کچھ کتاب یا پڑھنے کو دی تھ کتاب ۔ یا پونے کو دی تھ کچھ ہر زمین اور رہنے کو دیا میں نے ٹھیکو یہ مکان یہ سب عاریت کے الفاظ ہیں اور بعض بعض الفاظ سے شرطین کرنے کے یہ بھی صحیح ہے۔
مسئلہ ۲۸۱۔ عاریت قبل اجل نہیں ہو مبادی مقررہ سے پہلے بھی عاریت سے رجوع کر سکتا ہے

تشریح

چونکہ عاریت ایک احسان ہے لہذا عاریت کرنے والا اپنے قول پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ اسکو اختیار ہے کہ غنیمت کے لئے اسے دیا ہوا دس سے پہلے رجوع کر سکتا ہے البتہ جس صورت میں متعیر کا مرض شدید ہو تو وہ مال کو عاریت کے لئے چھوڑا جائیگا کہ مستعار کو واپس نہیں کیا جاسکتا۔ مستعیر زمانہ رجوع سے اسکا کارہ دیوے مگر عاریت کا معاملہ رجوع سے ختم ہو جائیگا مثلاً کسی شخص نے اپنی باندی مانگی وہی اسی واسطے دودھ پلانے کے جب تک اسکو ضرورت دودھ کی ہو اب وہ پچھلے ایسا ہی لگیا کر اسکو سوا اور کسی کا دودھ نہیں پیتا ہے تو مالک کو عاریت سے رجوع کا اختیار ہے اگرچہ دودھ تمام مدت کا کیا تھا لیکن متعیر کی رعایت کی وجہ سے وہ باندی واپس نہیں کرائی جائیگی بلکہ مستعیر باقی مدت کا کارہ دیوے۔
مسئلہ ۲۸۲۔ چیز متعارف اگر متعیر کے پاس بلا اسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اس پر تاوان نہیں لازم آتا اگرچہ معیر نے یہ شرط کر لی ہو کہ بشرط صلاحت ہونے کے تاوان لوں گا۔

مسئلہ ۲۸۳۔ اگر مستعیر نے عاریتی شے کو دہن کیا یا کارہ پر کسی دکر دیا دوسرے شخص کو برتنے کو دیدیا اور وہ شے عاریتی ایسی ہو کہ کثرت استعمال سے خراب ہوتی ہو تو یہ سب صورتیں زیادتی کی شمار کی جاوے گی ایسی حالت میں اگر ہلاک ہو تو عیب تاوان کا ہوگا۔

تشریح

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مستعیر کا ایسا فعل کرنا کہ اسکی نصیب زیادہ ہو یا ذاتی شمار کیا جاوے گا یہ شرط ہے کہ اسکی زیادتی میں ہلاکت ہو مگر مستعیر نے کوئی زیادتی کی اور وہ شے بحسنہ و بھوسی ہی متعیر کے پاس آگئی اب یہ متعیر کے یہاں ہلاکت یا زیادتی ہلاک ہوتی تو اب تاوان لازم نہیں آتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۔ چیز ایسی ہو کہ مختلف لوگوں کے استعمال کرنے سے ایک ہی ہوتی ہو اگر اسکو مستعیر بلا اجازت معیر مانگی ہو

مسئلہ۔ عاریت منقولہ اور غیر منقولہ دونوں میں جاری ہو۔ بھاکوان کو سامان شادی مثل دیگر شامیانہ
 وغیرہ عاریت دینے کے واسطے بناتے ہیں پس اگر ایسی چیزوں میں بلازیا دتی کچھ نقصان آجادی وہ تاوان نہیں لو سکتے

مسئلہ ۲۸۶۔ اگر کسی شخص نے اپنی زمین باغ لگانے کے لئے مانگی دی ہو اور اسکو اختیار ہے جب چاہے واپس
 لے لے اور مالک درخت یا ملک پر کے کر اپنے درخت یا ملک اکھاڑ لے پھر اگر وعدہ سے پہلے رجوع کرتا ہو تو مالک میں اتنا
 تاوان دے جو کہ اکھاڑنے سے درخت اور ملک میں نقصان آیا اور عاریت میں کچھ پیدا ہو یا مبیعہ کے بعد رجوع کرتا ہو
 تب کچھ تاوان لازم نہیں آتا ہو اور اگر درخت اور ملک اکھاڑنے سے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک زمین ہی اس
 درخت اور ملک کو قیمت دیکر اپنی ملک میں رکھے مگر قیمت اکھڑے ہو تو ان کی لازم دیگی البتہ ادھ کی نہیں۔

مسئلہ ۲۸۷۔ اگر کسی شخص نے اپنی زمین واسطے بونے کے مانگی دی تو جب تک کھیتی نہ پکے خالی نہیں کر سکتا ہو
 تاوان عاریت یوم رجوع سے فسخ ہو جائیگی وہ زمین کرایہ پر دی جائیگی اور پھلی صورت اور اس میں بہ فرق ہو کہ درخت
 یا مکان کسی بیعہ و عین انک نہیں ہوتے ہیں بخلاف کھیتی کے کہ یہ ملک بیعہ و عین پر کٹ جاتی ہو اسکو واسطے
 کھیتی میں خواہ کچھ بیعہ و مقرر کی ہو یا ملک ہو پکنے تک خالی نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۸۸۔ جو شے مثلی ہیں اور مکالمہ بطریق عاریت لینا قرض کا حکم رکھتا ہے کیونکہ مبدع انکی ذات کے ہلاک
 کئے اور اسو نفع متصور نہیں پس ایسی چیزیں اگر قبل نفع اوٹھالے کے یہی ہلاک ہوں تاوان لازم آئیگا۔

تشریح

مثلاً کسی نے اپنے پاروسید یا شرفی یا پیسے یا گھوٹ یا اڈے مانگے لئے تاوان سے نفع ہجڑ اسکے متصور نہیں کہ انکی ذات کو
 ہلاک کر دے اور انکا مثل جب مالک مانگے دیو یس عبارت قرض ہو یہاں تک کہ اگر وہ روپیہ خرچ نہیں کیا تھا کہ ہلاک ہو گیا
 اصل مالک کو تاوان نہ آیا دیگا کیونکہ عاریت تو اسکو کہتے ہیں کہ ایک شے کو نفع کو استعمال میں لاؤ اور اصل شے بحال رہے
 رہے اور فضیلت میں نیکیل باقی نہیں جاتی ہو پس جو تاوان عاریت کرتا ہو وہ فی الحقیقت قرض ہو۔

مسئلہ ۲۸۹۔ مانگی ہوئی چیز کو مستعیر وعدہ سے زیادہ مدت تک کھالیں چلیں تب اگر ہلاک ہو جائے تاوان دیگا اور واپسی
 کی مزدوری مستحق نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۰۔ اگر کسی شخص کو کسی فرساری مانگی اور اسکو کہا کہ کل روز گناجب کل اسکو مستعیر بلا اجازت پہچا دو وہ عاریت چھ ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۔ اگر مستعیر نے اس چیز مستعار کو مالک کے گھر خود یا کسی محتال کو رکے یا گھر پہنچا دیا مگر دست بہ

قبضہ نہیں کیا تو درحقیقت سپردگی عمل میں آچکی۔ ایسی صورت میں ہلاک ہونے سے تاوان لازم نہیں آتا کیونکہ عاریتی چیز میں شرط تسلیم اسی کا نام ہے کہ اس کو گھر پہنچا دے۔ البتہ اگر کوئی بیش قیمت موتی یا جوہر کی ٹری ہو اس میں بالضرورت بدت قبضہ لازمی ہے۔ وہاں گھر کے پہنچانے سے بری نہیں ہو سکتا۔ وغیرہ صاحب اور امانت میں مطلقاً دست بہرہ پہنچانا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۹۲۔ بعض لوگ کسی شخص بزرگ یا حاکم یا مدرسہ دی عزت کو جو بالعمد وہاں بود و باش رکھنے کے قصدی نہیں آیا اکثر انعامات یا حویلیات یا اراضی بطریق عاریت دیدتہ ہیں اور اتفاق سے سو سو پچاس سال اسی حیثیت سے وہ انتفاع اٹھاتے رہے تو وہ عاریت حاصل مالک جب چاہے رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۳۔ معاملہ عاریت معبر یا مستعیر کے مرنے سے باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ اجارہ موجر یا مستاجر کے مرنے سے باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۹۴۔ زوجہ کا قبضہ بعد مرنے شوہر کے اس کی کل جائداد پر بمقابلہ دیگر وراثہ ایسی حالت میں کہ مہر متروکہ سے بہت ٹھوڑا ہو عرف کی دیکھنی سے مستعیر نہ معلوم ہوتا ہے مرنے والا نہیں اسکا ذکر مسئلہ میں ہو چکا ہے۔

نشریح

بہان رواج یہ ہے کہ زوجہ کا عین حیات کل جائداد پر نام لکھوا دیتے ہیں اور پھر اسکو مالک نہیں سمجھتے۔ اگر وہ کچھ فروخت کرنا یا رہن کرنا چاہے تو دیگر وراثہ ملے آتے ہیں اور اگر قبضہ نہ تھا نہ کیا جاویں تو بعض جگہ یہ بھی بہت ہی ٹھوڑا ہوتا ہے اور متروکہ بہت زیادہ وہاں کس طرح یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ بمقابلہ اتنی تھوڑی رقم کی جائداد رہن کی جاویں مثلاً مہر پیش روپیہ ہون اور جائداد دو تین ہزار کی ہو۔ اور حالانکہ وراثہ کو معلوم بھی ہوتا ہے کہ ہمارا حصہ اس میں ہے بلکہ تمام وراثہ کا یہ مقولہ ہوتا ہے کہ زوجہ کی زندگی میں ہیکو کچھ تعلق نہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مہر متروکہ کی برابر بھی ہو تب بھی قبضہ مستعیر نہ ہی سمجھا جاویں۔ باوجود اسکے کہ بہت جگہ مہر کا معاف کرنا بھی ثابت ہو تب بھی عین حیات زوجہ کا نام چڑھا دیتے ہیں۔ پس اگر زوجہ بیس تیس برس کی طرح قابض ہے، مخالفانہ قبضہ نہ شمار کرنا چاہئے اور جب زوجہ مر جاوے یہ معاملہ باطل ہونا چاہئے۔ وارثین زوجہ

کو بجز اصل حصّہ زوجه کے اور جائیداد پر سی طرح کا استحقاق نہ ہونا چاہیے۔

وصیت کا بیان

مسئلہ ۲۹۵۔ جو معالے ایسے ہوں کہ مرنے کے بعد ان کا اجراء موقوف کیا جاوے وہ سب وصیت ہیں گو کہ لفظ وصیت سے تعبیر نہ کیا ہوا اور نیز غلام ہے خواہ بیماری میں ایسا معاملہ کیا ہو یا ندرستی میں اور نیز جو سبب مرض الموت میں بطریق تیسرے کیے ہوں وہ بھی وصیت کو حکم میں ہیں اگرچہ ان کا اجراء موت سے پہلے ہی ہو لیا ہو۔ اگر بطریق تیسرے کے ہوں وہ پورے نافذ ہوں گے۔

تشیخ اول

جس حاملہ کو اپنی موت کے بعد سو قوت کر لے ہے وہ پورا نافذ نہیں کیونکہ حق و رشاد اس میں پیدا ہو گیا اعلیٰ بقا اختیار
مرض الموت میں ہی پورا نافذ نہیں اسلئے کہ مر لیں کو بال کی زیادہ محبت نہیں رہتی ہے۔ وارثوں کا اس میں نقصان ہے
اگر کسی زوجہ یا نسل سندی یہ معاہدہ کیا کہ میرے مر نیکی بعد میری جائیداد فلان شخص کو ملے۔ یہ وصیت شمار کیا دینی جو حکم
وصیت ہے وہ اس میں جاری ہوگا۔ علیٰ ہذا مرض الموت میں یہ کہا کہ فلان جائیداد اب میں نے فلان شخص کو دیدی اور
مالک کر دیا یہ بھی وصیت ہے۔ اگر سندی میں یہ کہتا۔ معاملہ صحیح تھا اور تمام ہو جاتا اور پہلی صورت میں صحت اور
مرض دونوں برابر تھے۔ اور مرض الموت کو صرف یہی سمجھنا نہیں کہ بیماری ٹھہلا ہو بلکہ وہ بیماری میں مرض ہو جائے
اگر کسی شخص کو کچھ اقرار کسی بیماری میں کیا پھر اسی بیماری میں مر گیا آخر میں معلوم ہوا کہ وہ مرض الموت تھا اور اگر اگر
مرض ہوا تھا ہو جاوے تو وہ اقرار بمنزلہ صحت شمار کیا جاوے گا۔ اور پھر مرض سے بھی طلاق مرض مراد نہیں بلکہ وہ
مرض جس میں مرضی ہے خواجہ ضروری بازار یا مسجد میں جائیں پوری پوری ادا کر سکے۔ اگر کسی کو ذرا سا
نکاح ہو اور اپنی خواجہ پورے پورے ادا کرتا ہے اُسے کوئی اقرار کیا پھر ایک دن بعد مر گیا اور مسکو یہ نہیں سمجھا
جاوے گا کہ وہ اقرار مرض الموت میں کیا تھا بلکہ یوں سمجھا جاوے گا کہ موت اتفاق ہوئی یا مرض جدید کوئی ہوا۔ اور
پھر مرض الموت میں اقرار کیا بھی ضرور ہے جو اس مرض میں ہوں۔ اگر جو اس درست نہیں تھے تو وہ اقرار کا حکم ہے

تشریح دوم

صفحہ ۱۱۱ حوالہ نمبر ۱۱۱ در مختار مطبوعہ کلکتہ کو دیکھو۔

فقہاء اکثر مرض الموت کی بحث طلاق المریض میں کیا کرتے ہیں۔ ہمد اور وصیت میں مختصر بیان کرتے ہیں چونکہ
 مرض الموت کا مسئلہ تنگ کسی نے صاف طور سے ترجمہ نہیں بیان نہیں کیا ہے اس لئے اب ہمدہ طحاوی شہر
 در مختار مطبوعہ مصر جلد ثانی صفحہ ۱۶۵- اور ہدایہ جلد ثانی مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۶۵۷ اور فتاویٰ عالمگیری
 جلد ششم مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴- اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۴۲۳- اور فتاویٰ
 قاضی خان جلد اول مطبوعہ مصطفائی صفحہ ۵۰۲- اور شامی جلد اول صفحہ ۵۲۰ سے مسائل جن پر لکھتا
 ہے کہ آئندہ حاجت باقی نہ رہے۔ چونکہ عام میں مشہور ہو گیا ہے کہ جو مرض سال سے زیادہ ہو جاوے وہ
 مرض الموت شمار نہیں ہوتا ہے۔ یہ کلمتیا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ بعض امراض سال سے زیادہ کے بھی مرض الموت
 ہوتے ہیں اور بعض جگہ بلا مرض ہی حکم مرض کا ہوتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ موافق شریعت فقہیہ جب کسی شخص
 کو اندیشہ موت بوجہ مرض یا بدول مرض ہو جاوے اور وہ اسی حالت میں مر جاوے تو اس کی جائداد میں
 حق در ثار بقدر دولتہائی کے تقاضا ہو جاتا ہے۔ جو کچھ وہ یا کسی قسم کا تبرع مثل صدقہ اور وقف یا کسی
 قیمت کو فروخت کیا جائے اس کا حکم وصیت کا ہے اور نہ ایسے وقت میں اپنی زوجہ کو بذریعہ طلاق
 وراثت سے نکال سکتا ہے۔ اب چونکہ ذریعہ اندیشہ موت اکثر بیماری ہوتی ہے اور دوسرے اسباب اتفاقاً
 ہوتے ہیں اس لئے مرض الموت مشہور ہو گیا۔ حالانکہ اسباب اندیشہ موت مرض کے علاوہ بہت ہیں۔ مثلاً
 کشتی طوفان میں آ جاوے یا کسی شخص کو شیر کا بڑے یا فوج میں دشمن سے لڑنی کو نکلا جس گھر میں رہتا ہے
 اس میں وبا گھس گئی یا اس شخص کو پھانسی کا حکم ہو گیا ہو یا قصاص میں مارے جائیگا حکم ہو گیا ہو۔
 ایسی حالت میں جو کچھ تصرف کرتا ہے وہ ہی سب وصیت کو حکم میں ہیں بشرطیکہ اسی اندیشہ میں خود
 مر گیا ہو۔ دیکھو بیان کوئی مرض نہیں تھا فقہانے اس کی تشریح کی ہے۔

اب مرض دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو ایسے مرض ہیں کہ مریض کو ادون میں کچھ اندیشہ نہیں رہ جانے
 کا نہ ہو جائے جیسے تھکنا یا آنکھوں کا دکھنا۔ یا کسی پانوں میں پھوٹا وغیرہ ہو جاوے۔ ایسی حالت
 میں جو کچھ تصرف کر لیا وہ سب صحیح کے حکم میں ہیں۔ اگرچہ وہ دوسرے کو بغیر وہی مر جاوے لیون سمجھا جائیگا
 کہ موت اتفاقاً پیش آئی۔ جیسے کسی شخص کو کچھ بہ دوسرے کیا بعد میں نورانی صدقہ گولی یا دیوار وغیرہ گرنے

سے مرگیا۔ یہ کہا جاوے گا کہ بروقت بہہ وغیرہ کچھ اندیشہ نہیں تھا۔ اگرچہ اسکو خفیف مرض تھا۔ اور جو مرض
 ایسے ہیں کہ وہ مہلک سمجھے جاتے ہیں جیسے ہنپڑ اور درپسلی و درگڑہ اور شدید بخار و سرام وغیرہ۔ مگر
 وہ ایسے ہیں کہ مریض اور میں سالہا سال زندہ نہیں رہتا ہے یا تو مہینہ حدود مہینہ تک اچھا ہو گیا
 یا مر گیا ایسے امراض میں جو کچھ تصرفات بطریق تہرے کر لیا اور پھر اور امراض میں مر جاوے گا وہ مرض الموت
 شمار ہوں گے اور تمام تصرفات تہرے حکم میں وصیت کی ہوں گے۔ اور جو مرض ایسے ہیں کہ وہ مہلک شک
 ہیں مگر اور میں مریض سالہا سال زندہ رہتا ہے جیسے قانچ۔ لقوہ۔ سل۔ جذام۔ دمہ۔ تلی۔ چوتھیکہ وغیرہ
 ذی۔ وغیرہ۔ اور حنفیہ امراض دوری میں ایسے امراض کا حکم ہے کہ اگر مریض اور میں سال بھر سے زیادہ
 زندہ رہا اور کم طاقت ہو کر صاحب فراش ہوا ہو تو یہ امراض مثل صحیح کے شمار کی جائیں گے۔ مرض الموت نہ ہوں گے
 اگر ایسے پڑنے امراض میں مریض اول ہی سے صاحب فراش ہو گیا ہو یعنی ابتداء مرض سے وفات تک برابر صاحب
 فراش رہا ہو کتنی ہی مدت میں مرا ہو وہ مریض مرض الموت ہے یا اگر پھرانا مریض جسکو ایک سال گزرنے کے
 بعد حکم تندرست کا دیا گیا ہے بعد میں اسی مرض بالحق کی وجہ سے کم طاقت ہو کر صاحب فراش ہو گیا ہو وہ وقت
 صاحب فراشی سے اپنی وفات تک اگر اسی حالت میں مرا مریض مرض الموت جدید شمار ہوگا۔ صاحب فراش
 کہہ معنی نہیں ہیں کہ مریض بستر سے لگ جاوے بلکہ صحیح اور نفی بہ تعریف یہ ہے کہ مرد بوجہ زیادتی مرض اپنی
 حوائج بیرون خانہ کو مثل اندر ستون کے پورا ادا نہ کر سکے۔ گو حوائج خانہ مثل پیشانیہ وغیرہ کو یہ تکلیف بلا مرد
 دوسرے کے کر سکتا ہو۔ جیسے مولوی سجاد میں نہ جا سکے اور بازاری دوکان پر نہ جا سکے۔ اگر کوئی شخص
 بانہاٹ یا مسجد میں بذریعہ دولی یا دوسرے کے کہہ سے پر جاوے وہ صاحب فراش ہے۔ عورت وہ صاحب
 فراش ہے کہ بوجہ زیادتی مرض گھر کے اندر کا کاروبار نہ کر سکے۔ کیسکو یہ شہہ ہو کہ جو کوئی اندھا ہو گیا یا اس کے
 پاؤں بوجہ برت وغیرہ جاتے رہے یا کسی تکلیف ہو کہ گئے اب تکلیف باقی نہیں رہی چاہے کہ وہ بھی صاحب
 فراش ہوں تو جواب یہ ہے کہ وہ مریض نہیں ہے۔ معتبر وہ صاحب فراش ہے کہ جو بوجہ زیادتی مرض لیا
 ہو گیا ہو اور وہ مرض موجود ہو۔ ان صورتوں میں وہ شخص مریض نہیں ہے۔ اصل میں اعتبار اندیشہ قریب
 مر جانیکا ہے۔ اب چونکہ اندیشہ صفت قلبی ہے فقہاء نے اسکی قائم مقام حالت طہری اشخاص کو کیا ہے۔

بادہ ایسی حالتیں ہیں جو اد پر بیان ہوئیں کہ ڈرتا ہو یا شیر کے منہ میں ہو۔ لیکن ہے کہ اس وقت بھی
 کسی کو اندیشہ نہ ہو کہ وہ شخص نذر مر گیا ہے یہی سمجھا گیا کہ اس کو اندیشہ تھا۔ یا امراض مہلک ہوں گے کہ مریض کو
 ادن کے مہلک ہو نیکا علم نہ ہو۔ مگر وہ پرنے اس درجہ کو نہ ہوئی ہوں کہ طبعی قرار یا دین تب بھی سمجھا جاوے گا
 کہ اس کو اندیشہ تھا۔ اگر کوئی مرض سردست مہلک نہ ہو اس میں فقہاء نے یہ حد لگائی ہے کہ پوچھ زیادتی
 مرض کو صاحب فرارش ہو گیا ہو۔ لیکن صاحب فرارش ہونا دلیل اندیشہ قریب مرجائیکے ہے۔ لیکن جس شخص کو
 اندیشہ قریب مرجائے گا ہو گیا اور پھر وہ اسی اندیشہ میں مر گیا۔ کہا جاوے گا کہ ایسی حالت میں حق و ثواب بقدر
 دو تہائی اس کی جائداد سے متعلق ہو گیا۔ دورہ کہ امراض میں ہر ایک دورہ جس میں مریض صاحب فرارش
 ہو گیا جدا جدا مرض ہے۔ یا بوجہ کثرت دورات کہ وہ کم طاقت ہو کر صاحب فرارش ہو گیا بوجہ مرض شمار ہو گا۔
 اگر کسی کے سر میں یا پاؤں میں درد ہو یا کوئی تکلیف ایسی ہو پوچھی ہو جس سے صدر و روح کو پہنچا ہو اور اس کی
 وجہ سے صاحب فرارش ہو گیا ہو جعفر زما نہ تک وہ تکلیف رہے وہ سبب نہ مرض الموت کا ہے۔ اسی طرح سے
 جو بوڑھا پھوس کم طاقت ہو کر لیٹ کر گر گیا اور یہ ایسی صورت ہو کہ اس میں احتمال آئندہ اوٹنے کا بھی نہ ہو
 ہے وہ بھی حکم مریض مرض الموت کا رکھتا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ ایسی پیری مرض ہے۔ یا یہ حالت ہو جس پر پہلی
 کا حکم ہو جاوے ایسے شخص کو یہی اندیشہ موت قوی ہو جاتا ہے۔ جو پرنے مرض ایسے ہوں کہ مریض ادن میں
 کم طاقت ہو گیا ہو اور صاحب فرارش ہو گیا۔ اور مرض بروز بڑھتا ہو۔ خواہ کوئی مرض ہو اور کسی قدر مدت
 تک یہ حالت رہے وہ مریض مرض الموت ہے اسلئے کہ اس کو اندیشہ قریب مرجائیکہا ہے۔ مثلاً دق یا تلی
 یا جذام یا دسہ وغیرہ کہ امراض میں جب بدن سوکھ گیا یا بدن میں زخم پڑ گئے اور علاج سے نا امید ہو گیا
 وہ زمانہ اندیشہ موت ہے۔

میں نے نام کتب فقہاء و اصول فقہ سے مرض الموت کا لٹ بآب ترجمہ کیا ہے۔ اب تک عام لوگ مسئلہ
 مرض الموت پر وقت نہیں تھے۔ میں نے بطور قاعدہ مکتبہ بیان کیا ہے تاکہ دیگر امراض کو اس سے سمجھا جائے
 اور جہانگیر میں اس طرح مثال لکھی ہیں کہی فقہاء نے تصریح ہی کی ہے اور ان قواعد کی یہی ہیئت
 وضاحت کی ہے کہ شخص کو حالات اور امراض کو دیکھا جاوے کہ وہ مرض الموت ہے یا نہیں۔ یہہ پھر

عرض کے مدتیہ من کہ مرض الموت کی بحث بعد وفات شخص معابد کے ہوتی ہے اور مرض الموت بین درستی جو اس کو کچھ داخل نہیں ہے۔ اسلئے اگر کسی شخص کے حواس درست نہ ہوں وہ سب اقرار کا عدم ہیں اور مرض الموت کے سب اقرار صحیح ہوتے ہیں مگر ان کا حکم وصیت ہے یعنی بحث اذن کو لغا نہیں ہے کہ کُل صحیح ہے یا دو تہائی میں نافذ ہے۔ احکام مرض الموت یہ ہیں کہ ایسی حالت کا ہیہ وارث کے لئے بلا رضا مندی دیگر ورثاء مطلقاً صحیح نہیں ہے اور نہ عورت کو طلاق صحیح ہے۔ اگر ایسی حالت میں چار ہزار کی چیز ایک ہزار میں بیچ کر دی تو گو بائین ہزار کا تہترع کیا ایک ہزار کا تہترع صحیح ہوگا۔ باقی دو ہزار کو بائع کے ورثہ منسخری سے لے سکتے ہیں یا بیع منوع کر سکتے ہیں۔ عورت مرض الموت میں اپنا ہر شے کو بخش نہیں سکتی ہے تاوقتیکہ باقی ورثاء تسلیم نہ کرے۔ ان نشریات کو غور سے دیکھنا چاہئے بہت کارآمد ہیں۔

مسئلہ ۲۹۶۔ پھر جب کوئی شخص وصیت کرے وہ معاملہ تمام جب ہوگا جب موصی لہ و سکو قبول بھی کرے اور اوس کا قبول یا رد بعد موت معتبر ہوگا۔ حالت حیات موصی کا کچھ اعتبار نہیں۔

تشریح

زید نے عمر کے لئے وصیت کی۔ عمر نے بحالت حیات زید انکار کیا وہ انکار معتبر نہیں علیٰ ہذا القیاس بحالت حیات زید قبول کیا اور اوس کے مرثیہ کے بعد انکار کیا وہ انکار معتبر ہے۔ جو شخص عویلا وصیت ہو جیسا کہ اسکو سہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ یہ اقرار مرض الموت میں تھا ایسا ہی یہ بھی ضرور ہے کہ موصی لہ بعد وفات موصی وصیت کو قبول ہی کیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۷۔ وصیت میں جو موصی لہ اور موصی بہ اور موصی الغلط آئے ہیں انکی یہ تشریف ہے۔ موصی بہم کے پیش اور صداد کے زیر سے اور شخص کو کہتے ہیں جو کہ وصیت کرے اور موصی لہ ہم کے پیش اور صداد کے زیر سے اور شخص کو کہتے ہیں جس کو لے وصیت کیا و۔ اور موصی بہ ہم کے پیش اور صداد کے زیر سے اور شخص کو کہتے ہیں جو مال وصیت شدہ ہو۔ اور وصی وہ شخص ہے جسکو موصی بعد مرثیہ اپنے کے کہتے ہیں بناوے کہ اس طور سے اجراء وصیت کر دینا۔

مسئلہ ۲۹۸۔ جب تشریف وصیت منہم ہو چکی اور حکم یہ ہے کہ ذہن ہی اجڑی وصیت پیچیدہ اور بمقابلہ ورثاء

جلد ثانی در بیان وصیت و تشریح

جلد ثانی در بیان وصیت و تشریح

تہائی مال میں بعد از دین نافذ ہوگی۔ اگرچہ موصی کو کل مال کی وصیت کی ہو۔ اگر وصیت تہائی متروکہ سے کم یا برابر موقوفہ کل وصیت نافذ ہوگی۔

تشریح

چونکہ وصیت کا نفاذ بعد موت ہے لہذا دین سے مزج نہیں بھی جاتی اور دین علم ہے خواہ وہ دین میں یا دین سے ہو یا زور کا ہر موقوفہ جو کچھ دین موصی کو ذمہ ہیں اور کلو ادا کیا جاوے۔ اور بعد البتہ جو کچھ وصیت کی ہوگی اس کو سکودیکھنا چاہی کہ کل متروکہ کی تہائی کی برابر یا کمتر ہے۔ اگر ایسی ہو تو کل میں نافذ کی جاوے اور اگر تہائی مال سے زیادہ ہے تو تہائی سے زیادہ بمقابلہ ذمہ نافذ نہیں ہوگا۔ اگرچہ مال کی دیکھی اور اس میں نیک نیتی موصی کا اعتبار نہیں ہے۔ یہ شخص اسپر زادہ ہوئے ہیں کہ اپنے جیتے جی میں مالک ہوں اور بعد میری مرئی کے فلاں شخص کو ملے تو یہ قرار ہے۔ ورنہ دو تہائی میں نافذ ہے اور دو تہائی اس کو وارث کیوں کر۔ اگرچہ یہ شخص اپنے وارثوں کا دشمن ہو اور نہ چاہتا ہو کہ اس کو میری جائداد سے کچھ ملے۔ ہزاروں جگہ یہ صورت پیش آتی ہے۔ اپنی داماد یا نواسے کو نام ایسا سما لکھا اور بعد میری مرئی موصی کو وہ لوٹ گیا اس کو ورنہ دو تہائی کے مالک ہوئے۔ غرض وصیت تہائی متروکہ میں نافذ ہوگی نہ کہ تہائی مال وصیت شدہ میں۔

مسئلہ ۲۹۔ اور یہ ایک تہائی میں نافذ ہونا واسطے رعایت و رثا کو ہے۔ اگر باقی ورنہ اپنا حق چھوڑ دین تو وصیت کل میں بھی نافذ ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ وصیت وارث کو نہ بھی جائز نہیں۔ اگر وارث تسلیم کر لیں تب جائز ہے۔

تشریح

یہ جو حکم ہے کہ وصیت تہائی میں نافذ ہوتی ہے قطعی حکم نہیں کہ اس سے زیادہ موصی لے کہ کچھ نہیں ملتا بلکہ حکم برعایت و رثا ہے۔ اگر ورنہ اپنا حق چھوڑ دین کل میں سے نافذ ہو جائیگی۔ اسی طرح یہ مسئلہ کہ وصیت وارث کے لئے جائز نہیں اس کو بھی سمجھنی چاہی کہ رعایت و رثا کو یہ مسئلہ ہے۔ اگر ورنہ وارثی ہو جائے تب وارث کیلئے بھی جائز ہے۔ البتہ وارث کو کو بلا رضامندی دیگر وراثت تہائی میں نافذ ہے نہ کل میں بلکہ جو کچھ اس کا حصہ دیا ہوگا وہی ملے گا اور وارث وہ مراد ہے کہ جو بروقت وفات موصی کو وارث ہو عام ہے وقت وصیت کو وارث ہو

تشریح مسئلہ ۲۹۔ اور یہ ایک تہائی میں نافذ ہونا واسطے رعایت و رثا کو ہے۔ اگر باقی ورنہ اپنا حق چھوڑ دین تو وصیت کل میں بھی نافذ ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ وصیت وارث کو نہ بھی جائز نہیں۔ اگر وارث تسلیم کر لیں تب جائز ہے۔

یہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے موجودگی اولاد پسری اپنے بھائی کو لے وصیت کی اگرچہ اس وقت تین بھائی وارث نہیں
 اور وصیت اس کو لے صحیح معلوم ہوتی ہے۔ لیکن فرض کرو تمام اولاد پسری موی کو سامنے مرگئی اور جب خود مر
 یہ بھائی ہی چھوڑ گیا۔ لہذا اس بھائی کو وصیت کی حیثیت سے کہہ نہیں سکتے بلکہ کہ وقت وفات موی وہ وارث ہو
 اگر دیدنے اپنے حقیقی بھائی کے لئے وصیت کی ہو اور وقت وصیت زید کا وہی وارث بھی ہے لیکن یوں وصیت
 زید کے پسری اولاد ہوگی اب وصیت صحیح ہے کہ وقت وفات زید اس کا حقیقی بھائی بمقام پسری اولاد وارث
 نہیں ہے۔ جو لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اپنے بعض وارث کو کچھ حصہ زیادہ ملے اگرچہ یہ عند الشرع منع ہے لیکن
 یہ جب نافذ ہوگا کہ اپنی زندگی میں بڑے بڑے بیٹے یا بیٹہ تمام کر گیا ہو ورنہ بعد موت سب وارث حصہ شرعی وارث ہوں گے
 اس لکھ موی کو کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اگر کسی شخص کو وصیت وارث یا غیر وارث کو ملا کر کے اور وارث کو لے لے
 جائز رکھا تو بقدر تہائی میں وصیت نافذ ہو کر کل غیر وارث کو نہیں مل جائیگی بلکہ رسی وارث ساقط ہو جائیگی
 بلکہ مثلاً کسی شخص نے اپنے پسروں کو اسے کو نصف مال کی وصیت کی اور اس شخص کو دو پسروں علاوہ پسری لڑکے
 ہوں تو اس غیر وارث کو بوجہ عدم جواز وصیت وارث اور بوجہ تہائی سے زیادہ نہ جائز ہونے کے اس غیر وارث کو کل
 تہائی مال نہیں بلکہ اس کا آدھا یعنی چھٹا لیگا۔ یوں سمجھو کہ کسی شخص کو اپنے کل مال کے سوا حصہ اسہام کے
 بقدر اسہام وصیت ایک پسروں ایک لڑکے کو لے مگر دو پسروں کے اور موی تو ہیں وہ ناراض ہیں۔ اب یہ نہیں
 ہوگا کہ وصیت تہائی مال میں نافذ ہو کر بقدر اسہام کل لڑکے کو ملے بلکہ وہ اسہام پسروں کو اسے تقسیم
 ہو کر بقدر اسہام لڑکے کو ملے گا اور اسہام تینوں پسروں کو حصہ مساوی تقسیم ہوں گے۔ اس مسئلہ میں اکثر
 علماء کو دھوکا ہوا وہ یوں سمجھ گئے کہ جب وارث کو وصیت جائز نہیں ہو تو بقدر تہائی وصیت غیر وارث کو ملے گی
 اور پسروں کی کیا کہ اگر کوئی زید غیر وارث اور دیوار اور گدھے کو ملا کر تہائی مال سے وصیت کرے تو کل تہائی
 مال زید کو لیگا اور دیوار اور گدھے لغو ہے۔ رسی حصہ ساقط نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ اس مسئلہ کا مثلاً
 یہ ہے کہ اگر موی لڑکے کو ساٹھ اور ملائی جاوین کہ وہ قابل وصیت نہ ہوں جیسے دیوار اور گدھے یا کوئی مردہ اس میں
 کل مال موی لڑکے کو دیا جائے۔ بخلاف اس کہ اگر موی لڑکے کیساتھ کسی وارث کو ملاوین تو وارث بھی قابل وصیت ہے
 مگر بوجہ ملائی دیگر وارث اس کو وصیت جائز نہیں ہوگی پس وارث موی لڑکے کا حصہ گھٹا لیگا علیٰ ہذا فقہاء اور

جتنی چاہو شالین نکال لو یہ مسئلہ نہایت ہار یک ہے۔

مسئلہ - اور رضا مندی و رثا اس کے یہ معنی ہیں کہ بعد وفات موصی مرحلہ یا کنایہ کوئی ایسا فعل و اثر سے پایا جاوے جو دلالت رضا مندی پر کرنا ہو اور جو ایسا فعل قبل وفات موصی کر ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

تشریح

حیث وصیت کی حقیقت یہ ہے کہ ایجاب معاملہ موصی کی حیات میں ہو اور قبول معاملہ بعد وفات ہو۔ موصی کہ قبول اور رد حیات موصی کا معنی نہیں پس حالت حیات موصی میں وہ معاملہ ناقص ہے بلکہ ایک طرہ سے موصی کو اختیار رجوع کا ہر جب چکا اپنی زندگی میں رجوع کرے پس ایسی حالت میں رضا مندی و رثا کب مؤثر ہوگی مثلاً فرض کرو زید نے اپنے ایک بیٹے کے نام کو کچھ حقیقت بطور وصیت لکھ دی اور دوسرے بیٹوں کو اس وصیت نامہ پر دستخط کر کے مگر بعد وفات زید رضا مندی میں پس وہ وصیت نامہ باطل ہوگا۔ مان البتہ اگر بعد وفات زید اس کے بیٹے موصی اپنے کو کچھ حقیقت موصی کے بیٹے یا بیٹے کی ہو اور بقیہ رثا کو اس پر دستخط کر دے ہوں تو وصیت صحیح ہوگی اسی طرح شخص چینی کا حال ہے کہ اگر زید نے اپنی کل جائداد کا وصیت نامہ ایک شخص کو نام لکھ دیا جو کہ وارث نہیں ہو اور وراثت نے حیات زید میں تو اس پر دستخط کر کے یا زبانی تسلیم کر لیا لیکن بعد وفات زید رضا مندی میں پس وہ وصیت نامہ قبلاً دو تہائی و رثا باطل ہے اس میں رضا مندی و رثا بعد وفات زید مرحلہ یا کنایہ نہیں ہائی گی۔ البتہ اگر بعد وفات شخص چینی کوئی نصرت اس جائداد میں مالکانہ کری اور وراثت اس کو تسلیم کر لیں تو بیشک کل میں نافذ ہے۔ یہ مسئلہ بہت ہار یک ہے اس کو خوب یاد رکھنا چاہئے۔ اور اسی طرح اگر ارض و رثا رضا مندی ظاہر کریں تو بقدر حصہ ان کی وصیت تمام ہوگی اور باقی کے اعتبار سے ناتمام ہوگی۔

مسئلہ - وصیت سواگر موصی رجوع کرنا چاہے خواہ مرحلہ یا کنایہ درست ہی بشرطیکہ موصی پسمین ہو اور وصیت کسی حصہ کی کی ہو تو وہ ان رجوع صرف قبول سے معتبر ہوگا۔

تشریح

مثلاً زید نے عمرو کے کوئی حصہ کی کچھ آپ اس میں نصرت مالکانہ کئے حبیب کہ اس کو کسی کی یا کچھ بیٹے یا بیٹے کو یہ مال دینا ہے ان میں کوئی باطل کرنا نہیں علیٰ ہذا فقہاء ان رجوع کر چسبہ کہ میں اپنی وصیت کے رجوع کرنا ہوں

منہ سوسوہ جلد ثانیہ کتاب الوصیۃ

اس میں فرق نہ ہو جائیداد کی یا کچھ رجوع کرنا ہو

باین اوجہ وصیت عمرو کے واسطے کی تھی وہ باطل ہے یا وہ وصیت فلاں کو داسکے کرتا ہوں یہ رجوع فرمائی ہے اور دلیل اس کی وہی ہے کہ وصیت ایک طرف معاہدہ ہے تاہم ہے پس اس میں رجوع صحیح ہے۔ البتہ اگر یوں کہو کہ میں نے پہلے وصیت ہی نہیں کی یہ جھوٹ اور لغو ہے اس میں رجوع لازم نہیں آتا

مسئلہ ۳۰۲۔ یہ جو مسئلہ ہے کہ نفاذ وصیت بقدر تہائی درجہ سے منقطع ہو اور رضا مندی و رضا کو اور میں داخل نہیں یسوقت ہر کسب کوئی موصی لہ شخص ہو اور اگر موصی کہ کوئی امر دینی ہو مثل صوم و صلوٰۃ اور زکوٰۃ و ورطہ سے مقدم نہیں اگر ورنہ چاہیں نافذ ہو سکتی ہے ورنہ وصیت پر عذاب رسیدگا کیونکہ حقوق اللہ کی طرف سے کوئی تعرضی نہیں جو کہ ہر اور ثناء سے بیہوے۔

مسئلہ ۳۰۳۔ چونکہ وصیت ایک معاہدہ ہے لہذا انھیں اشخاص و معتبر ہونگی جو کہ اہل حالہ ہیں پس بچے اور مجنون اور غلام کی وصیت درست نہیں۔

مسئلہ ۳۰۴۔ اگر کسی عورت کو بیٹ میں حمل ہوا و سکے لئے کوئی وصیت کرے جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وصیت کیوقت وہ بچہ زندہ ہو اور نیز وصیت کو بعد چھ مہینے سے کمتر میں پیدا ہوا ہو۔ اگر چھ مہینے سے زیادہ میں پیدا ہوا تو نکاح ہے کہ یہ حمل بعد وصیت کا ہو۔

تشریح

کیس طرح سے دریافت کیا جاوے کہ وہ زندہ ہی یا نہیں؟ اسکی پہچان یہ کہ حیثیت وصیت کیا ہو وہ انہی زمانہ حاصل ہو کہ اس میں جان چرگی ہو۔ اگر مہینہ دو مہینہ کامل ہو تو اس میں جان نہیں پڑتی ہے وہ فقط گوشت و کھلاؤ پر رہتا ہے اور اسکی وصیت جائز نہیں ہے۔ اگر چار مہینہ سے زیادہ کی حمل کیلئے وصیت کرے وہ جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ زندہ پیدا ہو جائے ایک آن ہی زندہ رہا ہو۔ اگر مردہ ہی پیٹ سے پیدا ہو تو وہ ایسا سمجھا جائیگا کہ اول ہی سے مردہ ہے اس لئے وصیت جائز نہیں۔ اور اگر ان کی پیٹ سے زندہ پیدا ہوا لیکن جس وقت وصیت کی تھی دو مہینے کامل تھا تب ہی وصیت جائز نہیں ہے کیونکہ بالفرض اس وقت اس میں جان نہیں پڑی تھی۔ اسکی موت اس طرح سے ہو کہ مثلاً زید نے وصیت کی کہ میری جائیداد کا تہائی حصہ اس کو بعد مرنے کے دیا جاوے جو ہندہ کے بیٹے میں ہے۔ اگر ہندہ کی بیٹی سے بچہ پیدا ہوا وہ خود اس کو زید کے ورثہ میں دے سکتا ہے۔ اگر وہ بچہ مر جاوے

صفحہ ۵۳۸ جلد ثانی کو دیکھو

صفحہ ۵۳۹ جلد ثانی کو دیکھو

تو یہ مال وصیت میں اوس کا ملوکہ شمار کیا جاویگا اوس کے ورثہ میں جو کوئی ہوں اور نہ ملے گا۔ وصیت میں بیہ ضرورت نہیں ہے کہ تفصیل جائداد ہو ورنہ بلکہ اس طرح بھی وصیت جائز ہے کہ جس طرح فلان وارث کا حصہ ہوا اس قدر کی وصیت فلان کو لکھ کر تاجہ بن اور بیہ جائز نہیں ہے کہ غیر وارث کو وارث بناوے یا ان مثل حصہ وارث وصیت بھیجے مسئلہ کوئی شخص اگر ایک پوتہ اور پسر چھوڑ گیا اوسنے کہا کہ مثل حصہ اپنے پسر مردہ کو اپنے پوتے کو وصیت کرنا نہیں کل ترکہ سے پسر مردہ تہائی کا حصہ ملے گا۔ گو وصیت جائداد نہیں کی گئی ہو۔

وقف کا بیان

مسئلہ۔ وقف وہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک سے لٹکا کر اللہ کو اُس کا مالک کر دی۔ اور نفع اُس کا صرف کرے اور پسر شخص کو کہ چاہے واقف۔ جب یہ معاملہ صحیح شرائط پورا ہو جاتا ہے تب لازم ہو جاتا ہے اوس سے رجوع جائز نہیں اور نہ اوس میں وارثوں کو کچھ مل سکتا ہے۔

تشریح

وقف کیا سب سے یہ ضرورت نہیں کہ اُس کا نفع فقرا ہی کے لئے مقدر کرے بلکہ جائز ہے خواہ فقروں کو یا امیروں کو یا اپنے عزیزوں کو یا اجنبی کیوا سب سے اُس کا نفع شباح کیا جاوے مگر کسی خاص شخص کے لئے یا کسی سیما زمین کو وقف نہ کرنا چاہئے۔ معاملہ وقف میں چار چیزیں ہیں۔ ایک واقف جسے وقف کیا دوسری وہ چیز جو وقف کی جاوے۔ تیسری جس غرض کے لئے وقف کیا ہو۔ چوتھی مستحقان وقف یعنی جو صرف منافع کی ہوں۔ واقف نے جس قدر رو وقف کی ہو اوس سے زیادہ وقف نہیں ہو سکتی۔ جس نفع کے لئے وقف کیا دوسری نفع میں خواہ اُس سے اعلیٰ ہو صرف نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جو غیر مستحقان وقف ہوں ان پر صرف نہیں کر سکتا ہے۔ وقف میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین میں اختلاف ہے۔ امام صاحب وقف کو جس ملک سے تعبیر کرتے ہیں یعنی واقف جائداد منوفہ کو اپنی ملک میں روکنا ہے پھر اندہ وہ قابل انتقال بذریعہ وراثت یا بیع نہیں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے واقف جو کچھ شرائط وقف میں آئندہ کیوا سب سے کہ سب صحیح ہیں بشرطیکہ وہ شرائط فقیر معاملہ وقف کی مخالفت نہ ہوں۔ اگر واقف کی ملک نہ ہو تو لے لیا اوس کو مر جانے کے آئندہ کو کہیں اعتبار کیا

مسئلہ ۱۰۱۰م درمیان جائداد اوس ملک میں ہو کہ وقف کرے

مسئلہ ۱۰۱۱م درمیان جائداد اوس ملک میں ہو کہ وقف کرے

جلد ہفتم بطور مکرر ذکر کیا گیا ۱۱ صفحہ ۱۰۴۰ شامی جلد دوم بطور مکرر ذکر کیا گیا ۱۱ صفحہ ۱۰۴۰ شامی جلد دوم بطور مکرر ذکر کیا گیا ۱۱ صفحہ ۱۰۴۰ شامی جلد دوم بطور مکرر ذکر کیا گیا ۱۱ صفحہ ۱۰۴۰

مثلاً اگر کوئی بیچ کرے اور شریعتی یا آئندہ چھہ شر الیہ کرے۔ بائع کی ان شرائط کا کچھ اعتبار نہیں ہو جان امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہو۔ مسجد ملک واقف میں نہیں رہتی ہو وہ بیشک ملک خدا میں ہو جاتی ہے۔ ٹمرہ اور سکا یہ ہے کہ وقف امام صاحب کو نزدیک لازم شریعتی نہیں ہے اس کو بجز مسجد رجوع ہو سکتا ہے۔ اگر جس نفع کو لے کر وقف کیا وہ حاجت زہری یا وہ مستحقان وقف مدوم ہو گئے پھر ملک واقف میں عود کر جاتی ہے۔ مگر صحیح اور مستحب یہی ہے کہ جو قول صاحبین ہے کہ سطلق وقف ملک واقف سے نکل کر اللہ کی ملک میں ہو جاتا ہے اور شرائط واقف کا آئندہ کو اس وجہ سے اعتبار ہے کہ واقف کی ملک سے نکل کر کسی دوسرے شخص کی ملک میں نہیں ہوتی جو مانع نفع و شر الیہ ہووے۔ وقف کا ثبوت سماعت یا رواج سے بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ اس کو خلاف کسی صریحی دلیل سے ثابت نہ ہو۔ اگر اس میں شبہ ہو کہ مستحقان وقف کون ہیں؟ تو رواج سے ثابت ہو سکتا ہے کہ خلاف نفع فلان اشخاص کے لئے وقف کی گئی ہے۔ وقف میں واقف کی شر الیہ مثل شایع کو احکام کو واجب نہیں اور واقف کو جس غرض کے لئے وقف کیا اس کی رعایت واجب ہے۔ جبکہ وہ شر الیہ خلاف شایع کی زبان۔

مسئلہ ۶۔ وقف جائداد غیر منقولہ کا صحیح ہے اور اشیا بمنقولہ میں بھی جن کا رواج ہو درست ہے جیسے کتاب۔ پتھر اور وغیرہ۔

مسئلہ ۷۔ سماع وقف صرف لفظ وقف کہنے سے تمام نہیں ہوتا ہے جب تک اس کو اپنی ملک سے نکال کر کسی متولی کے سپرد نہ کرے۔ یا اگر وقف کوئی شاعر دین سے ہوا تو اس میں اجراء عبادت کے لئے مراحت اٹھاؤ

تشریح

اگر کسی نے سجا بنائی تو اس کی ملک جب زایل ہوگی جو وقت اس کا راستہ علیحدہ کر دیا ہو اور اذن عام نادر پڑنے کا دیدیا ہو۔ عام خواہ اس میں کسی کو نادر پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو مگر واقف کو اپنی مراحت اٹھالی۔ اگر کوئی مسجد اپنے گھر میں بناوے اور راستہ اس کا جدا کیا ہو وہ وقف شمار نہیں کیا جاوے گا۔ یا کسی کو کوئی زمین وقف کی اور کسی متولی کے سپرد کی اور حاکم نے اس پر حکم موقوف ہو نہ کیا کیا وہ تمام نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۔ جائز ہے واقف خود اپنی متولی بھی ہو جاوے مگر جو شرط واقف خلاف شرع ہوں۔
تقریباً ہرچیز اس کی پابندی لازم نہیں باقی شرط کی پابندی لازم ہے۔

صفحہ ۹۹ عالمگیری جلد ثانی کو دیکھو

مسئلہ ۹۰ - اگر متولی خیانت کرنے لگے عام ہے خواہ متولی خود واقف ہی کیوں نہ ہو اسکو قاضی یا جماعت شیعہ یا مین معزول کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۹۱ - اور جو موت پر معاملہ وقت کو متعلق کرے وہ وقت بھی صحیح ہے لیکن اس کا حکم وصیت کا سا ہے یعنی تہائی میں ہر تقابلاً و در ثناء جاری ہوگا۔

مسئلہ ۹۲ - وقت بھی مثل اور معاملات کے عاقل بالغ آزاد سے نافذ ہوگا اور نیز قطعی معاملہ ہو شرطیہ نہ ہو سوائے ایک صورت کی کہ جس چیز پر شرط کرتا ہو وہ مشروط اور وقت موجود ہو۔

تشریح

کوئی یون کہے کہ اگر میرا فلان کام ہو جاوے تو میں یہ زمین وقف کروں یہ وقف صحیح نہیں اور اگر یہ کہے کہ اگر یہ زمین میری ہو تو میں نے وقف کی اور فی الواقع اس وقت وہ واقف ہی کی زمین تھی وہ وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۳ - جب وقف تمام ہو جاوے پھر اس کی بیع یا ہب یا ہبہ صحیح نہیں ہے۔ اگر ایسی شرط واقف نے کی تھی ہون تو ناجائز ہیں۔

مسئلہ ۹۴ - شیعہ یعنی سبھی چیز کا وقف صحیح ہے۔ پس بعد وقف غیر سے تقسیم صحیح ہے۔ عام ہے وہ غیر خواہ محض مالک ہو یا رہ ہی واقف اور امر کے لئے ہو۔

تشریح

زید نے ایک زمین کا نصف مدرسہ کیلئے وقف کیا اور عرو نے اپنا آدھا مسجد کے لئے وقف کیا یا دیہی نے صرف اپنا حصہ وقف کیا اور عرو نے نہیں کیا۔ ان دونوں میں تقسیم صحیح ہے کیونکہ وقف کی تقسیم نہیں ہے بلکہ اس تقسیم پر بالو تقییدین موقوف ہے اور یہ بھی کچھ ضرور نہیں کہ ہر ایک زمین جو عبدی کی جاوے مثلاً زید کا حصہ بیت سے مکانات اور باغیچہ میں تھا اس سے سب حصہ وقف کر دیا تو یہ ضرور نہیں کہ وہ حصہ سب میں بٹھا دیا جاوے اگر بر دی تقسیم بشرط بیض مکان سالم اس کو حصہ میں آ جاوے تب بھی تقسیم صحیح ہے۔ البتہ اگر دو حصوں میں یا دتی کی ہو اور واقف کی والا حصہ بیوسے اور نقصان کی دام بیلے یہ ناجائز ہے کیونکہ یہ وقف کی بیع ہوگئی۔ البتہ اگر غیر واقف ایسا کرے اسکو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳۸ - جب ایک شے موقوف متعین ہو جاوے پھر اس کی تقسیم متعین وقف کے لئے ناجائز ہے کیونکہ کوئی متفق اس کا مالک نہیں ہے۔

تشریح

قریب سے ایک شے کو وقف اپنی اولاد کے لئے کیا۔ فرض کرو اس کو پانچ مستحق ہیں۔ سو اسی میں اس جائداد کے پانچ حصے نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۳۹ - شے موقوفہ پر کوئی قرض نہیں لے سکتا ہے۔ عام ہے خواہ اپنے منافع میں خرچ کرے یا جس شے موقوفہ کے لئے لے لے۔

تشریح

قریب سے ایک جائداد مدرسہ کے لئے وقف کر دی اور عمر کو متولی بنادیا۔ اب عمر و متولی خواہ مدرسہ کے لئے یا اسی جائداد موقوفہ کے لئے کچھ قرض لے وہ جائداد موقوفہ پر نہیں پڑ لگاد عمر کی ذات سے متعلق ہو گا۔ مثلاً قرض کروہ جائداد وقف کوئی مکان تھا عمر نے کچھ قرض لیا کلاس مکان میں اور تعمیر کرا دوں تاکہ اس کی حیثیت و سیلے دیر نہ ہو جائے۔ اور مدرسہ کی آمدنی زیادہ ہو جاوے۔ ایسے امور میں جو کچھ قرض عمر کے ذمہ ہو گا گو وہ جائداد موقوفہ میں لگانے کو لیا ہے لیکن وہ قرض اس کی جائداد سے متعلق ہو گا۔ ایسے قرض میں اس کی اصل جائداد بیکار ہوئی چاہئے۔ غلے وقف سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰ - اگر ایک محلہ والوں کی مسجد ہو وہ خود اگر اس کو توبہ کر عمدہ بنانا چاہیں تو اولاد کو اختیار ہے غیر کہ نہیں۔ ان البتہ اگر محلہ والوں نے توڑ دی پھر تعمیر میں اور بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴۱ - اگر کسی مسجد میں تہ خانہ واسطے مصالحہ مسجد کے بنوایا جاوے تو صحیح ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ محلہ مسجد ہی ہو اور باقی مسجد کے تہ خانہ کو اپنے لئے رکھا تو وہ مسجد پوری وقف نہیں ہے۔ شرط وقف مسجد یہی ہے کہ کوئی حق کسی آدمی کا اس کے ساتھ متعلق نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۲ - پیشے یا دوسری مسجد کے کوئی مکان کرایہ کا بنانا درست نہیں اگرچہ اس کی آمدنی مسجد میں آتی ہو۔

اس میں بیک وقت شہادہ و شریعت کو ملحوظ رکھو۔

تشریح

مسجد سے وہ مراد ہے جہاں ناپاک نہیں جاسکتا ہے یعنی فرش مسجد تک۔ اور اگر اس سے باہر بنایا جاوے تو کچھ بیچ نہیں وہ متعلق مسجد شمار کئے جائیں گے۔ بعض لوگ جہاں جگہ تنگ ہوتی ہے اوپر فرش مسجد اور نیچے دوکان کرانہ کی بناتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ اگر کہیں ایسا کیا جاوے گا اس فرش پر ناز پڑے گی ایسی ہوگی جیسے دوکان کی چھت پر ناز پڑے گی اس کا ثواب مسجد کی نماز کا سا نہیں گا۔

مسئلہ ۱۹۔ وقف اور آمدنی وقف کا کوئی مالک نہیں بلکہ مستحقین اس کے تصرف ہیں۔ اگر کسی وجہ سے بیس دو برس تک وقف کو کچھ نہیں ملا انھوں نے اپنا گناہ کسی طرح کر لیا بطریق حساب نہیں لگاؤ گناہ کے کل زرواحلات کے مستحق نہیں گئے۔ جب تک بطریق ثواب واقعہ واسطے قضایا جاتے وقف کیا ہوا گوشہ میں ہو وہ کر سکتے ہیں۔

تشریح

مثلاً فرض کرو زمین ایک جاہل واسطے کھانا دینے طالبہ مدرسہ کے وقف کی اتفاق سے طلبہ مدرسہ ایک دو سال کی اور وجہ سے اپنا گناہ کر لیا اور ان آیات کا استحقاق اور ان کو نہیں ہے کہ پورا پورا حصہ لیا جائے۔ مسئلہ ۲۰۔ اگر کوئی شے وقف کسی نفع کے لئے واقعہ نے معین کی تھی اور اب بوجہ خراب ہونے کے وہ قابل نفع کے نہیں رہی تو اب بھی اس کا حکم وقف ہی کا ہے وہ طائین وقف پر غور نہیں کیا وگئی اور نہ اس کی بیع اور ہبہ درست ہے بجز اسکے کہ اس کا لمبہ وغیرہ دوسرے وقف میں لگایا جاوے جس میں اس وقت لگانا قرین مصلحت امام ہے۔

مسئلہ ۲۱۔ وقف کی آمدنی اولیٰ ہی شے کی حرت میں صرف کی جاوے اس کی وجہ جو اس کے مستحق ہوں اور کو دیا جاوے۔ مثلاً مسجد کی دوکان سے جو کچھ آمدنی ہو اول مسجد اور دوکان کی حرت میں خرچ ہو اس کے بعد جو کچھ بچے وہ مؤذن امام وغیرہ کو دیا جاوے۔

مسئلہ ۲۲۔ ایک وقف کی آمدنی دوسرے وقف میں خرچ ہو سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں کا ایک واقعہ اور ایک قسم کے دونوں وقف ہوں۔ ورنہ نہیں۔

تشریح

اس میں شامی شرح و فقہاء کو دیکھو۔

فرض کرو زید نے دو سجدین بنائیں اب ایک سجدہ کی آمدنی کو دوسری سجدہ میں استعمال کرنا جائز ہے اور باقی دونوں سجدوں کے دو شخص ہوئے یا زید نے مسجد اور مدرسہ بنایا ہوتا اور ان دونوں کے لئے دو وقت کرنا تو اس صحت میں ایک کی آمدنی دوسرے میں خرچ نہیں ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۳۔ جب وقت کسی ایسے نفع کیلئے کیا ہو کہ جسے حاجت مند تمام آدمی ہوں تو بلا تصریح وہ تمام آدمیوں کو شامل ہے خواہ امیر ہوں یا غریب۔ اور جو وہ نفع ایسا محتاج البیہ عام نہیں تو بلا تصریح فقہ اور کو بیگا و جس طرح تصریح کی ہو اس کی پابندی لازم ہوگی۔

تشریح

مثلاً کسی نے سقاوہ واسطے پانی پینے کے یا قبرستان واسطے مڑے دفن کرنے کو بنایا چونکہ یہ محتاج البیہ عام ہے لہذا تمام امیر و غریب کو بلا تصریح شامل ہے۔ اور اگر کسی زمین کا غلہ وقف کیا تو جن تک کہ تحقیق کی تصریح نہیں کی ہو فقہ کی کو بیگا **مسئلہ ۲۴**۔ اگر کوئی متوتی دیانت سے کام کرنا ہو بلا وجہ حاکم کو اختیار نہیں ہرگز اور یہی وقف کو لگا کر دوسرے کو دیدے۔

مسئلہ ۲۵۔ اگر متوتی خیانت کرے یا بلا وجہ مال کو ضائع کرنے لگے تو حاکم یا جماعت مسلمین کو اختیار ہے کہ اس کو سزا معزول کر کے کسی اور متوتی کے سپرد کرین عام ہے خواہ متوتی وہی ہو جسے وقف کیا یا اور کوئی ہو۔

مسئلہ ۲۶۔ اگر شے وقف ایسی جائداد ہے کہ قابل آمدنی ہے۔ کوئی شہر اردین سو نہیں ہے۔ اگر وقت بشرط بدل لینے کی ہو یا اس سے عہدہ جائداد کوئی اس کے بدلے میں دینا ہو یا کسی خاصہ نے اس جائداد کو غصب کر کے ایسی کردی ہو کہ قابل زراعت نہ رہی ہو یا غاصب کے پاس صحیح و سالم نہ ہو مگر ثبوت واپس لینے کا نہ ہو ان سب صورتوں میں اس کا معاوضہ لینا جائز ہے۔ اگر معاوضہ جائداد ہے تو وہ قائم مقام شے موقوفہ ہوگی۔ اگر روپیہ دیا ہے تو اس کی جائداد خرید کر کے بجائے شے موقوفہ رکھنی چاہیے۔

تشریح

لفظ شہر اردین سے یہ فائدہ ہو گا اگر کوئی مسجد بنوے اور میں ان صورتوں میں واقع نہیں ہوتی ہونا اگر استعمال جائز ہے اور نہ اس کا غصب صحیح ہے اور معاوضہ خریدنا یا عہدہ سے واپس لینے کی صورت میں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۔ اگر کسی ہنگامہ ہو یا دھواں ہو یا اور جگہ کی ضرورت ہو تو ہر بنا ہوا ہے کہ شرائع عام سے کچھ زین

مسجد میں شامل کرنی جائز ہے بشرطیکہ راستہ میں ضرر نہ پائی نہ ہو۔

تشریح مسئلہ ۳۲۷

چونکہ اس زمانہ میں مسجد کے نزاعات و پیش میں اس لئے کچھ احکام مسجد علیحدہ لکھو جاتے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ مسجد ہی مسجد اوقاف ایک وقف ہے اور مطلق تعریف وقف میں جو کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک ہے مثل دیگر اوقاف داخل ہے اور اسی پر فتوے ہے تیسری جلد شامی کے صفحہ ۳۹۰ کے حاشیہ پر عبارت در مختار بھی جو عندہما ہو حسبہما علی حکم ملک الدلّٰلۃ العالیٰ من احب ولو غنیاً فیلزم فلا یجوز البطلان ولا لورث عینہ وعلیہ الفتویٰ ترجمہ یہ ہے کہ صاحبین کے نزدیک وقف یعنی موقوفہ وقف کچھ بھی ہو) وہ ملک الدلّٰلۃ کے حکم ملک الدلّٰلۃ کے اور اس کو نفع کو صرف کرنا اور پیر جس شخص کے کہ چاہے واقف اگرچہ وہ امیر ہی کیوں نہ ہو پس واقف لازم ہو گا اور اس کا باطل کرنا جائز نہیں ہو گا اور نہ اوسمین میراث جاری ہوگی اور اسی پر فتوے ہیں پیرس معلوم ہوا کہ یہ تعریف صحیحہ اور اسی پر فتوے ہیں اور علیہ آئمہ فقہاء حنفیہ کا اسی پر ہے اور عام اوقاف کو خواہ مقبرہ یا مساقوہ یا مدرسہ یا سرائے یا مسجد وغیرہ سب شامل ہے اگرچہ مسجد میں دوسرے اوقاف سے کچھ احکام جزیئہ میں فرق ہو گئے لیکن جو ایک اصول تعریف وقف اور ارکان وقف میں تمام اوقاف کے مشترک ہے پس وقف میں چار چیز ضروری ہیں: اول وقف اور سب سے اور نفع اور جن لوگوں کو نفع صرف کیا جاوے اور انہیں کو مستحقان وقف کہتے ہیں پس اسی قاعدہ کے موجب مسجد میں بھی چار چیزیں ضروری ہیں: بانی مسجد اس کا واقف ہے اور وہ نیز جس کو اس نے متعین کر دیا ہے موقوفہ ہے اور اسے صلوة اس کا نفع ہے اور جن لوگوں کے لئے اس کا نفع صرف کیا ہو وہ مستحقین وقف ہیں ساجد اور دیگر اوقاف اس میں شریک ہیں کہ ملک الدلّٰلۃ العالیٰ کی ہیں اور واقف کی ملک سے نکل گئی ہیں مگر چونکہ مساجد میں صرف استفادہ عبادت جسا ثمرہ محض آخرت میں ہی ملے گا دنیا میں ادسکا ثمرہ کچھ نہیں ملتا ہے اس واسطہ وہ خدا کے گھر سے مشہور ہوئی دیگر اوقاف کا ثمرہ علاوہ ثمرہ اخروی فوائد دنیوی بھی ہیں اس کو خدا کے گھر سے کوئی نہیں تعبیر کرتا ہے حالانکہ حکم ملک الدلّٰلۃ العالیٰ میں آجائے اور واقف کی ملک سے نکلے گا نا اس میں سب اوقاف ساو سی ہیں اور نیز ثواب اخروی جملہ

اوقاف میں بشرط ہے خواہ مسجد ہو یا مقبرہ یا اراضی پیداوار وغیرہ اسیدو جہ سے وقف علی اور زمین
 بلا شمول فقر افقہانے کلام کیا ہو کہ اس میں قربت نہیں ہے اور جو شخص بڑے کام کے لئے وقف کرے وہ
 صحیح نہیں ہے جیسے کوئی تاج کے لئے گہریاز ناکار و نکولے اڈا بطور وقف بنا دے وہ وقف ہرگز نہیں
 ہے نحو ذواللہ نہایت سبزی جلد شامی کے صفحہ ۳۹۲ کے حاشیہ پر درمختار کی یہ عبادت ہو و شرطہ شرط
 سائر التبرعات کحرقہ و تکلیف وان یکن قربتہ فی ذاتہ۔ ترجمہ یہ ہے اور وقف کے صحیح ہو بھی وہ
 ہی شرائط میں جو باقی تبرعات کے میں مثل آزاد ہونے او عاقل بالغ ہو چکی اور یہ کہ وہ ثواب فی نفسہ
 ہو پس اس شرط میں سے کوئی وقف خاص نہیں ہے پس ثابت ہو کہ مسجد اور دیگر اوقاف ثواب اخروی اور
 ملک اللہ تعالیٰ کا اندر سبب اور چار ارکان وقف جبکہ وقف کی تفریف شامل ہے برابر ہیں البتہ چونکہ ملک
 میں علاوہ ثواب اخروی کچھ منافع دنیوی کا خیال نہیں ہے اس لئے بعض بعض باتوں میں دیگر اوقاف سے
 علیحدہ ہے مسجد بالاتفاق ملک اللہ تعالیٰ ہی ہو امام ابو حنیفہ جو وقف کو غیر لازم اور رکنا شے کا ادیان ملک
 واقع کھتر ہیں مسجد کو وہ بھی اوس سے جدا کرتے ہیں گو یہ قول مفتیہ یہ نہیں ہے اور جو زمین مسجد بن جاوے
 اوسکو بدل نہیں کر سکتے ہیں مثل دیگر اوقاف کے کہ وہاں استبدال ہو سکتا ہے جیسے سرائے کھینے بنانی
 بھی سب وقت ہم محققین مقبرہ بنا سکتے ہیں کیونکہ منافع دنیوی قابل تبدیل ہیں مشترک چیز مسجد نہیں
 ہو سکتی ہے دیگر اوقاف ہو سکتے ہیں مسجد محض بنادینے اور اذن نماز سے لازم ہو جاتی ہو دیگر اوقاف
 بلا استولی یا حکم حاکم لازم نہیں ہوتے ہیں غرض اس قسم کے فرق بوجہ منافع دنیوی و دیگر اوقاف میں آئی
 جو مساجد میں وہ امور نہیں ہے مگر اصل اذن چار ارکان وقف سے مساجد خالی نہیں یعنی واقف اور شے
 موقوفہ اور منافع اور ستمثال وقف کسیکو بھی شہ بہ نہ ہو و جو کہ مسجد الحرام اور بیت المقدس اور مسجد مدینہ طیبہ
 پر اون احکام کو قیاس کرنے لگی ہو ولف آئندہ کو لکھی اسلئے کہ اونکا کوئی شخص واقف نہیں ہے وہ زمین
 واسطی عبادت تجویز کردہ باری ہیں خواہ اوسکی صریح حکم سے یا بوسیلة انبیاء علیہم السلام الصلوٰۃ والسلام
 بلکہ میری مراد یہاں احکام اون مساجد کا ہو جو کسی بندہ نے اپنی ملک زمین کو اپنے ملک سے نکال کر
 اللہ کی ملک میں کر دی قبل اخراج اپنی ملک کے اوس بندہ کو اختیار تھا کہ اوس اراضی میں جو چاہتا

وہ استفادہ کرتا وہ۔ تعریف مذکورہ سابق اور احکام آئندہ پیش میں ہو گئیں مساجد کے واقف خواہ ایک شخص ہو یا جماعت مسلمین بن ہو اور جو محض در شر و ط کا اعتبار ضروری ہو مثل دیگر اوقاف کا مسدود رہنا کہ خلاف سلاطین وقت کو شرعی طور سے نہ ہو بلکہ اقتصار بشرط ایسی ہی جمعی ہو جائیگی جیسے شارع کے احکام میں تفسیری جلد شامی کے صفحہ ۸۳۰ کے یہ عبد

ہے خان شریط الواف معتبرۃ اذا لم تخالف الشرع فهو مالک فله ان یجعل بالیحد شہادۃ مالم یکن معصیۃ۔ ترجمہ تحقیق شریط وقت کر نیو الواف کو معتبر ہیں جبکہ خلاف شرع کے نہ ہوں وہ مالک اور کو اختیار ہے کہ ان کو اپنے جملہ چاہوں کو جب تک کہ نہ ہو گناہ شامی مطبوعہ مصر کی تیسری جلد کے صفحہ ۵۳۲ کی یہ عبارت ہے۔ شریط الواف کفر الشرائع ترجمہ نیستی واقف ہے جو شرط وقت میں کی ہیں مثل شام کے ترجمہ کی ہیں یہ جو وقت پورا کرنا مانے کا ہو ورنہ اور عرض واقف یا تحقیق اس کے مستثنیہ ہوں تو ایسی حالتیں نہادت سماوی اور رواج قدیم و ثابت کیا جاوے گا کہ فلاں عرض واقف ہو یا مستحقان وقت کون انخاص ہیں شامی کے تیسری جلد مطبوعہ مصر کے صفحہ ۵۴۱ کی یہ عبارت ہے۔

اعلیٰ النعم سرور ابان ہر احاطہ خیر و اقصیٰ اجابت و صرح اصولیون بان العرف یصلح مخصوصاً ترجمہ علاوہ اگر کہ
تحقیق فقہانے تقریر کی کہ احسان و اقصیٰ بخیر کی ضروری ہوا و اصولیون بیان کیا کہ وجہ اس کی تفسیر کہ سکنا کہ کیا
نوش تھی شامی کی کہ یہ لوگ کہ یہ صنف ہوں کہ یہ عبارت جو سئل اسماء عن نفس منہو را شہادت مضافہ و قدر ما لیرفہا

تستحيي ان ينظر الى الله عز وجل فيرا سبيحته من الملائكة من ان قوامه كيت الطوارق والى من يعرفونه فينبغي على ذلك ان
الظاهر التبرع كما كان في القديم من اهل البيت شمر الخواص من الصحابة كالسابقين بل على ذلك فبعد ان عين الشوبت بالسماح

[illegible][illegible]

کمال الیام مستحقین و غیرین اور اگر صحت و اوسو و یا سبب نکور بال و راجع فایده سیرت ثابت و چو کارانی مسجد کوفی یا شفا

[illegible]

[illegible][illegible]

قول ہی فقہ حنفی ہوتا ہے اور اصل در آمد اسی قول پر ہوتا ہے جس پر فتویٰ ہو پس تالیف و تصنیف یعنی بہ قول صاحبین
 مسلمانہ ولایت وقف بطریق وراثت منتقل نہیں ہوتی ہے بلکہ وقف نے جس طرح ولایت کی تفصیل کی ہے
 اسی طرح مستولی ہونا چاہیے۔ اگر وقف نے کچھ تفصیل نہ کی ہو تو خود مستولی کو چاہئے کہ اپنی موت کے قریب جب کو چاہے
 بمنظوری حاکم مستولی کرے۔ اور اگر اوص نے بھی لکھا ہو تو حاکم ان خود جس کو چاہے مستولی بنا دے یا جماعت مسلمین
 جس کو مناسب سمجھو۔

تشریح

آج کل کے فاضلین ایک خیال اذہب پر رہا ہے اور تمام اوقاف مستولین کی خیانت سے خرد برد ہوتی چلی جاتی ہیں اور
 وجہ اس کی یہی ہے کہ خلعت نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ولایت وقف بھی انہما ہمارا جائداد مثل وراثت کو قابل انتقال
 ہے۔ پس اگر مستولی کوئی شخص متقی پر میرزا گار مستدین مقرر کیا جاتا ہے اس کے بعد اس کی اولاد خراب حال فاسق
 ناجرموی اٹھوں نے اس خیال سے کہ ہمارا حق ہے اس پر قرضہ کیا اور مسلمان لوگوں نے جس بل سے مالع نہیں آتے آخر
 کمزورہ جائدادوں کے ہاتھوں تلف ہو جاتی ہے۔ حالانکہ وقف بین قانون انگریزی بھی تمدنی نہیں ہے کیونکہ
 قبضہ خالقانہ اس میں ہو نہیں سکتا اس واسطے کہ اس جائداد کا مالک اللہ ہے۔ کوئی شخص نہیں کر کے متقابلہ میں
 قبضہ خالقانہ کیا جاوے۔ اس واسطے سب مسلمانوں کی خدمت میں التماس ہے کہ ہمیں لگا کر جو اوقاف موجود ہیں ان کو
 کوشش کر کے مستولیاں خائن و نکال کر کسی مستدین کو سپرد کیا کریں اور یا یہ کہ جب کوئی مستولی فوت ہوا کرے تو جو میرزا
 آدمی ہو نہ وقف اس کے سپرد کیا جائے اور اگر مستولی ہی سے خیانت پائی جاوے خود اس کو بھی منزل کر نیکیا اختیار کرے
 چاہے یا اس مرض کو منزل کرنا۔ کوئی سبھا و خالقانہ ایسی نہیں تھی کہ جس میں کوئی زمین وقف نہ ہو مگر اب کے
 مسلمانوں نے سب مفہم کر لی ہیں۔ حالانکہ کتاب کاغذات سرکاری سے بہت سی الامنی کا پتہ ملتا ہے۔ لازم ہے
 کہ سب مسلمان اس میں ہی کریں اور اجر عظیم پاویں۔

مسلمانہ اگر معروف کوئی مکان ہو اور اس کی سکونت کچھ خاص اشخاص کے لئے وقف ہو تو مرستہ اس کی
 اونھیں کے ذمہ ہے جو اس میں رہتے ہیں۔ اگر وہ مرستہ والا کریں یا اول میں مقرر نہ ہو تو حاکم وہ مسلمان
 اور جو لیکر خاص بیت پر کرایہ کو دے تاکہ اس کی آمدنی سے اس کی مرستہ ہو سکے۔ پھر انھیں اشخاص کو بھی لکھ کر

مسئلہ۔ اگر کسی وقف کا کوئی متولی ہو تو جماعت مسالین یا حاکم کو بلا وجہ معقول اور فضیلت ظاہر کر کے غصباً نہیں ہے کہ معزول کریں۔

مسئلہ۔ وقف اگرچہ بھی جائز ہے کہ خود واقع ہی متولی ہے اور اپنے حین حیات اس کی پیداوار آپ کھاوے۔ اور بعد وفات خود اس کی پیداوار اپنی اولاد کو تسلماً بعد نسل یا کسی حدود و تنگ لکھ دی۔ پھر فقراء یا کسی مشاعر دین کے نام کر دے۔

تشریح

شرع مشرفین میں کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہے کہ بعد از الہ ملک منتقل کرنے والے کی شروط کا اعتبار کیا جاوے بجز صورت وقف کہ اس میں سب شروط واقف کا اعتبار ہے خواہ اہل کاد و حین حیات وقف میں ہو یا بعد وفات واقف ہو یا لا وہ شروط کا عین معاملہ وقف کو خلاف ہوں یا شرع نے اہل کو ناجائز قرار دیا ہو اور دلیل اس کی یہ ہے کہ وقف میں اگر بعد از الہ ملک واقف ہو جاتا ہے لیکن دوسرا شخص بھی مثل یہ کہ مالک نہیں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مالکین رہتی ہے۔ پس سب شروط قابل اعتبار نہیں کی جس طرح کہ واقف دوبارہ تقسیم پیداوار تشریح کر لیا اسی طرح اور کائنات ہو گا۔ موقوف سب مسلمانوں کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ یہ صورت حفظ جائداد بہت عمدہ ہے جسکو یہ خیال ہو کہ میرے بعد میرے وارث جائداد کو تلف کر دیں گے وہ یہ صورت کرے لیکن اس کا خیال ہے کہ سالانہ وقف کو اپنی موت پر متعلق فکر ہے ورنہ پھر وصیت ہو یا ولیکا ایک تہائی میں لغاؤ ہو گا۔ اور اس صورت میں جب تاجیات خود پیدا کا مالک ہے اپنی زندگی کرنے سے کون مانع ہے۔ اور وقف کی آمدنی میں کچھ غرض نہیں کہ فقرا کی کفایت کی جاوے بلکہ مراد کوئی دینی جائز ہے۔ اگر مسلمان بھائی اپنی زندگی میں بطریق اختیار کریں حفظ جائداد اور صدقہ جاریہ ہو گا اور میری انگیزی میں بھی یہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ بلکہ ورنہ جو بشری میں مثل وصیت اگر کسی بھی بڑی کتاب ہے۔ موقوف امتیاز ہے کہ جو صاحب اس معاہدہ حاصل ہوا ارتفاع اٹھائیں اس کو ہنگام کو بھی دعائے خیر ہے اور فرامین۔

مسائل فقہیہ

مسئلہ۔ ہندوستان میں جو رواج سنگتی کا انصاف میں ہے یہ معاہدہ انصاف نہیں ہے بلکہ عدل و مساوات ہے

صفحہ ۹۹ جلد شان ماہگیری جلدیور و لکھنؤ

اگر کوئی ایسا ذہبی ہو کہ شہر چھوڑا نیکار یا عت ہو تو ہم نے کہ فسخ کرے۔ مثلاً اگر کافاسق فاجر ہو یا اور کوئی
 سبب ہو لیکن بلا سبب مقول اگر فسخ کرے تو وہ فسخ صحیح تو ہے لیکن مجرم الیاف و وعدہ کا ہوگا
 مسئلہ ۱۸۸ - بعد پھر نے رشتہ کے جویشیا تو قسم خوردی مثل شیرینی وغیرہ یا ان قسم لباس بیٹیا بیٹی کو ان اپنے
 ایک دوسرے کو بھی ہون اولن کو واپس لینے کے مجاز نہیں ہیں۔ اور جو زیور وغیرہ کی قسم سے ہوں وہ واپس لیوین۔

تشریح

قائدہ کلیہ یہ ہے کہ جویشیا را ایسی تین کروا سقے تقسیم برادی یا ایسی طرح استعمال کے جائز ہے لے بھی ہوں کہ وہ تلف
 ہو جائیں اولن کا عادیہ نہیں چاہئے اور جو اس طرح سے نہیں چاہیں وہ واپس لیوین۔
 مسئلہ ۱۸۹ - شفعہ کے دعوی میں جو شفعہ کہ شفعہ نے بائین بنائے وجود دعوی شفعہ اور نالش کو حاصل کیا
 ہو وہ شفعہ میں مجرا ہوگا۔ اور شفعہ کو اس کی نالش کو کا مجاز ہے۔

تشریح

مثلاً فرض کر کہ ایک شخص نے ایک مکان خریدا اور ایک سال کے بعد شفعہ نے دعوی کیا یا زمین خریدی اور سال بھر
 کے بعد شفعہ نے دعوی کیا تو سال بھر کا کرایہ مکان یا سپرد دار زمین اور شفعہ سے مجرا ہوگا۔ فقط

خاتمہ الطبع

الحمد للہ المتینہ کہ کتاب لاجواب تسی برسائی شریعت از تصانیف جناب
 مولوی محمد منقذ علی صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند جو واسطے
 وکلاء وائیدواران استخانت دکالت وکتابت
 منقذ علی صاحب مدرسہ عربیہ دیوبند
 شعبان المعظم ۱۳۸۵ ہجری قمری
 طبع ہوئی



اعلان

طالبان مسائل دین و دنیا لائقان تشریح کتابت شریع میں کو مشورہ
ہو کہ پھر رسالہ یکے کے مسائل روزیہ پیشی بہت نہایت کو کوشش کیا ہے
لکھا گیا اور اسکے فوائد و نتائج نہایت بکار آندا اور مفید عام میں اسکی خدمت
ملاحظہ کر کے مطالعہ کریں فائدہ معتد بہ حاصل ہوگا۔ اس سے پہلے
حصہ اول اسمی بہ فرائض اردو مولف نے چھپوائی تھی اسنے نہایت
فائدہ بخشا اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئی اب سہ بارہ چھپوائی گئی ہے
لہذا یہ دوسرا جزو حسب خواہش شائقین دوبارہ چھپایا گیا۔ اسلئے سب
اہل مطابیع کی خدمت میں التماس ہے کہ اس کا حق تصنیف محفوظ رکھ کر
صاحب مقدمہ طبع نفاذ میں درجہ نقصان اٹھائیں گے۔ اور مولف کو
پاس ایک پرچہ کی جنتری و دوائی عیسوی منظور شدہ لفٹنگ گورنر صاحب
بہادر مالک مغربی و شمالی وادوہ عجیب و غریب ہر اسکی قیمت ۸ روپے
اور اگر کسی صاحب کو حصہ اول یعنی رسالہ فرائض اردو کا شوق ہو تو
درخواست کے آئے پروانہ ہو سکتی ہے اسکی قیمت ۸ روپے۔

المشہد

محمد منصف علی تدریس عربی مدرسہ عربیہ اسلامیہ

دیوبند ضلع سہارنپور

